

عمران سینئر

# دون ٹوون

مکمل ناول

منظہر کلیم ایم اے

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی  
گھنٹی نج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”منکہ مسکی علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن)  
بدقت تمام بول رہا ہوں“..... عمران نے بڑے مسمے سے لبھے میں  
بات کرتے ہوئے کہا۔

”صفدر بول رہا ہوں عمران صاحب۔ کیا ہوا ہے آپ کو جو  
آپ بدقت تمام بول رہے ہیں“..... دوسری طرف سے صدر کی  
آواز سنائی دی تو عمران کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ رینگ  
گئی۔

”السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ میں نے تو یہ سوچ کر سلام نہ  
کیا تھا کہ نجانے کس کا فون ہے۔ سلام کے قابل بھی ہے یا نہیں۔  
لیکن تم نے بھی نہ سلام نہ دعا۔ بس اتنا کہہ دیا کہ صدر بول رہا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

ہوں۔ کیا آج پہلی بار بول رہے ہو؟..... عمران نے مصنوعی طور پر غصیلے لمحے میں کہا۔

”وَعَلَيْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔“ میں نے تو اس لئے سلام نہ کیا تھا کہ آپ کے منہ سے سلام بے حد اچھا لگتا ہے۔..... صدر نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

”تو پھر ایک بار سے کیا ہوتا ہے۔ دس بار سلام سنو،“..... عمران نے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ بس۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ آپ فوراً میں جولیا کے فلیٹ پر آ جائیں۔ پوری ٹیم یہاں موجود ہے۔“ صدر نے عمران کو روکتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر عمران کو روکا نہ گیا تو وہ واقعی دس بار پورا سلام دوہرا کر ہی خاموش ہو گا۔

”کیا مطلب۔ کیا تم نے خطبہ نکاح یاد کر لیا ہے؟“..... عمران نے بے چین لمحے میں کہا تو دوسری طرف سے صدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ آئیں تو سہی۔ پھر بات ہو گی،“..... صدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”لیکن میں نے ابھی نہ ناشتہ کیا ہے نہ چائے پی ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ بزرگوں کا کہنا ہے کہ رات کے پورے کھانے سے ناشتے کا ایک لقمه انسان کی صحت کے لئے زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ اب

تم خود سوچو کہ میں نے تو رات کا کھانا بھی نہیں کھایا اور سلیمان سے میں نے ناشتہ مانگا تو اس نے بھلی کا بل نکال کر میرے سامنے رکھ دیا اور یہ حقیقت ہے صدر سعید یا ر جنگ بہادر کہ بل دیکھتے ہی میرا فیوز اڑ گیا جس طرح آج کل لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے ہر آدمی کا فیوز اڑا رہتا ہے جبکہ بل اس کے باوجود اتنا آ جاتا ہے تو جی چاہتا ہے کہ سرسلطان کی جا گیر حاصل کروں اور پھر اسے پیچ کر ایک ماہ کا بھلی کا بل ادا کروں تاکہ ورلڈ ریکارڈ میں میرا نام بھی آ جائے کہ اس آدمی نے بھلی کا پورا بل ادا کیا ہے۔“..... عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی سے بھی زیادہ تیز چل رہی تھی۔

”آپ بھلی کا بل بھی ساتھ لے آئیں۔ ہم کوشش کریں گے کہ چندہ جمع کر کے آپ کا بھلی کا بل ادا کر دیں لیکن آئیں جلدی،“۔ صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چندہ۔ واہ۔ کیا خوبصورت لفظ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ پاکیشیائی قوم دنیا کی سب سے فیاض اور سخنی قوم ہے۔ ویسے کسی غریب کو دس روپے دینے سے جان نکلتی ہے، کسی محنت کش ریڑھی والے سے گھنٹہ بجھ کی جاتی ہے کہ وہ کرایہ میں روپے کیوں مانگ رہا ہے جبکہ میکسی والے کوٹپ کے طور پر پچاس روپے کا نوٹ دے دیا جاتا ہے کہ اس طرح شان بڑھتی ہے اور چندہ تو بہر حال ادھار ہوتا ہے۔ عاقبت میں اس کا بدل بہر حال ملے گا اس لئے ایسا نہ کریں کہ جولیا کے پلازہ کے باہر چادر بچھا کر اور اس پر بھلی کا بل رکھ کر

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

فنر واٹر کا فلیٹ ہے۔ باہر بہت گرمی پڑ رہی ہے اس لئے میرا یقین کرو آدھے شہر کے بل ادا کرنے جتنا چل رہی ہوں گی،..... عمران کی زبان روائی ہو گئی۔ دوسری طرف سے بغیر کوئی جواب دیجے کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا گیا اور چند لمحوں بعد ہی دروازہ کھلا اور دروازے پر صدر نظر آیا۔

”ارے کمال ہے۔ مجھ سے پہلے ہی گرمی کے ستائے ہوئے لوگ یہاں موجود ہیں،..... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آنے والا سلام کیا کرتا ہے،..... صدر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

”اور اگر تم علیکم السلام کہہ کر دروازہ کھول دیتے تو پھر میں کیا کرتا اس لئے پہلے آدمی کو اطمینان سے بیٹھنے دو۔ کچھ خاطر تواضع ہو جانے کے بعد سلام بھی کر لیں گے تاکہ علیکم السلام بھی ہو جائے تو چلو کچھ کھایا پیا ہوا تو ہو،..... عمران نے کہا تو صدر بے اختیار نہیں پڑا۔ اس نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا اور پھر وہ دونوں سنگ روم میں آگئے جہاں صوفوں پر ساری سیکرٹ سروں موجود تھی۔

”السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ یا اہالیان فلیٹ نمبر۔ اوہ۔ نمبر تو مجھے خود بھی معلوم نہیں ہے،..... عمران نے چونک کر کہا اور پھر صدقی کے ساتھ خالی صوفے پر بیٹھ گیا۔

”علیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ تازہ وارد بساط ہوائے دل،۔

چندے کی اپیل کر دی جائے۔ اگر جولیا ساتھ کھڑی ہو جائے تو یقین کرو آدھے شہر کے بل ادا کرنے جتنا چندہ اکٹھا ہو جائے گا،..... عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا لیکن دوسری طرف سے صدر نے رسیور رکھ دیا۔ وہ بھی عمران کا مزاج شناس تھا۔ اسے معلوم تھا کہ عمران جب بولنے پر آ جائے تو پھر اسے روکنا کسی انسان کے بس میں نہیں ہو سکتا۔

”کمال ہے۔ کیا زمانہ آ گیا ہے کہ پچی بات بھی کوئی سننے کے لئے تیار نہیں ہے،..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور ڈرینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ سلیمان مارکیٹ گیا ہوا تھا اس لئے لباس تبدیل کر کے وہ فلیٹ سے باہر آیا اور مخصوص تالا لگا کر وہ سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے اس رہائشی پلازو کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں ان دونوں جولیا کا فلیٹ تھا کیونکہ سیکرٹ سروں کے ممبران جلدی جلدی اپنی رہائش گاہیں تبدیل کرتے رہتے تھے۔ رہائشی پلازو کی پارکنگ میں عمران نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے جب وہاں سیکرٹ سروں کے تقریباً تمام ممبران کی کاریں کھڑی دیکھیں تو وہ بے اختیار مسکراتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ تیری منزل پر جولیا کے فلیٹ کے سامنے پہنچ کر اس نے کال بیل کا بٹن پر لیں کر دیا۔

”کون ہے،..... ڈورفون سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

”کیا یہ برف کی شہزادی مطلب ہے کہ سنو پرنسز مس جولیانا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

صدیقی نے جواب دیا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ تمہیں اتنی فارسی آتی ہے۔ پھر تو تمہاری آنکھ فیکٹری ہونی چاہئے اور اس دور میں جس کی آنکھ فیکٹری ہو وہ تو ملینیں ہوتا ہے۔“..... عمران نے آنکھیں پھاڑ کر صدیقی کو دیکھتے ہوئے کہا تو صدیقی سمیت سب لوگ بے اختیار ہنس پڑے۔

”عمران صاحب۔ فارسی کا آنکھ سے کیا تعلق؟“..... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کسی زمانے میں کہا جاتا تھا کہ پڑھو فارسی، بیچو تیل۔ اس کا پس منظر یہ تھا کہ مغل دور میں فارسی سرکاری زبان تھی۔ فارسی بولنے والے کی معاشرے میں بڑی عزت اور احترام تھا اور فارسی بولنے والے کو سرکاری مناصب ملتے تھے۔ پھر مغلیہ دور ختم ہو گیا اور گریٹ لینڈ نے یہاں قبضہ کر کے اپنی زبان کو سرکاری زبان کا درجہ دے دیا جس سے فارسی بے توقیر ہو گئی اور فارسی پڑھنے والوں کے پاس اس کے سوا اور کوئی راستہ نہ تھا کہ وہ تیل گلی کو چوں میں پھر کر فروخت کرتے رہیں۔ تب سے یہ ضرب المثل بنی تھی کہ پڑھو فارسی بیچو آنکھ۔ لیکن آج کل آنکھ کا زمانہ ہے اس لئے آج کل پڑھو فارسی بیچو آنکھ ہی کہا جا سکتا ہے اور صدیقی نے باقاعدہ فارسی بولی ہے۔“..... عمران نے تفصیل سے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”تمہاری باتوں کا چرخہ کبھی بند بھی ہوتا ہے۔ نجانے تمہاری زبان میں اس قدر کرنٹ کہاں سے آتا ہے کہ مسلسل بولتے ہی

چلے جاتے ہو۔“..... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جب مہمان کی عزت افزائی اس انداز میں ہو گی کہ نہ اسے چائے پیش کی جائے گی نہ شربت اور اس کی گفتگو کو بھی چرخے کی چور چوں سے تشبیہ دے دی جائے گی تو بتاؤ بے چارہ مہمان کیا کرے۔“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”سوری۔ میں ابھی چائے لاتی ہوں۔“..... جولیا نے بھی مسکراتے ہوئے کہا اور انٹھ کھڑی ہوئی۔

”عمران صاحب نے ناشتہ بھی نہیں کیا ہوا۔“..... صدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ سلیمان اسے ناشتہ نہ بنایا کر دے۔“..... جولیا نے چیلنج کے سے انداز میں کہا۔

”ارے۔ تم اس چڑیا کے ناشتے کو ناشتہ کہتی ہو۔ صرف چار قیمہ بھرے خالص گھنی سے ترتراتے ہوئے پڑا ٹھے۔ چار انڈوں کا آمیٹ۔ آٹھ دس سلاس۔ مکھن کی ایک بڑی مکھی اور لب ریز لب سوز قسم کی چائے کا ایک کپ۔ اسے ناشتہ کہتے ہیں۔ وہ کیا کہتے ہیں دل صاحب اولاد سے انصاف طلب ہے۔ ارے سوری۔ دل صاحب ناشتہ شدگان سے انصاف طلب ہے۔“..... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی جبکہ جولیا مسکراتی ہوئی مڑی اور کچن کی طرف بڑھ گئی۔

”عمران صاحب۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ ہم نے آپ کو

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

پیالی اور سکٹ کی پلیٹ عمران کے سامنے رکھ دی۔

”کیا زمانہ آ گیا ہے۔ پہلے زمانے میں دودھ پلائی کی رسم ادا کی جاتی تھی اب چائے پلائی جاتی ہے۔“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار قہقہہ مار کر نہس پڑے۔

”یہ دودھ پلائی کی رسم کیا ہوتی ہے۔“..... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”شادی کے موقع پر دو لہا اپنے ہاتھ سے دہن کو دودھ پلاتا ہے اور دہن اپنے ہاتھ سے دو لہا کو۔“..... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بھی بے اختیار نہس پڑی۔

”عمران صاحب۔ یہ سن بیجے کہ ہم کوئی بہانہ نہیں سنیں گے۔ ہمیں یہ فنکشن ہر حال میں دیکھنا ہے۔“..... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر سب نے حتیٰ کہ جولیا نے بھی اس کی تائید کر دی جبکہ عمران خاموش بیٹھا چائے پینے اور سکٹ کھانے میں مصروف رہا اور اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

”عمران صاحب پلیز۔“..... اس بار صدر نے کہا۔

”میں تو پلیز بلکہ ایور پلیز ہوں۔ فنکشن میں کوئی گھنے دے تب بھی پلیز۔ نہ گھنے دے تب بھی پلیز۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ آپ سیٹوں کا بندوبست کریں۔ باقی باقیں چھوڑیں۔“..... صالحہ نے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ اپنے چیف سے کہو۔ ساری دنیا اس کے

یہاں کیوں کال کیا ہے۔“..... صالحہ نے اچانک عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں۔ بہت اچھی طرح معلوم ہے بلکہ پوری تفصیل کے ساتھ معلوم ہے بلکہ جو تم سب کے لئے نامعلوم ہے مجھے وہ بھی معلوم ہے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا معلوم ہے۔“..... صالحہ نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”یہی کہ صدر نے خطبہ نکاح یاد کر لیا ہے اور تم سب میرے باراتی بن کر یہاں موجود ہو۔ بس دو لہے کی کمی رہ گئی تھی سو وہ میں نے پوری کر دی ہے۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”بس۔ بس۔ خواب ہی دیکھتے رہنا۔ یہی تمہارے مقدر میں سامنے بیٹھے ہوئے تنویر نے فوراً ہی منہ بناتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار نہس پڑے۔

”عمران صاحب۔ ہوٹل گرینڈ میں آج رات ایک خصوصی فنکشن ہے۔ اس فنکشن میں چار یورپی ممالک کے قومی رقص پیش کئے جائیں گے۔ پورے شہر میں اس فنکشن کو اٹھنڈ کرنے کا بخار چڑھا ہوا ہے اور ہم نے معلوم کیا ہے تو تمام سیٹیں ایڈ والنس بک ہو چکی ہیں۔ ہم نے سوچا کہ آپ سے درخواست کی جائے۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ کوئی نہ کوئی بندوبست کر لیں گے۔“..... صدیقی نے اصل بات بتاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے جولیا بھی ٹرے میں چائے کی پیالی اور پلیٹ میں بسکٹ رکھے آگئی اور اس نے چائے کی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

رعاب سے ڈرتی اور کانپتی رہتی ہے۔ سرسلطان جیسے جہاندیدہ سیکرٹری خارجہ اس کی آواز سن کر سہم جاتے ہیں اور ہوٹل گرینڈ والے کیا بیچتے ہیں۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چیف ایسے کاموں میں مداخلت نہیں کرتا اس لئے آپ سے کہہ رہے ہیں۔“..... خاور نے کہا۔

”تم ڈپٹی چیف سے کہو۔ ابھی فون کرے۔ دیکھو گرینڈ ہوٹل کا مالک بغیر جوتے کے بھاگتا ہوا یہاں آجائے گا۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”نہیں۔ میں اس معاملے میں بطور ڈپٹی چیف بات نہیں کر سکتی۔“..... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ تم نے خواہ مخواہ اس کا ہوا بنا لیا ہے۔ اسے کون پوچھتا ہے وہاں۔“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تو تم مجھے چیلنج کر رہے ہو۔ مجھے۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کو۔“..... عمران نے ایسے لمحے میں کہا جیسے ابھی پورے ملک پر قیامت توڑ دے گا۔

”ہاں۔ تو پھر۔“..... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم مجھے چیلنج کر رہے ہو جبکہ میں اگر اپنے شاگرد ٹائیگر کو کہہ دوں تو وہ پورا ہاں خالی کرادے۔“..... عمران نے کہا۔

”چلو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا عمران صاحب۔ آپ سیٹوں کا انتظام کروادیں پھر ہم تنویر کو کہیں گے کہ وہ آپ سے معافی مانگ لے

گا۔“..... صدر نے کہا۔

”اچھا۔ چلو کر دیتے ہیں تمہارا انتظام۔ شام کو پہنچ جانا ہوں۔“..... عمران نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا۔

”نہیں۔ ہمیں تم پر اعتماد نہیں ہے۔ ابھی ہمارے سامنے بندوبست کرو اور کنفرم کرو کہ واقعی سیٹیں بک ہو گئی ہیں۔“..... جولیا نے کہا تو عمران نے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاوڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دیا۔

”انکوائری پلیز۔“..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”ہوٹل گرینڈ کے چیئر میں راحت علی خان صاحب کا خصوصی نمبر دیں۔“..... عمران نے کہا تو وہاں موجود سب ساتھی ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگے۔ ان سب کے چہروں پر مسکراہٹ رینگنے لگ گئی تھی جبکہ دوسری طرف سے انکوائری آپریٹر نے نمبر بتا دیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور انکوائری آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر تیزی سے پر لیں کرنا شروع کر دیا۔ آخر میں اس نے ایک بار پھر لاوڈر کا بٹن پر لیں کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجئے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھایا گیا۔

”لیں۔ پی اے ٹو چیئر میں۔“..... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”پنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ چیئر میں صاحب سے بات

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

کرامیں۔ عمران نے اس بار واقعی شاہانہ انداز میں کہا۔

”سوری۔ چیز میں صاحب آج بے حد مصروف ہیں۔ کل بات ہو سکتی ہے۔ کل دس بجے۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”چلو۔ ایک دن میں کیا ہوتا ہے۔ کل بات کر لیں گے۔“..... عمران نے ایسے لمحے میں کہا جیسے کل کا وقت لے کر اس نے کوئی بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہو۔

”فیکشن آج ہے اور تم کل کی بات کر رہے ہو۔ کل تو دیے ہی ہوں میں الوبول رہے ہوں گے۔“..... جولیا نے کاث کھانے والے لمحے میں کہا۔

”ارے۔ ان یورپی ممالک کے ڈانسوں میں کیا ہوتا ہے۔ بے معنی اچھل کو د۔ اب وہ کٹھک ڈانس تو کرنے سے رہے جس میں عشق کی پوری کہانی اشاروں میں سنا دی جاتی ہے۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہم کچھ نہیں جانتے۔ سنا تم نے اور تمہیں اسی وقت سیٹوں کا بندوبست کرنا پڑے گا۔“..... جولیا نے میز پر مکا مارتے ہوئے اوپنچی آواز میں کہا۔

”ابھی تو خطبہ نکاح بھی نہیں پڑھا گیا اور ابھی سے یہ حال ہے۔ جناب صدر سعید صاحب۔ پلیز اپنی گمشدہ یادداشت کو مزید گم کر دو۔“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”جو میں کہہ رہی ہوں وہ کرو۔ ہمیں سیٹیں چاہئیں۔ ابھی اور اسی وقت۔“..... جولیا نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ اب تم خود بتاؤ کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔“..... عمران نے بڑے مسمے سے لمحے میں کہا لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دیا۔

”لیں۔ پی اے ٹو چیز میں۔“..... وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

”کہاں ہیں چیز میں۔ ان سے بات کراؤ اور نہ اس گرینڈ ہوٹ ہوٹ میں الوبول رہے ہوں گے۔“..... عمران نے بڑے کرخت سے لمحے میں کہا۔

”آپ۔ آپ کون ہیں۔ آپ کون صاحب ہیں۔“..... دوسری طرف موجود لڑکی عمران کی آواز اور بہم دھماکوں کی بات سن کر بری طرح بوکھلا گئی تھی۔

”میں علی عمران بول رہا ہوں۔ چیز میں صاحب میرا نام جانتے ہیں۔ جلدی کراؤ بات۔“..... عمران نے اسی طرح کرخت لمحے میں کہا۔

”وہ۔ وہ اپنی رہائش گاہ پر ہیں۔ وہ خود فون پر نہیں آ رہے۔ ان کی بیگم بات کر رہی ہیں۔ آپ ان سے بات کر لیں۔“..... لڑکی نے جواب دیا اور ساتھ ہی رہائش گاہ کا نمبر بھی بتا دیا۔ وہ لڑکی واقعی عمران کی بات سن کر خوفزدہ ہو گئی تھی اور نمبر بتاتے ہی اس

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

ہے۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا۔ ہولڈ کرو۔..... دوسری طرف سے قدرے مطمئن لجھے میں کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ہیلو۔ راحت خان بول رہا ہوں۔..... چند لمحوں بعد ایک بردانہ آواز سنائی دی۔

”آپ کا بھتیجا علی عمران ایم ایسی۔ ڈی ایسی (آکسن) بول رہا ہوں بگ انکل۔..... عمران نے کہا۔

”اوہ تم۔ اوہ۔ اسی لئے تمہاری آنٹی نے میرے کمرے میں فون لٹک کر دیا ہے۔ کیا بات ہے۔ کیوں فون کیا ہے۔..... راحت علی خان نے کہا۔

”آپ کی اور ہماری بات بگ آنٹی تو نہیں سن رہیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ سڑکوں پر چلکیاں بجاتے نظر آئیں۔..... عمران نے کہا۔

”یہ کیا بکواس ہے۔ کیا اب تمہیں بڑوں کا ادب کرنا بھی سکھانا پڑے گا۔..... راحت علی خان نے خاصے غصیلے لجھے میں کہا۔

”میں نے اسی احترام کے پیش نظر تو جوتیاں چھٹانے کی بجائے چلکیاں بجانے کے الفاظ بولے ہیں بگ انکل اور اگر بگ آنٹی کو معلوم ہو گیا کہ وی آئی پی پیشل ونگ کی دس سیٹیں بیگم نفیہ جہاں اور ان کے رشتہ داروں کے لئے بک کی گئی ہیں اور خصوصی طور پر آپ کی اجازت سے تو پھر آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ کیا ہو گا۔..... عمران نے کہا۔

نے رابطہ ختم کر دیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ لاڈر کا بٹن پہلے ہی پریسڈ تھا اس لئے اسے دوبارہ پر لیں کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ دوسری طرف سے گھنٹے بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

”لیں۔..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ بولنے والی خاتون تھی۔

”بگ آنٹی۔ آپ کا بھتیجا علی عمران بول رہا ہوں۔..... عمران نے کہا تو اس کے تمام ساتھیوں کے چہروں پر ہلکی سی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”اوہ۔ نائلی بواۓ۔ تم نے کیوں فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات ہے۔..... دوسری طرف سے حیرت بھرے لجھے میں کہا گیا لیکن لجھے اس بار خاصا بے تکلفانہ تھا۔

”آپ کے شوہر نامدار سنا ہے کہ منه چھپا کر گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں اور انہوں نے آپ کو آگے کر دیا ہے۔ کیا واقعی ایسا ہے کہ اب انکل سے کوئی بات بھی نہیں کر سکتا۔..... عمران نے کہا۔

”کیوں نہیں کر سکتے اور کسی سے کریں نہ کریں تمہارے ساتھ تو ضرور بات کریں گے لیکن ایک بات پیشگی بتا دوں کہ اگر تم نے فنکشن میں سیٹوں کی بات کرنی ہے تو وہ واقعی اب نہیں مل سکتیں۔

”میں نے خود سب چیکنگ کی ہے۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ مجھے یورپی ڈانسوں سے کوئی دچپسی نہیں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم۔ کیا فضول باتیں کر رہے ہو۔ یہ سینیٹس کوئی بھی ایڈوانس بک کر سکتا ہے۔“..... راحت علی خان نے اس بار حقیقی غصیلے لمحے میں کہا۔

”وہ فلم ابھی اور اسی وقت بگ آنٹی تک پہنچائی جاسکتی ہے جس میں لگزیری پلازہ کے ایک سپر لگزیری فلیٹ نمبر ایک سو پانچ میں بگ انکل کا نکاح بیگم نفیسہ جہاں سے پڑھایا جا رہا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”تم۔ تم۔ یہ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ ناسن۔ یہ۔ یہ کیا مطلب۔ یہ فلم کیسے بن گئی۔ کس نے بنائی ہے۔“..... راحت علی خان عمران کی بات سن کر اس قدر بوکھلا گئے تھے کہ ان سے فقرہ بھی ادا نہیں ہو رہا تھا۔

”صرف ایک صورت میں یہ فلم رک سکتی ہے بگ انکل کہ آپ اپنے پیارے بھتیجے علی عمران اور اس کے دوستوں کے لئے دس سیشن سینیٹس لگوا دیں ورنہ آپ جانتے ہیں کہ فلم بگ آنٹی تک پہنچنے کے بعد نہ ہی فنکشن ہو گا اور نہ ہی چراغوں میں روشنی رہ جائے گی۔“..... بعد نہ ہی فنکشن ہو گا اور نہ ہی چراغوں میں روشنی رہ جائے گی۔“..... دوسری طرف عمران نے مسکراتے ہوئے لمحے میں کہا۔

”تم۔ تم یقیناً کوئی خبیث روح ہو۔ تم تک یہ سب باتیں کیسے پہنچ جاتی ہیں۔“..... راحت علی خان نے اور زیادہ بوکھلانے ہوئے لمحے میں کہا۔

”جو کچھ بھی ہوں آپ کا پیارا بھتیجا ہوں۔ یہ بات ذہن میں

رکھیں اور ساتھ یہ بھی کہ صرف آپ کا ہی نہیں بلکہ بگ آنٹی کا بھی ہو۔ یہ سینیٹس کوئی بھی ایڈوانس بک کر سکتا ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تم۔ تم فنکشن میں آ جانا۔ تمہاری سینیٹس موجود ہوں گی۔“..... راحت علی خان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”نہیں بگ انکل۔ کوئی رسک نہیں۔ آپ اپنے مینجر کو حکم دے دیں۔ میں دس منٹ بعد اسے فون کر کے اس سے کنفرم کروں گا ورنہ پھر وہی چراغوں میں روشنی نہ ہونے کی شکایت ہو گی آپ کو۔“..... عمران نے کہا۔

”تم بہت بڑے بلیک میلر ہو۔ بہت بڑے۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں۔ ٹھیک ہے۔ کنفرم کر لینا۔ لیکن وہ فلم۔ اس کا کیا ہو گا۔“..... راحت علی خان نے کہا۔

”وہ کل مع نیکیو آپ تک پہنچا دی جائے گی۔“..... عمران نے کہا۔

”اوکے۔ اوکے۔ ٹھیک ہے۔ کنفرم کر لینا۔“..... دوسری طرف سے انتہائیطمینان بھرے لمحے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”تمہارے لئے اب مجھے گالیاں بھی سننا پڑتی ہیں۔ خبیث روح اور بلیک میلر کے الفاظ بھی سننے پڑتے ہیں۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

ہر فنکشن میں سپیشل ونگ نفیس لوگوں کے لئے ہی بک ہوتا ہے۔“  
عمران نے جواب دیا۔

”تو آپ منیر سے بات کر لیتے،“..... صدر نے کہا۔  
”جہاں چیزیں میں صاحب گھر چھپے بیٹھے ہوں وہاں منیر بے چارہ  
کیا کرتا۔“..... عمران نے کہا۔

”تو اب وہ کیا کرے گا،“..... صدر نے چونک کر پوچھا۔  
”ایسے فنکشنز میں دس بارہ سیٹیں ویسے ہی ریزرو ظاہر کی جاتی  
ہیں ورنہ یہ مخصوص سیٹیں خالی رکھی جاتی ہیں کیونکہ آخری لمحات میں  
صدر صاحب اپنی فیملی سمیت فنکشن دیکھنے آ سکتے ہیں یا پھر اسی  
طرح اور بھی وی وی آئی پیز بھی ہو سکتے ہیں۔ انہیں آخری لمحات  
میں پر کیا جاتا ہے ورنہ خالی رکھی جاتی ہیں لیکن بنگ رجسٹر میں  
مختلف ناموں سے یہ بک دکھائی جاتی ہیں۔“..... عمران نے کہا اور  
اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر  
دیئے۔

”انکوائری پلیز،“..... رابطہ قائم ہوتے ہی نسوانی آواز سنائی  
دی۔

”گرینڈ ہوٹل کے منیر عصمت خان کا نمبر دیں،“..... عمران نے  
کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ پھر عمران نے کریڈل دیا  
اور پھر ٹون آنے پر انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پر لیں  
کرنے شروع کر دیئے۔

”تم واقعی خطرناک بلیک میلر ہو۔ یہ فلم تم نے کہاں سے اور  
کیسے حاصل کی،“..... جولیا نے کہا۔

”اے۔ کیسی فلم اور کہاں کی فلم۔ مجھے سورپ فیاض سے اطلاع  
ملی تھی کہ راحت علی خان نے کسی نفیسہ جہاں سے دوسری شادی  
خفیہ طور پر کی ہے اور شادی لگڑری پلازہ کے فلیٹ میں ہوئی ہے۔  
تنہیں تو معلوم ہے کہ انگلی جنس میں بڑے لوگوں کی خفیہ سرگرمیوں  
کی روپرٹیں چلتی ہی رہتی ہیں۔ یہ بات ایک سال پہلے میں نے  
سنی تھی اور آج کام آ گئی،“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
”لیکن عمران صاحب۔ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ وی وی آئی  
پی کے سپیشل ونگ میں سیٹیں بیگم نفیسہ جہاں اور اس کے رشتہ داروں  
کے لئے بک ہیں،“..... صدر نے کہا۔

”پچھلے ماہ اس ہوٹل میں ناج گانے کا ایک بین الاقوامی مقابلہ  
ہوا تھا جس میں ایوارڈ بھی دیئے گئے تھے اور صدر مملکت نے اس  
فنکشن میں شرکت کی تھی۔ مجھے تو خیر ان ناج گانوں سے کوئی  
دچکپی نہیں ہوتی لیکن میں ویسے ہی کھانا کھانے کے لئے وہاں گیا  
تو پہتہ چلا کہ ایک سیٹ بھی خالی نہیں ہے۔ میں منیر عصمت خان  
کے پاس چلا گیا۔ اس نے مجھے بتایا تھا اس بارے میں۔ اس نے  
مجھے فنکشن میں سپیشل سیٹ کی آفر کی لیکن میں نے صرف کھانا کھانا  
تھا اس لئے وہ میں نے منیر کے آفس میں بیٹھ کر کھایا اور اصل  
فائدہ یہ ہوا کہ مل دینے سے بھی بچ گیا۔ البتہ یہ بات طے ہے کہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”پی اے نو مینجر گرینڈ ہوٹل“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔  
”مینجر صاحب سے بات کراؤ۔ میرا نام علی عمران ہے“۔ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ لیں سر۔ لیں سر“..... دوسری طرف سے اس انداز میں کہا گیا جیسے اسے پہلے سے ہی حکم دیا گیا ہو۔

”ہیلو۔ عصمت خان بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“۔ عمران نے اپنے مخصوص لبجے میں کہا۔

”اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ آپ نے چیئرمین صاحب پر کیا جادو کیا ہے۔ وہ تو بے حد بوکھلائے ہوئے تھے اور انہوں نے مکمل پیشل ونگ ہی آپ کو الات کرنے کا نہ صرف حکم دیا ہے بلکہ بار بار یہ بھی کہہ رہے تھے کہ آپ کا فون آئے تو آپ کو کنفرم کر دیا جائے کہ بکنگ ہو گئی ہے حالانکہ وہ تو بڑے بڑے لوگوں کو ایسے موقع پر ڈانت دیتے ہیں“..... مینجر نے مسکراتے ہوئے لبجے میں کہا۔

”وہ میرے بگ انگل ہیں اور میں ان کا اور ان کی بیگم کا مشترکہ پسندیدہ بھیجا ہوں۔ اب وہ میرے لئے اتنا بھی نہ کریں گے“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے مینجر بے اختیار ہنس

پڑا۔

”بہر حال میں آپ کو کنفرم کر رہا ہوں کہ دس سیٹیں آپ کے لئے بک کر دی گئی ہیں پیشل ونگ کی“..... مینجر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”شکریہ“..... عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور اس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ رینگنے لگی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

مرست بھرا جوش نمایاں تھا۔ اسے اس کھیل میں بڑا لطف آ رہا تھا کہ اچانک دور سے ٹرینیک پولیس کی گاڑی کا مخصوص سائز سنائی دینے لگا جو تیزی سے قریب آتا چا رہا تھا اور ریٹا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اپنی پشت سیٹ سے لگا لی۔ اس کے ہونٹ پہنچ گئے اور چہرے پر ایسے کوفت کے تاثرات نمودار ہو گئے جیسے کسی بچے کو اس کا پسندیدہ کھیل کھینے سے روک دیا جائے۔ اس نے کار کی رفتار کم کر دی تھی اور ساتھ ہی سائیڈ اشارے دیتے ہوئے مختلف لائنوں سے گزرتی ہوئی اس لائن پر آ گئی جس پر ٹرینیک نہیں ہوتی۔ ٹرینیک پولیس کی کار اب اس کے سر پر پہنچ چکی تھی اور پھر جیسے ہی اس نے کار روکی پولیس کار اس کے سامنے سائیڈ پر کر کے روک دی گئی اور کار میں سے دو پولیس آفیسر نکل کر تیزی سے ریٹا کی کار کی طرف بڑھنے لگے جبکہ ریٹا کار میں ہلکی ہلکی موسیقی سننے اور اپنی ایک ٹانگ کو اس انداز میں ہلا رہی تھی جیسے وہ باقاعدہ موسیقی پر ڈالس کر رہی ہو۔

”آپ انتہائی خطرناک انداز میں کار ڈرائیور کر رہی تھیں۔ اپنا ڈرائیونگ لائسننس دیں“..... ایک آفیسر نے سخت لمحے میں ریٹا سے مخاطب ہو کر کہا تو ریٹا نے ڈیش بورڈ کے خانے میں رکھا ہوا ایک کارڈ نکال کر آفیسر کی طرف بڑھا دیا۔

”صرف پندرہ منٹ رہ گئے ہیں اور ان پندرہ منٹوں میں مجھے کے چہروں پر پسند آنے لگ جاتا تھا لیکن ریٹا کے چہرے پر

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

جیز اور اس پر سرخ پھلوں والی ہاف بازو کی شرٹ پہنے، آنکھوں پر سرخ رنگ کے شیشوں والی جدید ترین ڈیزائن کی عینک لگائے ریٹا جدید ماؤل کی سیاہ رنگ کی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی اس انداز میں کار چلا رہی تھی جیسے وہ کاروں کی رلیس میں حصہ لے رہی ہو۔ اس کا سرخ و سفید چہرہ جوش کی وجہ سے گہرا سرخ ہو رہا تھا اور وہ آگے کو جھکی ہوئی ہاتھوں میں موجود سٹیئرنگ کو اس طرح گھما رہی تھی جیسے وہ کوئی کھلونا ہو اور بار بار سٹیئرنگ کے اس تیزی سے دائیں بائیں گھمانے سے اس کی تیز رفتار کا سڑک پر دوڑنے والی گاڑیوں کو اس انداز میں کاٹتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی جیسے سڑک پر چادو کا تماشہ ہو رہا ہو۔ وہ جن جن کاروں کو کاٹتی ہوئی جس انداز میں گزر رہی تھی ان کاروں کے ڈرائیوروں کے چہروں پر پسند آنے لگ جاتا تھا لیکن ریٹا کے چہرے پر

تو ریٹا نے مسکراتے ہوئے کارڈ کو واپس ڈلیش بورڈ میں رکھا اور کارڈ سارٹ کر کے وہ لیز بدلتی ہوئی پیڈی لائن میں آگئی اور ایک بار پھر اس نے پہلے جیسے پر جوش کھیل کا آغاز کر دیا۔ اب اس کی رفتار پہلے سے بھی تیز تھی لیکن تھوڑا سا آگے جانے کے بعد ایک چوک پر اس کی کار ٹریفک کے ساتھ آگے بڑھنے کی بجائے دائیں طرف جانے والی سڑک پر مر گئی جس پر ٹریفک بے حد کم تھی اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایک چار منزلہ ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو کر ایک طرف بنی ہوئی پارکنگ کی طرف بڑھ گئی۔ پارکنگ میں کاروں کی تعداد بے حد کم تھی کیونکہ ابھی دن چڑھے دو گھنٹے ہی ہوئے تھے جبکہ ایسے ہوٹلوں میں رش شام کو ہوتا ہے اور پھر رات گئے تک یہاں خوب رونق رہتی ہے۔ ریٹا نے کار ایک خالی جگہ پر روکی اور نیچے اتر کر اس نے کار لاک کی تو پارکنگ بوائے نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور بڑے موڈ بانہ انداز میں کارڈ ریٹا کی طرف بڑھا دیا۔

”تھینک یو“..... ریٹا نے کہا اور کارڈ لے کر اس نے اپنے کاندھے سے لٹکے ہوئے بیگ میں ڈالا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی میں گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ ہوٹل کا وسیع و عریض ہال تقریباً سنسان پڑا ہوا تھا۔ ریٹا سیدھی کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی جہاں تین خوبصورت لڑکیاں چہروں پر دل آؤیز مسکراہٹ سجائے موجود تھیں۔

”ایں اے تھرٹی ون“..... ریٹا نے قریب جا کر مدھم سے لجے میں کہا۔

”یہاں روکے رکھو یا“..... ریٹا نے بڑے دھیمے لجے میں کہا جبکہ پولیس آفیسر نے جب کارڈ دیکھا تو ان دونوں کو یکخت جھنکا ساگا کیونکہ کارڈ پر پیش ایجنت کراوز کے الفاظ کے ساتھ نیچے ایک چھوٹی سی تصویر بنی ہوئی تھی جس میں ایک عقاب کی تصویر تھی جس کے پنجوں میں ایک معصوم فاختہ پھر پھڑا رہی تھی اور دونوں پولیس آفیسرز اچھی طرح جانتے تھے کہ ایکریمیا کی کراوز ایجنسی جسے حال ہی میں قائم کیا گیا ہے اس کے بارے میں کیا احکامات دیئے گئے ہیں۔ ان دونوں نے ریٹا کو باقاعدہ سیلوٹ کیا اور پھر کارڈ واپس کر دیا۔

”مس صاحبہ۔ تیز رفتاری کی تو اجازت ہے لیکن دوسروں کے لئے خطرناک ڈرائیونگ سے گریز کریں۔ یہ ہماری درخواست ہے“..... کارڈ لینے والے پولیس آفیسر نے کارڈ واپس کرتے ہوئے منت بھرے لجے میں کہا۔

”تمہارا کیا خیال ہے کہ کراوز میں ایسے لوگ بھرتی کئے گئے ہیں جو ڈرائیونگ بھی نہیں کر سکتے اور خاص طور پر اس کی سپر ایجنت۔ کیوں“..... ریٹا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”سوری مس۔ ہم نے آپ کو روکا۔ معافی کے خواستگار ہیں“۔

دونوں آفیسرز نے ایک بار پھر پیچھے ہٹ کر سیلوٹ کیا اور تیزی سے اس طرح اپنی گاڑی کی طرف بھاگے جیسے ان کے پیچھے پا گل کتے دوڑ رہے ہوں۔ چند لمحوں بعد ان کی گاڑی تیزی سے آگے بڑھ گئی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”لیں مس“..... ایک لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور کاؤنٹر کے نچلے خانے میں موجود ایک کارڈ نکال کر اس نے اس پر دستخط کئے اور کارڈ ریٹھا کی طرف بڑھا دیا۔

”تیسری منزل کمرہ نمبر چالیس“..... لڑکی نے کہا تو ریٹھا نے اشبات میں سر ہلا دیا اور لفت کی طرف بڑھ گئی۔ لفت آپریٹر کو اس نے کارڈ کی جھلک دکھائی اور تیسری منزل کہہ دیا۔

”لیں مس۔ آئیے“..... لفت آپریٹر نے بڑے موڈبانہ لمحے میں کہا اور ریٹھا چند لمحوں بعد تیسری منزل پر پہنچ گئی۔ یہاں چار مسلح افراد موجود تھے جن کے جسموں پر باقاعدہ یونیفارم تھی۔ ریٹھا نے کارڈ ان کی طرف بڑھا دیا۔

”کس نمبر میں جانا ہے“..... ایک گارڈ نے غور سے کارڈ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”نمبر چالیس“..... ریٹھا نے جواب دیا۔

”اوکے“..... گارڈ نے جیب سے بال پوائنٹ نکال کر کارڈ پر مخصوص نشان لگاتے ہوئے کہا اور کارڈ واپس ریٹھا کے ہاتھ میں دے دیا۔

”تھینک یو“..... ریٹھا نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر وہ کمرہ نمبر چالیس کے سامنے رک گئی۔ دروازہ بند تھا اور سائیڈ پر کسی کا نام درج نہ تھا۔ پلیٹ خالی تھی۔ دروازے کے درمیان ایک باریک سی درز موجود تھی۔ ریٹھا نے کارڈ اس درز میں ڈال دیا۔ چند

لمحوں بعد دروازہ میکانگی انداز میں کھلتا چلا گیا۔ ریٹھا اندر داخل ہوئی تو اس کے عقب میں دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ یہ ایک مکمل سوت تھا جس میں ڈائینگ، ڈرائی�، سٹنگ روم اور ایک ڈبل بیڈ روم تھا اور اسے انتہائی شاہانہ انداز میں سجا لیا گیا تھا۔ ریٹھا آگے بڑھی اور سٹنگ روم میں کرسی پر بیٹھ گئی۔ سامنے میز پر فون موجود تھا۔ اس کے بیٹھتے ہی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ریٹھا بول رہی ہوں۔ پیشل ایجنت تھرٹی ون“..... ریٹھا نے کہا تو دوسرا طرف سے بغیر کچھ کہے رابطہ ختم کر دیا گیا اور ریٹھا نے بھی رسیور رکھ دیا لیکن اس کے چہرے پر کسی کوفت یا بیزاری کے تاثرات موجود نہ تھے۔ تقریباً پانچ منٹ بعد گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو ریٹھا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ریٹھا بول رہی ہوں۔ پیشل ایجنت تھرٹی ون“..... ریٹھا نے کہا۔ ”جارج کہاں ہے“..... دوسرا طرف سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

”وہ اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ ساحل پر تھا۔ میں نے اسے ریڈ کاشن بھیج دیا ہے۔ وہ پہنچنے والا ہو گا“..... ریٹھا نے جواب دیا۔

”جب وہ آ جائے تو تم دونوں پیشل دے سے آفس میں آ جانا“..... دوسرا طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ریٹھا نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان جس نے گھرے براون کلر کا سوت پہنا ہوا تھا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے کے نقوش اور اس کے بالوں کا خوبصورت مردانہ سائل اسے کوئی یونانی دیوتا ظاہر کر رہا تھا۔ ”ہائے ریٹا“..... اس نوجوان نے اندر داخل ہوتے ہی بڑے لگاؤٹ بھرے لبجے میں کہا۔ ”ہائے جارج۔ بڑی جلدی فراغت مل گی سویٹی سے“..... ریٹا نے ہنستے ہوئے کہا۔ ”اوہ۔ تمہیں معلوم تو ہے اس کی عادت۔ بہر حال کیا احکامات ہیں“..... جارج نے قریب آ کر کری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ”پیش وے سے آفس پہنچنے کا حکم ملا ہے“..... ریٹا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”اچھا آؤ“..... جارج نے کہا اور پھر وہ دونوں بیڈ روم میں داخل ہو گئے۔ وہاں ایک بڑا اور خاصا چوڑا وارڈروب موجود تھا۔ جارج نے اسے کھولا تو اندر لیدیز کپڑے ہینگروں پر ٹنگے ہوئے تھے۔ جارج نے سائیڈ پر موجود ایک بٹن پر لیں کیا تو اندر وہ حصہ گھوم گیا جس میں کپڑے تھے اور اب وہاں نیچے جاتی ہوئی سیرھیاں نظر آ رہی تھیں۔ جارج اندر داخل ہوا اور پھر تیزی سے سیرھیاں اترتا چلا گیا۔ اس کے پیچھے ریٹا بھی اندر داخل ہوئی لیکن دو سیرھیاں اتر کر اس نے زور سے پیر مارا تو اس کے عقب میں الماری کا وہ حصہ گھوم کر بند ہو گیا۔ سیرھیوں کے اختتام پر ایک بند دروازہ تھا۔ جارج نے اپنا دایاں ہاتھ دروازے پر لگی ہوئی پلیٹ پر

رکھ کر دبایا اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے بعد ریٹا آگے بڑھی اور اس نے اپنا بایاں ہاتھ پلیٹ پر رکھ کر دبایا اور وہ بھی پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی تو ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ لو ہے کا بھاری دروازہ اندر کی طرف کھل گیا۔ سامنے ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا جو لکڑی کا تھا لیکن وہ کھلا ہوا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے اس کھلے دروازے کو کراس کر کے اندر داخل ہوئے۔ یہ کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ میز کی ایک طرف اوپنجی پشت کی سیاہ چمڑہ چڑھی رویوالونگ چیز موجود تھی جبکہ میز کی دوسری طرف چار عام کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ میز پر صرف ایک سیاہ رنگ کا فون پیس موجود تھا اور کچھ نہ تھا۔ وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے تو چند لمحوں بعد سائیڈ کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد لیکن بانس کی طرح دبلا آدمی جس کا سر درمیان سے گنجنا تھا جبکہ سائیڈوں پر جھالروں کی طرح لہراتے بال تھے، چہرہ امچور کی طرح سوکھا ہوا تھا۔ البتہ اس کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں جن پر اس نے موٹے شیشے کی عینک چڑھائی ہوئی تھی اور ان شیشوں کے پیچھے اس کی بڑی بڑی آنکھیں کچھ مزید پھیلی ہوئی نظر آ رہی تھیں، اندر داخل ہوا تو جارج اور ریٹا دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ”بیٹھو۔ یہ سب کچھ صرف اس لئے کیا جاتا ہے کہ چیکنگ ہو سکے کیونکہ آج کل میک اپ کا فن واقعی عروج پر پہنچ چکا ہے۔“ آنے والے بانس کی طرح دبلا آدمی نے قدرے چیختے ہوئے دروازہ تھا۔ جارج نے اپنا دایاں ہاتھ دروازے پر لگی ہوئی پلیٹ پر

تفصیل سے بتاتا ہوں کہ مشن کیا ہے۔۔۔ چیف نے کہا تو جارج اور ریٹا دونوں کے چہروں پر اشتیاق کے تاثرات ابھر آئے۔ چیف نے میز کی دراز کھوی اور اس میں سے ایک سرخ رنگ کی فائل نکالی اور جارج کی طرف بڑھا دی۔

”اسے پڑھ لو پھر مزید بات ہو گی“۔۔۔ چیف نے کہا تو جارج نے فائل کھوی۔ فائل میں دو صفحات تھے۔ وہ ان صفحات کو پڑھنے لگا۔ ریٹا بھی گردن موز کر ساتھ ساتھ فائل پڑھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جارج نے فائل بند کر دی اور اسے اپنے سامنے رکھ لیا۔

”کیا پڑھا ہے تم نے“۔۔۔ چیف نے پوچھا۔

”چیف۔ پاکیشیا کے شانی علاقوں میں ایک علاقہ ہے راج گڑھ جو دشوار گزار پہاڑی علاقہ ہے اور وہاں انتہائی گھنے جنگلات ہیں۔ اس علاقے میں پاکیشیا کی خفیہ لیبارٹری ہے جس میں میزائل اپ ٹو ڈیٹ کے نام سے ایک خصوصی فارمولے پر ریسرچ کی جا رہی ہے۔ یہ انتہائی خفیہ لیبارٹری ہے۔ اس سے پہلے بلیک ایجنٹی اور ریڈ ایجنٹی کے ایجنٹوں نے اس پورے علاقے کو چھان مارا ہے لیکن وہ اس لیبارٹری کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں کر سکے۔ البتہ بعد میں ان کی لاشیں دار الحکومت کے ویران علاقوں میں ملتی رہی ہیں“۔۔۔ جارج نے کہا۔

”ایکریمیا نے سیٹلائرٹ کے ذریعے اس کی چینگ کی لیکن سیٹلائرٹ بھی اس لیبارٹری کا سراغ نہیں لگا سکا“۔۔۔ چیف نے

لبجے میں کہا۔ اس کی آواز پتلی لیکن تیز دھار چھری کی طرح تھی۔ ”لیں چیف۔ ہم سمجھتے ہیں“۔۔۔ ریٹا اور جارج نے بیک آواز ہو کر جواب دیا۔

”کبھی پاکیشیا گئے ہو“۔۔۔ چیف نے کرسی پر بیٹھتے ہی پوچھا۔

”لیں چیف۔ میں دو بار گیا ہوں“۔۔۔ جارج نے جواب دیا۔ ”اور میں تین بار چیف“۔۔۔ ریٹا نے کہا۔

”گذ۔ تم دونوں کراوز کے پیشل ایجنت ہو اور ایک ایسا کیس سامنے آیا ہے کہ میں نے بہت غور کے بعد تم دونوں کا انتخاب کیا ہے“۔۔۔ چیف نے دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ان دونوں کے چہروں پر صرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”ہم آپ کے اعتماد پر پورا اتریں گے چیف“۔۔۔ دونوں نے بیک آواز ہو کر کہا۔

”تم دونوں نے اس مشن کو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے اور خصوصاً اس کے خطرناک ایجنت علی عمران سے پچانا ہے“۔۔۔ چیف نے کہا تو وہ دونوں چونک پڑے۔

”کیا یہ مشن براہ راست ان سے مقابلے کا ہے“۔۔۔ جارج نے کہا۔

”نہیں۔ لیکن مشہور تو یہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کسی نہ کسی انداز میں پاکیشیا میں ہونے والی کارروائی کا علم ہو جاتا ہے اور اس مشن کا بھی اسے لازماً علم ہو جائے گا۔ اب میں تمہیں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

کہا۔

”کیا وہاں لیبارٹری ہے بھی سہی یا نہیں،“..... جارج نے کہا۔  
”لیبارٹری وہاں موجود ہے کیونکہ کئی بار مواصلاتی سیٹلائزٹ نے  
وہاں سے مخصوص سگنل کچھ کئے ہیں لیکن ان سگنلز سے صرف اتنا معلوم  
ہو سکا ہے کہ راج گڑھ علاقے میں بہر حال لیبارٹری موجود ہے۔“  
چیف نے کہا۔

”اس کی کوئی سپلائی لائی ہو گی۔ دارالحکومت میں کوئی پارٹی  
وہاں کھانے پینے کی اشیاء اور سامنی سامان سپلائی کرتی ہو گی،“  
ریٹائر نے کہا۔

”وہاں چینگ کی گئی ہے۔ ایسی کوئی سپلائی لائی چیک نہیں ہو  
سکی۔ البتہ ایک انتہائی اہم بات کا علم ہوا ہے کہ راج گڑھ کے  
علاقے میں کوئی قدیم ترین دور کا مندر تھا جسے راج مندر کہا جاتا  
ہے اور اس مندر کے نام پر اس علاقے کا نام راج گڑھ ہے لیکن  
قدیم دور سے یہ مندر مکمل طور پر منہدم ہو کر غائب ہو چکا ہے اور  
یہ لیبارٹری اس مندر کے نیچے موجود ہے کیونکہ قدیم دور میں اس  
مندر کے نیچے بڑے بڑے تہہ خانوں کا ثبوت ملا ہے۔ مندر زمین  
سے اوپر تھا اور تہہ خانے زمین دوز تھے۔ ان تہہ خانوں میں قدیم  
دور کے پیجری رہتے تھے۔ ان کے لئے تازہ پانی کا انتظام بھی تھا  
اور تازہ ہوا کی آمد اور آلودہ ہوا کی نکاسی کا ششم بھی تھا۔ ایک  
قدیم مخطوطہ میں اس کی تفصیل درج ہے لیکن محل وقوع کے بارے

میں صرف اتنا لکھا ہوا ہے کہ یہ قدیم مندر راج گڑھ میں واقع  
ہے۔ کہاں واقع ہے اس بارے میں اس مخطوطہ میں کچھ درج نہیں  
ہے لیکن اس مخطوطے میں راج گڑھ کا نقشہ ہاتھ سے بنایا گیا ہے۔  
اس مخطوطے اور اس نقشے کی تصور ہم تک پہنچی ہے کیونکہ اس  
مخطوطے کو نادر قرار دے کر اس کی انتہائی سختی سے حفاظت کی جاتی  
ہے لیکن یہ کاپی انتہائی مدھم ہے۔ شاید قدیم دور کا کاغذ ایسا تھا یا  
امتداد زمانہ سے وہ ایسا ہو گیا ہے کہ اس کی واضح تصور نہیں آ  
سکتی۔ چنانچہ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ تم اس مخطوطے کو وہاں سے اڑاؤ  
گے اور اس پر بنا ہوا نقشہ دیکھ کر چیک کرو گے۔ اس نقشے میں  
جہاں مندر ہے وہاں ایک چھوٹا سا سرخ نشان بنایا گیا ہے۔ تم نے  
اس سرخ نشان کو چیک کرنا ہے اور پھر اس لیبارٹری سے وہ فارمولہ  
اڑانا ہے اور لیبارٹری کو بتاہ کر دینا ہے اور پھر یہ فارمولہ تم نے  
ایکریکیا پہنچانا ہے۔ فارمولہ ایکریکیا پہنچتے ہی تمہارا مشن مکمل ہو  
جائے گا۔“..... چیف نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس عمران کو کیسے اس مشن کا علم ہو گا جبکہ راج گڑھ تو پاکیشیا  
کے دارالحکومت سے بہت دور واقع ہے اور وہاں سیکرٹ سروس یا  
عمران کا جانا نامکن ہے۔ وہاں اس لیبارٹری کی حفاظت ملٹری ائیلی  
جن کرتی ہو گی یا کوئی اور ایجنسی کیونکہ سیکرٹ سروس تو پاکیشیا سے  
باہر مشن مکمل کرتی ہے۔“..... جارج نے کہا۔

”یہ مخطوطہ جو تم نے اڑانا ہے۔ یہ پاکیشیا کے نوادرات میں شامل

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہے۔ جیسے ہی یہ مخطوطہ غائب ہو گا پوری حکومت میں تھلکہ مجھ جائے گا کیونکہ پاکیشیا حکومت ایسے نوادرات کے بارے میں بے حد حساس ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ نوادرات کافرستان کے لئے مقدس حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ چرانے کی کوشش بھی کرتے رہتے ہیں لیکن ان کی حفاظت کا انتظام بھی انتہائی سخت کیا گیا ہے کہ کافرستان کا کوئی ایجنسٹ کامیاب نہیں ہو سکا لیکن مجھے یقین ہے کہ تم اس میں کامیاب ہو جاؤ گے اور جیسے ہی اس کی چوری کی خبر عمران تک پہنچے گی وہ لازماً ذاتی طور پر اس پر کام کرے گا کیونکہ وہ ایسے کام اکثر کرتا رہتا ہے۔ اس طرح اسے علم ہو جائے گا اور اگر اس نے تمہارا سراغ لگا لیا یا اسے اندازہ ہو گیا کہ یہ مخطوطہ راج گڑھ کی لیبارٹری کو ٹرنسیپرنس کرنے کے لئے اڑایا گیا ہے تو وہ لامحالہ تمہارے پیچے لگ جائے گا اور اپنی اہم ترین لیبارٹری اور فارمولے کو بچانے کے لئے پوری سیر سروس بھی میدان میں آ سکتی ہے۔

۔

”ٹھیک ہے چیف۔ اب ہم پوری طرح اس حساس مشن کو سمجھ گئے ہیں۔ آپ بے فکر ہیں۔ لیبارٹری بھی تباہ ہو گی اور فارمولہ بھی ایکریمیا پہنچ جائے گا۔“..... جارج نے کہا۔

”مجھے یقین ہے۔ اسی لئے تو میں نے تم دونوں کا انتخاب کیا ہے۔ اب ایک اور بات سن لو کہ تم نے کسی صورت کراؤز ایجنسی کو اوپن نہیں کرنا۔ اگر تم کسی بھی صورت پکڑے جاؤ تو تم نے اپنا

تعلق بلیک ایجنسی سے ظاہر کرنا ہے۔ کراوز ایجنسی کو ہر صورت میں خفیہ رکھا گیا ہے،“..... چیف نے کہا۔

”لیں چیف۔ یہ بات تو اس ایجنسی میں شامل ہوتے ہی ہمیں بتا دی گئی تھی اور ہم نے ہمیشہ اس کا خیال رکھا ہے،“..... اس بار ریٹا نے کہا۔

”اوکے۔ اب تم جاسکتے ہو۔ تم پر وقت کی کوئی قید نہیں ہے لیکن جس قدر جلد ممکن ہو سکے مشن مکمل کیا جائے اور یہ لست ہے پاکیشیا میں چند افراد کی جو ضرورت پڑنے پر تمہارے کام آ سکتے ہیں۔ یہ بلیک ایجنسی کے لئے کام کرتے رہتے ہیں۔ ان کو کوڈ بھجوا دیا گیا ہے اور وہ کوڈ ہے پر بلیک،“..... چیف نے کہا۔

”لیں چیف۔“..... دونوں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”وش یو گڈ لک۔ اب ادھر سپیشل وے سے عقبی طرف نکل جاؤ۔ کسی شدید ترین ضرورت کے بغیر نہ مجھے فون کیا جائے اور نہ ہی ٹرانسیمیٹر کاں کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس فون اور ٹرانسیمیٹر کاں کاں سے محل وقوع معلوم کر لیتی ہے،“..... چیف نے کہا۔

”لیں چیف۔“..... جارج اور ریٹا نے کہا اور پھر وہ تیزی سے سائیڈ پر موجود ایک دروازے کی طرف بڑھ گئے جہاں سے ایک سرگ نمار استہ اس ہوٹل کی عقبی طرف جانکھتا تھا۔ اس طرح وہ کسی کی نظروں میں آئے بغیر واپس باہر جا سکتے تھے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا کہ کال بیل بننے کی آواز سنائی دی اور پھر کال بیل مسلسل بجتی ہی چلی گئی۔

”بند کرو۔ بند کرو اسے۔ جل جائے گی۔“..... سلیمان کے بوکھلائے ہوئے انداز میں چینخے اور بیرونی دروازے کی طرف بھاگتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی اور عمران جو ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھا اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے لیکن سلیمان کے شور مچانے پر کال بیل بند ہو گئی تھی۔

”کون ہے؟“..... سلیمان نے خاصے غصیلے لمحے میں پوچھا اور پھر دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

”کیا بڑے صاحب نے آپ کو ابھی تک یہ نہیں سمجھایا کہ کال بیل کیسے بجائی جاتی ہے؟“..... سلیمان کی غصیلی آواز سنائی دی۔

”میرے سامنے منہ نہ کھولا کر ورنہ گولی مار کر زمین میں دفن کر

دوس گا۔ سمجھے۔ باورچی ہو تو باورچی ہی رہو۔ میرا باپ بننے کی ضرورت نہیں ہے۔“..... سوپر فیاض کی دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔ ”ٹھیک ہے۔ میں ابھی بات کرتا ہوں بڑے صاحب سے اور بڑی بیگم صاحبہ سے تاکہ وہ آپ کو سمجھا سکیں کہ سلیمان کیا ہے۔“..... سلیمان نے بھی اسی لمحے میں کہا۔

”ہاں۔ ہاں۔ کر لوفون۔ مجھے دھمکیاں دیتے ہو اور یہ دوسری لاست وارنگ ہے۔ آئندہ ایسے زبان کھولی تو واقعی گولی مار دوں گا۔ ننس۔ سر پر چڑھا رکھا ہے تمہیں،“..... سوپر فیاض نے اور زیادہ غصیلے لمحے میں کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر سٹنگ روم میں داخل ہوا تو عمران اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

”کیا ہوا ہے تمہیں۔ کیوں مر جیں چبار ہے ہو۔ سلیمان نے درست تو کہا ہے تمہیں۔ کال بیل بجانے کے بھی آداب ہوتے ہیں،“..... عمران نے کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا اب تم بھی میری بجائے اس ننس سلیمان کے شور مچانے پر کال بیل بند ہو گئی تھی۔“..... سوپر فیاض نے غصے سے دھاڑتے ہوئے لمحے میں کہا۔

”ابھی ڈیڈی اور اماں بی اکٹھے سلیمان کی کال پر یہاں پہنچیں گے تو پھر تمہیں معلوم ہو گا کہ سلیمان محض باورچی ہے یا کیا ہے۔ ارے تمہیں لاکھ بار بتایا ہے کہ سلیمان باورچی نہیں ہے۔ ڈیڈی اور اماں بی کا لاذلا ہے۔ وہ بچپن سے ہی ہمارے گھر کے ایک فرد کے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

معاف کر دو۔ اللہ تعالیٰ بھی معافی کو بے حد پسند کرتا ہے اس لئے اب تم ان کے لئے چائے بھی لے آؤ۔..... عمران نے اوپنچی آواز میں کہا اور اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ٹرالی میں ساتھ بھجوایا اور ڈیڈی اور اماں بی مجھ سے زیادہ اسے چاہتے ہیں۔ ابھی تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ بیٹھو۔..... عمران نے غصیلے لمحے میں کہا۔ اسے واقعی سورپر فیاض کے سلیمان کے ساتھ رویہ پر غصہ آ گیا تھا۔

لیکن بہر حال یہ مہمان ہیں اس لئے ان کی خدمت تو فرض ہے۔

سلیمان نے برتن میز پر لگاتے ہوئے کہا۔

”آئی ایم سوری سلیمان۔ تم واقعی بڑے طرف کے مالک ہو۔“  
سورپر فیاض نے کہا اور سلیمان اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کمرے سے باہر چلا گیا۔

”تم نے معدرت کر کے اپنے آپ کو محفوظ کر لیا ہے لیکن یہ بتاؤ کہ تمہاری شان نزول کیا ہے۔..... عمران نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

”ارے ہاں۔ سلیمان کے چکر میں پڑ کر میں اصل بات تو بھول ہی گیا۔ تم یہ بتاؤ کہ کیا یہ اٹھیلی جنس کا کام ہے کہ وہ کوئی پرانی کتاب تلاش کرتی پھرے۔ کیا اب اٹھیلی جنس کی یہ اوقات آگئی ہے۔ معلوم نہیں تمہارے ڈیڈی کو بیٹھنے بٹھائے کیا ہو جاتا ہے۔“  
سورپر فیاض نے جھلانے ہوئے لمحے میں کہا۔

”پرانی کتاب۔ کیا مطلب۔“..... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔  
اسے خود اس بات کی سمجھنا آئی تھی۔

طور پر پلا بڑھا ہے۔ باورچی تو اسے اماں بی نے بنایا ہے۔ اماں بی نے میری ضد پر کہ میں علیحدہ فلیٹ میں رہوں گا تو اسے میرے ساتھ بھجوایا اور ڈیڈی اور اماں بی مجھ سے زیادہ اسے چاہتے ہیں۔ ابھی تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ بیٹھو۔..... عمران نے غصیلے لمحے میں کہا۔ اسے واقعی سورپر فیاض کے سلیمان کے ساتھ رویہ پر غصہ آ گیا تھا۔

”وہ فارغ نہیں بیٹھنے کے سلیمان کی کال پر بھاگے آئیں گے اور پھر فون تو یہاں پڑا ہے۔“..... سورپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔  
”آج کل وارلیس فون آ گیا ہے اس لئے ایک وارلیس فون باورچی خانے میں بھی موجود ہے اور سلیمان اس پر اماں بی سے باٹیں کرتا رہتا ہے اور میرے بارے میں بھی خفیہ روپورٹیں دیتا رہتا ہے۔ جب سے باورچی خانے میں فون رکھا گیا ہے میں ہر وقت اس خیال سے ہی ڈرا سہا رہتا ہوں کہ نجانے سلیمان میرے بارے میں کیا کہہ دے اور پھر اماں بی کی جوتیاں بھی خالص دیسی چڑیے کی ہوتی ہیں جو ٹوٹنے میں ہی نہیں آتیں۔“..... عمران نے کہا تو سورپر فیاض کے چہرے پر پہلی بار گھبراہٹ کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے۔

”اوہ۔ اسے منع کرو۔ آئی ایم سوری۔ میں دراصل انتہائی پریشان تھا۔“..... سورپر فیاض نے آخر ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔  
”سلیمان۔ فیاض صاحب نے معدرت کر لی ہے۔ تم بھی اسے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”یہ دیکھو۔ یہ لیٹر جو وفاقی حکومت کے سیکرٹری نے لکھا ہے۔ اسے پڑھو اور پھر بتاؤ کہ تمہارے ڈیڈی کا اب کیا علاج کیا جائے۔“ سوپر فیاض نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ عمران نے کاغذ سوپر فیاض کے ہاتھ سے لیا اور پھر اسے پڑھنے لگا۔ کاغذ میں وفاقی سیکرٹریٹ کی طرف سے اٹھیلی جنس یورو کے ڈائریکٹر جزل کو لیٹر لکھا گیا تھا کہ ایک قدیم ترین دور کا ہاتھ سے لکھا ہوا ایک مسودہ جسے قدیم مخطوطہ کہا جاتا ہے، سنشل نیشنل لاہوری کے نوادرات سیکشن سے چرا لیا گیا ہے۔ یہ مخطوطہ راج گڑھ کے علاقے کی قدیم ترین معلوماتی دستاویز ہے اور یہ اہم نوادرات میں شامل ہے۔ اسے برآمد کرانے پر سمجھدگی سے کام لیا جائے۔

”تم سنشل نیشنل لاہوری گئے ہو جہاں سے اسے چوری کیا گیا ہے۔“..... عمران نے کاغذ واپس کرتے ہوئے کہا۔

”کہاں گیا ہوں۔ تمہارے ڈیڈی نے مجھے بلایا اور یہ کاغذ پکڑا کر نادر شاہی حکم دے دیا کہ ایک ہفتے کے اندر یہ اہم دستاویز واپس آنی چاہئے ورنہ میرے خلاف سخت ایکشن لیا جائے گا۔“ اب تم بتاؤ کہ اٹھیلی جنس کا اب یہی کام رہ گیا ہے کہ چیھڑوں کی چوریاں برآمد کراتی پھرے۔ یہ چوری اور اس کی برآمدگی پولیس کا کام ہے۔ مجھے بے حد غصہ آیا لیکن میں کیا کر سکتا تھا اس لئے تمہارے پاس آیا ہوں کہ تم میرے لئے یہ کام کرو۔ میرے تو بس

میں نہیں ہے۔“..... سوپر فیاض نے فیصلہ کن لجھے میں کہا۔

”مجھے وہاں کون پوچھے گا۔ تم تو سپرنٹنڈنٹ ہو۔ میں کیا ہوں۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم میرے ساتھ وہاں چلو۔ میں انہیں حکم دے دوں گا کہ وہ تمہارے ساتھ تعاون کریں۔ پھر دیکھو کیسے نہیں کرتے وہ تعاون۔“ سوپر فیاض نے اکثرے ہوئے لجھے میں کہا۔

”لیکن میں تمہارے ساتھ ساتھ کہاں مارا مارا پھرتا رہوں گا۔ پہتہ نہیں تمہیں کہاں کہاں اس مخطوطے کے پیچھے بھاگنا پڑے۔ اس پر خرچ ہو گا اور تمہیں معلوم ہے کہ پڑول کتنا مہنگا ہو گیا ہے۔ اب تو وہ وقت آنے والا ہے کہ پڑول میڈیکل شوروں سے ڈرائیس کی صورت میں صرف دیکھنے اور بچوں کو دکھانے کے لئے کہ ایسا ہوتا تھا، پڑول خریدنا پڑے گا۔“..... عمران کی زبان روایت ہو گئی۔

”مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ تم ایسا راگ الاؤ گے۔ لو یہ رقم رکھ لو۔“..... سوپر فیاض نے جیب سے پس نکال کر اس میں سے چند بڑے نوٹ نکال کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

”کتنی ہے یہ۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”پانچ ہزار ہیں۔ پورے پانچ ہزار۔ بے شک گن لو۔“..... سوپر فیاض نے بڑے شاہانہ لجھے میں کہا۔

”سلیمان۔ جناب آغا سلیمان پاشا صاحب۔“..... عمران نے اوپنجی آواز میں سلیمان کو پکارتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”جی صاحب“..... دوسرے لمحے سلیمان کسی جن کی طرح کمرے میں نمودار ہو گیا۔

”یہ پانچ ہزار اٹھا لو۔ سورپر فیاض صاحب نے دیے ہیں۔ تم کہہ رہے تھے کہ ہمسائے میں ان کے کسی بچے کی سالگرہ ہے اور بطور ہمسایہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ بچے کو کوئی تھفہ دیں۔ تم کوئی تھفہ خرید کر دے دینا“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے صاحب۔ لیکن پانچ ہزار میں تو کھلونے کا خالی باکس بھی نہیں ملتا۔ آپ کو تو علم ہی نہیں کہ مہنگائی کتنی بڑھ گئی ہے۔ میں نقد رقم دے دوں گا کہ خود ہی ہماری طرف سے کوئی تھفہ خرید لیں“..... سلیمان نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا جبکہ سورپر فیاض ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا رہا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا لیکن شاید اس خوف سے وہ بولا نہیں تھا کہ کہیں سلیمان بڑے صاحب اور بڑی بیگم صاحبہ کو فون نہ کر دے۔

”اب بتاؤ میرے لئے کیا حکم ہے“..... عمران نے بڑے خلوص بھرے لمحے میں کہا۔

”تم دونوں ہی شیطان ہو۔ تم دونوں مل کر دوسروں کو لوٹتے ہو۔ پانچ ہزار میں سالگرہ کا تھفہ۔ ہونہہ۔ پانچ ہزار نہ ہوئے پانچ روپے ہو گئے۔ اور سنو۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ مجھے ایک ہفتے میں یہ نامراہ مخطوطہ چاہئے اور بس“..... سورپر فیاض نے پھٹ پڑنے والے

لمحے میں کہا۔

”تم کبھی راج گڑھ گئے ہو“..... عمران نے پوچھا تو سورپر فیاض بے اختیار چونک پڑا۔

”راج گڑھ۔ وہاں تو گھنے جنگلات ہیں۔ لوگ وہاں پکنک منانے جاتے ہیں لیکن وہاں کوئی آبادی وغیرہ نہیں ہے۔ البتہ میٹھے پانی کے بے شمار چشے ہیں۔ راج گڑھ نامی ایک چھوٹا سا گاؤں ان جنگلات کے آغاز میں ہے۔ میں وہاں ایک بار سرکاری کام سے گیا تھا۔ کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو“..... سورپر فیاض نے جواب دے کر چونک کر پوچھا۔

”یہ مخطوطہ راج گڑھ کے علاقے کی قدیم ترین تاریخ ہے اس لئے پوچھ رہا تھا“..... عمران نے کہا۔

”پرانی کتابوں کو خوانخواہ نوادرات بنادیتے ہیں لوگ اور یہ بھی میں نے سنا ہے کہ ایسے نوادرات بڑی بڑی قیمتوں میں فروخت ہوتے ہیں۔ ایسے ہی کسی چور نے اسے اڑایا ہو گا“..... سورپر فیاض نے کہا۔

”تم بیٹھو۔ میں لباس تبدیل کرلوں۔ پھر اکٹھے چلتے ہیں سنسل نیشنل لابریری“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو سورپر فیاض نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ عمران نے اس کیس میں دلچسپی لیتا شروع کر دی تھی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کا دائرہ تھا اور وہ دونوں اس دائرے کو دیکھنے میں مصروف تھے۔  
”یہ سرخ نشان تو بقول چیف اس جگہ کی نشاندہی ہے جہاں  
قدیم دور میں راج مندر تھا اور اب وہاں لیبارڈی ہے لیکن یہ نقشہ  
ہماری سمجھ میں تو نہیں آ رہا۔“..... ریٹا نے سیدھی ہو کر منہ بناتے  
ہوئے کہا۔

”میرے خیال میں ہم جب تک راج گڑھ کا تفصیلی وزٹ نہیں  
کریں گے تب تک یہ نقشہ ہمیں سمجھ میں نہیں آ سکتا۔“..... جارج  
نے کہا۔

”یہ نقشہ کئی سو سال پرانا ہے۔ اب تک اتنا عرصہ گزر چکا ہے  
کہ اب وہاں جانے سے ہمیں کچھ معلوم نہ ہو سکے گا۔ تمام راستے  
ہی تبدیل ہو چکے ہوں گے۔“..... ریٹا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
”تمٹھیک کہہ رہی ہو۔ لیکن اب کیا کیا جائے۔ یہ کتاب تو ہم  
سنٹرل لاہوری سے اڑا لائے ہیں۔ اب کیا کریں۔ آگے کیسے  
پڑھیں۔“..... جارج نے کہا۔

”کسی قدیم تاریخ کے ماہر سے بات کی جائے۔“..... ریٹا نے  
کہا۔

”وہ کیا کرے گا۔ زیادہ سے زیادہ یہ بتا دے گا کہ یہ کتاب کتنا  
عرصہ پرانی ہے اور یہ سرخ نشان مندر کی نشاندہی کرتا ہے۔ اتنا تو  
ہمیں بھی معلوم ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں راج گڑھ آبادی میں  
جا کر کسی بوڑھے سے بات کرنی چاہئے۔ شاید وہ اس جگہ کی کسی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

پاکیشیائی دارالحکومت کی ایک رہائش کالونی کی کوٹھی کے ایک  
کمرے میں ریٹا اور جارج موجود تھے۔ وہ اپنے اصل چہروں میں  
تھے اور ان کے پاس میں الاقوامی سیاحت کے خصوصی کارڈز بھی  
تھے اور کاغذات کی رو سے وہ ایکریمین نیشنل یونیورسٹی کے شعبہ  
قدیم تاریخ کے پروفیسر تھے۔ ان کے کاغذات نہ صرف اصل تھے  
بلکہ پاکیشیا آنے سے پہلے انہوں نے ایکریمیا میں قدیم ترین  
تاریخ کے بارے میں باقاعدہ وہاں کے پروفیسرود سے خصوصی  
بریفنگ بھی لی تھی تاکہ اگر کوئی انہیں چیک کرنے پر آ جائے تو وہ  
اسے کم از کم مطمئن ضرور کر سکیں۔ اس وقت وہ دونوں کرسیوں پر  
بیٹھے درمیانی میز پر رکھی ہوئی ہاتھ سے لکھی ہوئی کتاب کے ایک  
صفحہ پر جھکے ہوئے تھے۔ اس صفحے پر تقریباً انتہائی گنجک سانقشہ بنا  
ہوا تھا اور یہ نقشہ انتہائی پیچیدہ سا نظر آ رہا تھا۔ ایک جگہ سرخ رنگ

طرح نشاندہی کر سکے جہاں قدیم دور میں مندر رہا ہو،..... جارج نے کہا۔

”میرا تو خیال ہے کہ چیف نے خواہ مخواہ ہمیں اس چکر میں ڈال دیا ہے۔ مسئلہ تو لیبارٹری کی تلاش ہے۔ اسے دیگر ذرائع سے بھی ٹریس کیا جاسکتا ہے“..... ریٹا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ بات نہیں۔ چیف اور حکومت ایکریمیا نے اس معاملے میں تمام ذرائع استعمال کر لئے ہوں گے۔ تمہیں یاد تو ہے کہ چیف نے کہا تھا کہ پہلے بلیک اینجنسی اور ریڈ اینجنسی کے اینجنس اس علاقے میں جاتے رہے لیکن ان کی لاشیں یہاں دار الحکومت کے ویرانوں سے ملتی رہی ہیں۔ پھر چیف نے کہا تھا کہ خصوصی سیپلائز سے اسے چیک کرنے کی کوشش کی گئی لیکن سیپلائز کے ذریعے بھی اس جگہ کا تعین نہیں کیا جا سکا۔ ایسی صورت میں اب بتاؤ کہ اور کیا ذرائع ہو سکتے ہیں“..... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے۔ لیکن یہ لوگ اس قدر شاطر ہیں کہ لیبارٹری موجود ہے۔ کام کر رہی ہے لیکن کسی کو اس کا علم نہیں ہو رہا۔ آخر لوگ اس لیبارٹری سے باقی ملک میں آتے جاتے رہتے ہوں گے۔ سامان سپلائی کیا جاتا ہو گا۔ کیا یہ سب جنات کرتے ہیں“..... ریٹا نے کہا۔

”یہ سب کچھ اس انداز میں کیا جاتا ہے کہ دوسروں کو علم نہیں ہو سکتا اور جو معلوم کر لینے میں کامیاب ہو جاتے ہوں گے ان کی

لاشیں ویرانوں سے ملتی ہوں گی۔ البتہ ایک کام ہو سکتا ہے کہ ہم یہاں کی وزارت سائنس میں کوئی ایسا آدمی ٹریس کریں۔ وہاں اس لیبارٹری کے بارے میں یقیناً تفصیلات موجود ہوں گی“..... جارج نے کہا۔

”تو یہ کتاب اور نقشہ جسے ہم نے انتہائی مہارت اور کوشش سے چوری کیا ہے۔ یہ سب کچھ بے کار چلا گیا“..... ریٹا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں نے اسے دیکھ لیا ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ جسے میں ایک بار غور سے دیکھ لیوں اسے ساری عمر نہیں بھولتا اس لئے یہ نقشہ اب میں آنکھیں بند کر کے خود بھی تیار کر سکتا ہوں اس لئے آج رات ہم اسے واپس اس لاہری ہی میں پہنچا دیں گے“..... جارج نے کہا تو ریٹا بے اختیار اچھل پڑی۔

”واپس کیوں۔ کہیں باہر پھینک دیں گے یا پڑی رہے یہاں۔ واپس جا کر کیوں رکھیں۔ وجہ“..... ریٹا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں نے آج اس کتاب کے سلسلے میں کراون کے ذریعے معلومات حاصل کی تھیں کیونکہ میرے ذہن میں خدشہ تھا کہ کہیں یہ اتنی اہم نوادر نہ ہو کہ اس کی چوری سے بھونچال سا آ جائے۔“..... جارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ان پسمندہ ملکوں میں کیا بھونچال آتا ہے۔ البتہ ترقی یافتہ ممالک ان معاملات میں بے حد حساس ہوتے ہیں“..... ریٹا نے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میرا اپنا بھی یہی خیال تھا لیکن مجھے جو معلومات ملی ہیں انہوں نے مجھے چونکا دیا ہے۔“..... جارج نے کہا تو ریٹا بھی چونک پڑی۔

”کیا ہوا ہے؟“..... ریٹا نے حیرت بھرے لبجے میں پوچھا۔

”حکومت پاکیشیا نے اس کا انتہائی اعلیٰ سطح پر نوٹس لیا ہے اور باقاعدہ وزارت داخلہ کو حکم جاری کیا ہے کہ ایک ہفتے کے اندر اندر چوری کرنے والوں کو نہ صرف گرفتار کیا جائے بلکہ یہ نوادر بھی ہر قیمت پر برآمد کرائی جائے اور اس کے لئے صرف اثنیلی جنس یورو و کوہی حرکت میں نہیں لایا گیا بلکہ ملٹری اثنیلی جنس کو بھی حرکت میں لایا گیا ہے اور اب ایئرپورٹس اور ہر اس راستے سے جہاں سے دارالحکومت سے باہر اس مخطوطے کو نکلا جا سکتا ہے وہاں پیشل سینز نصب کر دیئے گئے ہیں اس لئے یہ لوگ کسی بھی وقت ہمازے سروں پر پہنچ سکتے ہیں اور ہم اصل مشن سے ہٹ کر خوانخواہ کے بکھیرے میں پھنس جائیں گے۔ نقشہ ہم نے دیکھنا تھا وہ دیکھ لیا۔ اب یہ کتاب واپس ہو جانے کے بعد تمام سرگرمیاں ختم ہو جائیں گی اور ہم اطمینان سے اپنا کام جاری رکھ سکیں گے۔“..... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے بات تو ٹھیک کی ہے۔ اوکے۔ آج رات اسے واپس بھجوا دو لیکن اب اصل معاملے پر بات کرو۔ اس لیبارٹی کو کس طرح ٹریس کیا جائے؟“..... ریٹا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”مجھے کراون سے بات کرنے دو۔ شاید کوئی بہتر حل نکل آئے؟“..... جارج نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے سامنے ہی میز پر موجود فون کا رسیور انٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ لاڈر کا بٹن پریس ہوتے ہی دوسری طرف سے گھنٹی بجھنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور انٹھا لیا گیا۔

”کراون کلب“..... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”کراون سے بات کراو۔ میں جارج بول رہا ہوں“..... جارج نے کہا۔

”لیں سر۔ ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے موڈبانہ لبجے میں کہا گیا۔

”ہیلو۔ کراون بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن بولنے والے کا لبجہ موڈبانہ تھا۔

”سپر بلیک جارج بول رہا ہوں“..... جارج نے کوڈ کے ساتھ اپنا نام بھی بتاتے ہوئے کہا۔

”لیں سر۔ مجھے آپ کا نام بتا دیا گیا ہے۔ حکم فرمائیے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”راج گڑھ میں ہمیں کوئی ایسا گائیڈ چاہئے جو وہاں کی قدیم ترین تاریخ سے صرف زبانی ہی نہیں بلکہ عملی طور پر بھی واقف ہو۔“..... جارج نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک مقامی آدمی بھی تھا جس نے باقاعدہ کلب ملازمین کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی اور اس کے سینے پر سپروائزر کا نج لگا ہوا تھا۔

”یہ سپروائزر کریم ہے جناب۔ آباً اجداد سے راج گڑھ کا رہنے والا ہے۔ آپ اس سے کھل کر بات کر سکتے ہیں۔ یہ میرا قابل اعتماد آدمی ہے۔“..... کراون نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“..... جارج نے کہا تو کراون واپس چلا گیا۔

”بیٹھو کریم۔“..... جارج نے کریم سے مخاطب ہو کر کہا۔

”شکریہ جناب۔“..... کریم نے موڈبانہ لبجے میں کہا اور ان کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

”کریم۔ ہمارا تعلق ایکریمیا کی ایک یونیورسٹی سے ہے اور ہمارا شعبہ دنیا کی قدیم ترین تاریخ ہے۔ ہم یہاں قدیم ترین دور کی عبادت گاہوں کے بارے میں ریسرچ کرنے آئے ہیں۔ یہ بات حقی ہے کہ راج گڑھ کے جنگلات میں قدیم دور میں کوئی مندر تھا جس کا وجود اب باقی نہیں رہا لیکن ظاہر ہے زیر زمین اس کے آثار موجود ہوں گے۔ ہم وہ آثار ٹریس کرنا چاہتے ہیں۔ کیا تم اس سلسلے میں ہماری مدد کر سکتے ہو۔ ہم تمہیں معقول معاوضہ بھی دیں گے۔“..... جارج نے بڑے زم لبجے میں بات کرتے ہوئے پوچھا۔

”جی ہاں۔ ہمارے بزرگ بتاتے ہیں کہ راج گڑھ میں ایک بہت بڑا مندر تھا اور دور دور سے لوگ اس مندر میں آتے جاتے

”میرے کلب میں ایک سپروائزر راج گڑھ کا رہنے والا ہے۔ میں اس سے معلوم کر کے بتاتا ہوں۔“..... کراون نے کہا۔

”کیا وہ قابل اعتماد آدمی ہے۔“..... جارج نے پوچھا۔

”لیں سر۔ وہ میرا خاص آدمی ہے۔ ہر لحاظ سے قابل اعتماد۔“..... کراون نے جواب دیا۔

”تو ٹھیک ہے۔ میں اور ریٹا تمہارے پاس آ رہے ہیں۔ ہم اس سے خود بات کریں گے۔“..... جارج نے کہا۔

”یہ زیادہ بہتر ہو گا۔“..... کراون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔“..... جارج نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”آؤ ریٹا۔ چلیں۔ یہ کتاب بھی کراون کو دے آئیں گے تاکہ وہ اس آدمی کے ذریعے جس کے ذریعے وہاں سے اسے اٹھوا�ا تھا اسے واپس رکھ دے اور اس سپروائزر سے بھی بات کر لیں گے۔

شاہد کوئی ایسی صورت نکل آئے جس سے ہم مشن مکمل کر لیں۔“.....

جارج نے کہا تو ریٹا نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کراون کلب کے ایک کمرے میں صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کراون سے اس کے آفس میں ملاقات کر کے اور اسے کتاب واپس رکھانے کے لئے دے کر وہ اس کمرے میں پہنچ گئے تھے کیونکہ انہوں نے خود کراون سے یہ فرماش کی تھی کہ وہ سپروائزر سے کسی علیحدہ کمرے میں بات کرنا چاہتے ہیں اور کراون انہیں خود اس کمرے میں چھوڑ گیا تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور کراون

R  
A  
F  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

رہتے تھے اور اس علاقے کا نام بھی اس مندر کے نام پر یعنی راج مندر کے نام پر راج گڑھ رکھا گیا تھا۔..... کریم نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا اس جگہ کی کسی طرح نشاندہی ہو سکتی ہے جہاں یہ مندر تھا؟..... جارج نے اشتیاق آمیز لمحے میں پوچھا۔

”جناب۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے بلکہ میرے والد نے بھی کبھی اس کا ذکر نہیں کیا۔ البتہ ہمارے راج گڑھ میں ایک سو دس سالہ ایک بزرگ رہتے ہیں۔ ان سے بات کی جائے تو شاید کوئی حل نکل آئے؟..... کریم نے کہا۔

”کیا ان کی یادداشت قائم ہے اتنی عمر میں؟..... جارج نے کہا۔

”جی ہاں۔ اس قدر عمر ہونے کے باوجود وہ خاصے صحت مند ہیں؟..... کریم نے جواب دیا۔

”تو ٹھیک ہے۔ ہم کراون کو کہہ دیتے ہیں تم جا کر انہیں یہاں لے آؤ۔ ہم ان سے خود بات کر لیں گے اور انہیں بھی انعام دیں گے اور تمہیں بھی معاوضہ دیا جائے گا۔..... جارج نے کہا۔

”آپ صاحب سے کہہ دیں کیونکہ مجھے دو روز جانے میں اور دو روز آنے میں لگیں گے۔ وہ مجھے چار پانچ دنوں کی چھٹی دے دیں اور پھر مجھے ان بزرگ کو واپس جا کر چھوڑنا بھی ہو گا۔۔۔ کریم نے کہا۔

”کیوں نہ انہیں یہاں آنے کی تکلیف دینے کی بجائے ہم خود کریم کو ساتھ لے کر وہاں ان کے پاس چلے جائیں؟..... ریٹا نے کہا۔

”ہاں۔ یہ بھی ٹھیک ہے۔ اس طرح اس بزرگ کو لانے اور پھر پہنچانے میں وقت بھی ضائع نہیں ہو گا۔ ہم کار میں خود وہاں چلے جاتے ہیں۔..... جارج نے کہا تو کریم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”کیڑا مکوڑا کہا جاتا ہے۔ کیڑا چھوٹا ہوتا ہے اور مکوڑا بڑے کیڑے یا چپونے کو کہا جاتا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”یہ تو ٹھیک ہے کہ تم کتابی کیڑے ہو تو میں بڑا ہوں کتابی مکوڑا۔“..... سوپر فیاض نے فاخرانہ انداز میں کہا۔

”کیڑا تو کتاب کے اندر گھس جاتا ہے اس لئے عالم فاضل شخص کو کتابی کیڑا کہا جاتا ہے اور مکوڑا چونکہ بڑا ہوتا ہے اس لئے وہ کتاب کے اوپر سے گزر جاتا ہے اور دیسے کا دیسے ہی جاہل رہ جاتا ہے۔“..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اچھا تو میں جاہل ہوں۔ کیوں؟“..... سوپر فیاض نے غصیلے لمحے میں کہا۔

”تم نے خود ہی اپنے آپ کو مکوڑا ثابت کیا ہے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بس کرو۔ کیا کیڑے مکوڑوں کی باتیں لے بیٹھے ہو۔ کوئی کام کی بات کرو۔“..... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اپنے کام کی یا تمہارے کام کی؟“..... عمران نے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟“..... سوپر فیاض نے پوچھا۔

”میرے کام کی تو ایک ہی بات ہو سکتی ہے کہ میں تمہارا بڑا مخلص، ہمدرد دوست ہوں۔ تمہارے حق میں ہمیشہ دعا میں کرتا رہتا منہ بناتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

سرکاری جیپ خاصی تیز رفتاری سے سنٹرل نیشنل لاہوری کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیور گ سیٹ پر فیاض تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا۔

”تم تو شاید زندگی میں پہلی بار کسی لاہوری میں جا رہے ہو گے۔“..... عمران نے سوپر فیاض سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں نے کتابیں ضرور بڑھی ہیں لیکن میں تمہاری طرح کتابی کیڑا نہیں ہوں۔“..... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کتابی کیڑا ہونا تو اعزاز کی بات ہے جبکہ کتابی مکوڑا ہونا باعث شرم ہے۔“..... عمران نے جواب دیا سوپر فیاض بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا مطلب۔ یہ کتابی مکوڑا کیا ہوتا ہے؟“..... سوپر فیاض نے

کی جاتی ہیں۔۔۔ سوپر فیاض نے بڑے فاخرانہ لمحے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیپ روکی اور پھر نیچے اتر آیا جبکہ دوسری طرف سے عمران بھی نیچے اتر آیا۔ اسی لمحے لاہبری کا مین گیٹ کھلا اور چار آدمی بوکھلانے ہوئے انداز میں اس طرح باہر آگئے جیسے دور سے بھاگتے ہوئے آئے ہوں اور اگر انہیں دیر ہو گئی تو نجانے ان پر کیا قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

”نج۔ جناب۔ جناب۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب ہیں۔

جناب۔۔۔ ایک اوہیزہ عمر آدمی نے جس کی آنکھوں پر نظر والے موٹے شیشوں کی عینک موجود تھی انتہائی بوکھلانے ہوئے لمحے میں کہا۔ وہ عمران اور سوپر فیاض کو اس انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے اسے یہ فیصلہ کرنے میں وقت پیش آ رہی ہو کہ ان میں سپرنٹنڈنٹ فیاض کون ہو سکتا ہے۔

”میں ہوں سنٹرل انٹلی جنس بیورو کا سپرنٹنڈنٹ فیاض۔ تم کون ہو۔۔۔ سوپر فیاض نے بڑے اکڑے ہوئے لمحے میں کہا۔

”نج۔ نج۔ جناب۔ میں سنٹرل نیشنل لاہبری کا سپرنٹنڈنٹ ہوں جناب۔ میرا نام عادل حسین ہے اور جناب ہم آپ کے استقبال کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ یہ میرے استئنٹ ہیں جناب۔۔۔ عادل حسین نے اسی طرح بوکھلانے ہوئے لمحے میں کہا۔

”اچھا تو تم ہو سپرنٹنڈنٹ۔ حیرت ہے۔ خواہ مخواہ ایسا عہدہ رکھ لیا جاتا ہے۔ یہ علی عمران ہے۔۔۔ سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

ہوں اور تمہارے کام کی بات یہ ہے کہ تم خود تو بینک بیلنس میں اضافہ کرتے رہتے ہو اور مجھے تو بینک کے اندر داخل ہونے کی بھی ہمت نہیں ہوتی۔۔۔ عمران کی زبان روایت ہو گئی۔

”بس۔ بس۔ یہ اپنی پرانی بھیرویں اب بند کرو۔ وہ پانچ ہزار جو میں نے تمہیں دیتے ہیں۔ وہی کافی ہیں۔ اب چاہے انہیں بینک میں رکھو چاہے جیب میں۔۔۔ سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”پانچ ہزار اتنی بڑی رقم ہے کہ اگر بینک میں رکھوانے کے لئے جاؤ تو بینک والے حفاظتی پولیس کو کال کر لیتے ہیں اور پوری دنیا کے بینکوں میں فون کی گھنٹیاں بجھنے لگ جاتی ہیں کہ فلاں بینک میں پانچ ہزار روپے جمع کرانے کے لئے لائے گئے ہیں۔۔۔ عمران کی زبان ایک بار پھر روایت ہو گئی۔

”تم سے تو بات کرنا ہی عذاب ہے۔ ہر بات کو مذاق بنایتے ہو۔۔۔ سوپر فیاض نے شرمندہ سے لمحے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیپ سنٹرل نیشنل لاہبری کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور پھر اسے ایک طرف بنی ہوئی پارکنگ میں لے جانے کی بجائے لاہبری کے مین گیٹ کے طرف لے جانے لگا۔

”ارے۔ ارے۔ اوہر پارکنگ میں لے جاؤ۔۔۔ عمران نے کہا۔

”یہ سرکاری گاڑی ہے۔ سمجھے۔ پارکنگ میں عام گاڑیاں کھڑی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بڑے حقارت بھرے لجھے میں کہا جیسے اسے پسند نہ آیا ہو کہ یہ بوکھلایا ہوا آدمی بھی سپرنٹنڈنٹ کا عہدہ رکھتا ہے۔

”پورا تعارف کراؤ عادل حسین سے۔ میرا نام ہے علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) اور آپ بھی یقیناً اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوں گے جب ہی آپ پاکیشیا کی اس بڑی اور اہم لاہوری کے سپرنٹنڈنٹ ہیں“..... عمران نے پہلے سپرنٹنڈنٹ فیاض سے پھر عادل حسین سے مخاطب ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”حج۔ جناب۔ میں نے ہاورد یونیورسٹی ایکریمیا سے لاہوری سائنس میں پی ایچ ذی کی ہوتی ہے“..... عادل حسین نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض کا پھولا ہوا سینہ عادل حسین کی بات سن کر بے اختیار سکڑ سا گیا۔

”اندر چلو۔ یہاں کیا بحث چھیڑ کر کھڑے ہو گئے ہو“..... سوپر فیاض نے جھلانے ہوئے لجھے میں کہا۔

”آئیے جناب۔ آئیے“..... عادل حسین نے اسی طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ شاید یہ اس کا خصوصی انداز تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد سوپر فیاض اور عمران ایک بڑے کمرے میں موجود تھے۔ چند لمحوں بعد چپر اسی اندر داخل ہوا۔ اس نے ان دونوں کو سلام کیا اور مشروب کی دو بولیں جو ملٹی کلر ٹشو پپیر میں لپٹی ہوئی تھیں سوپر فیاض اور عمران کے سامنے رکھ دیں اور مڑ کر واپس چلا گیا۔ عمران نے عادل حسین کا خشکریہ ادا کیا۔

”جناب۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں“..... تھوڑی دیر بعد عادل حسین نے کہا۔

”ہم اس قدیم کتاب کی چوری کے سلسلے میں آئے ہیں“۔ سوپر فیاض نے رعب دار لجھے میں کہا۔

”وہ راج گڑھ والے مخطوطہ کی بات کر رہے ہیں آپ“۔ عادل حسین نے چونک کر کہا۔

”جب ہاں عادل صاحب۔ وہی“..... سوپر فیاض کے بولنے سے پہلے عمران نے اس لئے جواب دیا کہ سوپر فیاض نے مخطوطہ کا لفظ سن کر جس طرح منہ بنایا تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کوئی احتمانہ جواب ہی دے گا۔

”جب وہ مخطوطہ تو حیرت انگیز طور پر واپس مل گیا ہے“..... عادل حسین نے کہا تو عمران اور سوپر فیاض دونوں نے ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھا۔ دونوں کی حالت واقعی دیکھنے والی ہو گئی تھی۔ ان کے شاید تصور میں بھی نہیں تھا کہ ایسا بھی ممکن ہو سکتا ہے۔

”کیا مطلب۔ آپ تفصیل بتائیں“..... عمران نے قدرے سخت لجھے میں کہا۔

”جناب۔ نوادرات کا سیکشن علیحدہ ہے اور وہاں آنے جانے والوں کی باقاعدہ سیکنر کے ذریعے چینگ ہوتی ہے تاکہ وہ اس سیکشن سے کوئی کتاب یا مخطوطہ ساتھ نہ لے جاسکیں اور رات کو جب لاہوری کلوز ہوتی ہے تو سب کتب اور مخطوطوں کی باقاعدہ فہرست

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بنائی جاتی ہے اور یہ بھی عرض کر دوں کہ سینکڑپیشل ٹائم کا ہے۔ کوئی بھی کتاب، رسالہ چھپا ہوا یا باتحہ سے لکھا ہوا کوئی مواد چینگ کے بغیر باہر جا ہی نہیں سکتا اور گزشتہ دس سالوں سے جب سے میں یہاں ہوں اس سیکشن میں کبھی چوری نہیں ہوئی لیکن دو روز پہلے اچانک معلوم ہوا کہ راج گڑھ کے بارے میں انتہائی اہم مخطوطہ غائب ہے۔ تمام چینگ کی گئی۔ سینکڑ بھی باقاعدگی سے کام کر رہا تھا لیکن پھر بھی مخطوطہ غائب تھا۔ چنانچہ فوراً اعلیٰ حکام کو روپورٹ کی گئی لیکن آج صحیح جب ہم نے لاہوری ادپن کی تو اب سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ پہلے نوادرات سیکشن نے اطلاع دی کہ مخطوطہ اپنی جگہ پر موجود ہے۔ چنانچہ ہم نے فوری طور پر اعلیٰ حکام کو اس کی واپسی کی اطلاع دے دی اور پھر آپ کی آمد کی اطلاع مل گئی تو میں یہی سمجھا کہ آپ اس مخطوطے کی واپسی کنفرم کرنے کے لئے تشریف لا رہے ہیں لیکن آپ کے چہرے کے تاثرات بتا رہے ہیں کہ آپ کے لئے یہ اطلاع نئی تھی۔ عادل حسین نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کہاں ہے وہ مخطوطہ وغیرہ۔ یہاں منگوائیں اسے“۔ سوپر فیاض نے قدرے مسرت بھرے لمحے میں کہا۔

”سوری سر۔ قانون کے مطابق اسے سیکشن سے باہر نہیں لایا جا سکتا۔ آپ وہاں تشریف لے چلیں اور اسے دیکھ لیں“۔ عادل حسین نے اس بار دلوگ لمحے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ وہیں چلتے ہیں“۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔  
”تم دیکھتے رہو۔ میں جا رہا ہوں۔ اب میری کیا ڈچپی رہ گئی ہے۔ مجھے اس سے زیادہ اہم کام ہیں“۔ سوپر فیاض نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”تم یہیں ٹھہرو۔ میں آ رہا ہوں“۔ عمران نے قدرے سخت لمحے میں کہا تو سوپر فیاض کے چہرے پر یہ لکھت غصے کے چراغ سے جل اٹھے۔ شاید اسے عادل حسین کے سامنے عمران کا یہ رویہ ناقابل برداشت محسوس ہوا تھا لیکن وہ بہر حال اسے برداشت اس لئے کر گیا تھا کہ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ اگر اس نے مزید کوئی بات کی تو عمران اس کی مزید توہین کر دے گا۔

”اب میں بھی ساتھ جاؤں گا“۔ سوپر فیاض نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آؤ“۔ عمران نے کہا اور پھر وہ دونوں عادل حسین کی رہنمائی میں نوادرات کتب سیکشن تک پہنچ گئے۔ وہاں واقعی ایک جدید سینکڑ نصب تھا جس سے گزر کر سیکشن کے اندر جانا اور باہر آنا ممکن تھا۔ ایک باوردی دربان بھی وہاں موجود تھا۔ اس نے بڑے مودبانہ انداز میں عادل حسین کو سلام کیا۔

”آئیے جناب“۔ عادل حسین نے کہا اور چند لمحوں بعد وہ اس سیکشن میں داخل ہو گئے جس کے چاروں طرف الماریوں میں قدیم دور کی کتب، دستاویزات اور مخطوطے موجود تھے۔ وہاں چند

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

افراد مخصوص انداز کی بنی ہوئی میزوں کے پچھے کرسیوں پر بیٹھے کتابوں کے مطالعہ میں مصروف تھے اور وہ ساتھ ساتھ نوٹس بھی لیتے جا رہے تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ یہ ریسرچ سکالر ہیں۔ اس سیکشن کا عملہ چار افراد پر مشتمل تھا۔ سیکشن انچارج کا نام فرخ شاہ تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر عادل حسین، عمران اور سوپر فیاض کا استقبال کیا۔ عادل حسین نے سوپر فیاض اور عمران کا اس سے تعارف کرایا اور فرخ شاہ کے بارے میں سوپر فیاض اور عمران کو بتایا۔

”شاہ صاحب۔ آپ ہمیں وہ مخطوطہ دکھائیں جو چوری ہوا اور پھر خود بخود واپس آ گیا۔“..... عمران نے کہا۔

”یہ الماری ہے جناب۔ جس میں گزشتہ چالیس سالوں سے یہ مخطوطہ موجود رہا تھا۔ پھر ایک شام جب سیکشن کلوز کرنے کے لئے ہم نے چینگ کی تو وہ مخطوطہ غائب تھا۔ بہر حال جب باوجود تمام تر کوشش کے ہم اسے ٹریس نہ کر سکے تو پھر اعلیٰ حکام کو رپورٹ کر دی گئی اور آج صحیح جب ہم نے سیکشن اوپن کیا تو ہم یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ مخطوطہ الماری میں موجود تھا۔“..... فرخ شاہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر ایک الماری کھول کر اس نے وہ مخطوطہ اٹھا کر اس میں موجود ایک کارڈ نکال کر وہیں رکھا اور وہ مخطوطہ عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے وہ مخطوطے لے کر کھولا ہی تھا کہ اسے محسوس ہوا کہ مخطوطے میں سے تیز بو آ رہی ہے۔ اس

نے اسے ناک کے قریب کر کے سونگھا اور دوسرے لمجھے اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ مخطوطے میں سے آنے والی مخصوص بونغمکی شراب کی تھی اور یہ شراب یہاں پاکیشیا میں اس قدر مہنگی تھی کہ مقامی طور پر بے حد کم افراد اس کے متحمل ہو سکتے تھے۔ البتہ غیر ملکی سیاحوں میں یہ شراب کافی مقبول تھی۔ عمران نے ایک بار پھر مخطوطہ کھولا اور اس کے نقشے اور صفحے پر اس کی نظریں جنم کر رہ گئیں۔

”کیا یہ دربان جو سیکنر کے ساتھ موجود ہے صحیح کو ڈیوٹی پر آتا ہے اور رات تک یہیں رہتا ہے۔“..... عمران نے فرخ شاہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی ہاں۔ اس کا نام حامد ہے اور اس کا تعلق ایک پرائیویٹ سیکورٹی کمپنی سے ہے۔ خاصاً مختنثی اور فرض شناس آدمی ہے۔“ - فرخ شاہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اسے آفس میں بلا میں۔“..... عمران نے کہا تو فرخ شاہ نے اپنے ایک آدمی کو دربان کو بلانے کا کہہ دیا اور پھر وہ ایک سائیڈ پر بننے ہوئے علیحدہ آفس میں آگئے۔

”جی صاحب۔“..... چند لمحوں بعد دربان نے آفس میں آ کر سلام کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کا تعلق کس کمپنی سے ہے۔“..... عمران نے دربان سے مخاطب ہو کر کہا تو دربان نے ایک پرائیویٹ سیکورٹی کمپنی کا نام

R  
A  
F  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

لے دیا اور پھر عمران کے پوچھنے پر اس نے کمپنی کے آفس کے ساتھ ساتھ اپنا رہائشی پتہ بھی بتا دیا۔ عمران نے اس کا شکریہ ادا کر کے اسے واپس بھجوادیا اور پھر فرخ شاہ اور عادل حسین کا شکریہ ادا کر کے وہ لا بہری سے باہر آ گئے۔

”اب تمہارا کیا پروگرام ہے“..... عمران نے جیپ میں بیٹھتے ہی سوپر فیاض سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”میرا کیا پروگرام ہے۔ میں جا کر تمہارے ڈیڈی کو رپورٹ دے کر اس فائل کو کلوز کر کے اطمینان کا سانس لوں گا“..... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ ظاہر ہے اب سوپر فیاض کی ساری دلچسپی اس معاملے میں ختم ہو گئی تھی لیکن عمران کی چھٹی حس بتا رہی تھی کہ یہ معاملہ اتنا سادہ نہیں ہے۔ اس کے پیچھے کوئی بڑا معاملہ ہے اور عمران کو احساس ہو رہا تھا کہ آئندہ دنوں میں اس معاملے پر شاید مزید کام کرنا پڑے اس لئے اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس مخطوطے کے اس پراسرار انداز میں چوری ہونے اور پھر اس کی خود بخود واپسی کے بارے میں مزید تحقیقات کرے گا۔

راج گڑھ گاؤں کے ایک خاصے بڑے احاطے میں فرش پر بچھی ہوئی دریوں پر اس وقت جارج اور ریٹا کے ساتھ کراؤن کلب کا سپر وائزر کریم بیٹھا ہوا تھا۔ ان کے سامنے ایک بوڑھا آدمی موجود تھا۔ اس کا چہرہ جھریلوں سے بھرا ہوا تھا لیکن وہ صحبت مند اور چاق و چوبند نظر آ رہا تھا۔ اس کے ساتھ دو مقامی آدمی بھی موجود تھے۔ بوڑھے کا نام بابا سجاد تھا۔

”بابا سجاد۔ آپ کی عمر اس وقت کتنی ہو گی“..... جارج نے پوچھا۔

”میری عمر ایک سو آٹھ سال ہے۔ مجھے کریم نے بتایا ہے کہ آپ قدیم راج مندر کو تلاش کرنے غیر ملک سے یہاں آئے ہیں۔ کیا واقعی“..... بابا سجاد نے کہا۔

”جی ہاں۔ کریم نے آپ کو درست بتایا ہے۔ کیا آپ کو اس

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بارے میں کچھ علم ہے۔۔۔ جارج نے اشتیاق بھرے لبھے میں پوچھا۔

”مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ میرے بچپن میں میرا دادا ایک بار مجھے اپنے ساتھ وہاں لے گیا تھا اور اس نے بتایا تھا کہ قدیم دور کا ایک مندر یہاں تھا جو اب ختم ہو چکا ہے۔۔۔ بابا سجاد نے کہا۔

”کیا آپ اس جگہ تک ہمیں لے جاسکتے ہیں؟۔۔۔ جارج نے

کہا۔

”ہاں۔ کیوں نہیں۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ آپ وہاں نہ جائیں۔۔۔

بابا سجاد نے کہا تو جارج اور ریٹا دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

”کیوں۔ وجہ۔ کیا وہاں جانا منوع ہے؟۔۔۔ جارج نے کہا۔

”نہیں۔ منوع تو نہیں ہو گا۔ عام سا جنگل ہے لیکن آج تک جتنے بھی غیر ملکی وہاں گئے ہیں پھر ان کی لاشیں ہی ملی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہاں مافوق الفطرت قوتوں کا قبضہ ہے جو کسی غیر ملکی کا وجود وہاں برداشت نہیں کر سکتیں۔۔۔ بابا سجاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ پھر ہمارا وہاں جانا درست نہیں ہو گا۔ کیا

آپ نقشے میں اس جگہ کی نشاندہی کر سکتے ہیں؟۔۔۔ جارج نے کہا۔

”کون سے نقشے میں؟۔۔۔ بابا سجاد نے چونک کر کہا۔

”یہ ہمارے پاس موجود ہے۔ یہ بھی صدیوں پرانا نقشہ ہے راج گڑھ کا۔ قدیم دور میں کسی آدمی نے ہاتھ سے بنایا تھا۔۔۔ جارج نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک کاغذ نکالا جس

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

پرانے ہیں۔۔۔ ریٹا نے حیرت بھرے لبھے میں کہا۔

”نہیں۔ پرانے درختوں کی جڑوں سے نئے درخت پیدا ہوتے

ہیں اور پرانے گر جاتے ہیں لیکن ان کا مخصوص ایسا صدیوں سے وہی ہے۔۔۔ بابا سجاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ اس جگہ تک ہمیں لے جاسکتے ہیں؟۔۔۔ جارج نے کہا۔

”ہاں۔ کیوں نہیں۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ آپ وہاں نہ جائیں۔۔۔

بابا سجاد نے کہا تو جارج اور ریٹا دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

”کیوں۔ وجہ۔ کیا وہاں جانا منوع ہے؟۔۔۔ جارج نے کہا۔

”نہیں۔ منوع تو نہیں ہو گا۔ عام سا جنگل ہے لیکن آج تک جتنے بھی غیر ملکی وہاں گئے ہیں پھر ان کی لاشیں ہی ملی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہاں مافوق الفطرت قوتوں کا قبضہ ہے جو کسی غیر ملکی کا وجود

وہاں برداشت نہیں کر سکتیں۔۔۔ بابا سجاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ پھر ہمارا وہاں جانا درست نہیں ہو گا۔ کیا

آپ نقشے میں اس جگہ کی نشاندہی کر سکتے ہیں؟۔۔۔ جارج نے کہا۔

”کون سے نقشے میں؟۔۔۔ بابا سجاد نے چونک کر کہا۔

”یہ ہمارے پاس موجود ہے۔ یہ بھی صدیوں پرانا نقشہ ہے راج گڑھ کا۔ قدیم دور میں کسی آدمی نے ہاتھ سے بنایا تھا۔۔۔ جارج نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک کاغذ نکالا جس

پر اس نے خود ہی مخطوطے کے نقشے کو بنایا تھا۔ اس میں اس جگہ سرخ رنگ بھر دیا تھا جہاں اصل نقشے میں بھی سرخ رنگ بھرا ہوا تھا۔ بابا سجاد اس نقشے پر جھک گیا اور پھر کریم نے اس نقشے کو سمجھنے میں ان کی مدد کی۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ سرخ رنگ جس جگہ ہے۔ یہاں برگری کے درخت ہیں اور برگری کے درختوں پر سرخ رنگ کے پھولوں کے سچھے لگتے ہیں اس لئے یہاں سرخ رنگ بھرا گیا ہے۔“..... بابا سجاد نے کہا۔

”تو کیا وہ مندر اس جگہ پر تھا۔“..... جارج نے اشتیاق بھرے لبجے میں کہا۔

”ہا۔ سو فیصد یہیں تھا اور کہیں ہو ہی نہیں سکتا۔ میرے دادا نے بتایا تھا کہ انہوں نے اس مندر کے آثار خود اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے۔“..... بابا سجاد نے حتیٰ اور فیصلہ کرنے لبجے میں کہا اور پھر جب مختلف سوالوں کے بعد جارج اور ریٹا کو مکمل یقین ہو گیا کہ بابا سجاد نے درست نشاندہی کی ہے تو انہوں نے بابا سجاد کو کچھ رقم دی اور پھر کریم کے ساتھ وہ واپس دارالحکومت آ گئے۔ کریم کو کراون کلب ڈرائپ کر کے وہ اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔

”اب نشاندہی کے بعد کیا پروگرام ہے۔“..... کمرے میں پہنچ کر الماری سے شراب کی بوتل اور گلاس نکال کر میز پر رکھتے ہوئے ریٹا نے کہا۔

”پروگرام تو مشن مکمل کرتا ہے لیکن میری سمجھ میں یہاں کارروائی کرنے کا کوئی پلان نہیں آ رہا۔“..... جارج نے کہا۔

”کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں تمہاری بات۔“..... ریٹا نے کہا۔

”تم نے بابا سجاد کی بات سنی تھی کہ جو بھی غیر ملکی وہاں جاتا ہے اس کی لاش ملتی ہے۔ اس سے کیا مطلب نکلا۔ یہی کہ وہاں ایسے آلات نصب ہیں کہ جو وہاں جانے والوں کو کسی سکریں پر ظاہر کر دیتے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہاں ایسے آلات نصب ہوں جو میک اپ کو بھی چیک کر لیتے ہوں اور پھر ان غیر ملکیوں کو ہلاک کر دیا جاتا ہو۔ ایسی صورت میں ہم وہاں کیسے جائیں گے اور کیسے مشن مکمل کریں گے۔“..... جارج نے کہا۔

”اوہ۔ شاید اسی لئے تم نے فوراً بابا سجاد کے ساتھ اس علاقے میں جانے سے گریز کیا تھا۔“..... ریٹا نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

”ہا۔ میں نے سوچا کہ اس طرح ہم فوری طور پر حکومتی ایجنٹوں کی نظرؤں میں آ جائیں گے اور وہ ہماری نگرانی شروع کر دیں گے۔“..... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بہر حال اس نقشے اور بابا سجاد سے ملنے کے بعد یہ بات تو طے ہو گئی کہ مندر اس سرخ دائرے کے اندر ہی موجود تھا اور اب اس کے نیچے وہ لیبارٹری موجود ہے۔ چیف نے بھی اس سرخ نشان کے بارے میں ہی کہا تھا کہ اسے مزید چیک کرنا ہے لیکن اصل

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

مسئلہ اس لیبارٹری تک اس انداز میں پہنچنا ہے کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے اور اس کام کے لئے میرے خیال میں ہمیں وزارت سائنس کے کسی اعلیٰ افسر کی جگہ لینی ہو گی۔ ایسے افسر کی جو اس لیبارٹری کے وزٹ پر آتا جاتا رہتا ہو۔ اس لیبارٹری کا یقیناً کوئی خفیہ راستہ ایسا ہے جہاں سے سامان کے ساتھ افراد بھی آتے جاتے رہتے ہوں گے۔۔۔۔۔ ریٹا نے تفصیل سے اور مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اگر ایسے راستے کا علم ہو جائے تو مشن آسانی سے مکمل کیا جاسکتا ہے۔ یہاں کے لوگ دولت کی پوجا کرتے ہیں اور کراون بھی ہمیں ڈاچ دے سکتا ہے۔ جتنا کام اس سے لینا تھا وہ لے لیا گیا ہے۔ اب کسی اور سے بات کرنا ہو گی“۔۔۔۔۔ جارج نے کہا۔  
”کس سے“۔۔۔۔۔ ریٹا نے چونک کر کہا۔

”چیف نے ایک اور پارٹی کا ریفلس دیا ہوا ہے اور چیف کے بقول یہ پارٹی زیادہ باعتماد ہے۔ میں اس سے بات کرتا ہوں“۔ جارج نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری کے نمبر پر لیں کر دیے۔  
”انکوائری پلیز“۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”ریڈ شارکلب کا نمبر دیں“۔۔۔۔۔ جارج نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو جارج نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔ آخر میں اس

نے لاڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دیا۔ بٹن پر لیں ہوتے ہی دوسری طرف گھنٹی بجھنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

”ریڈ شارکلب“۔۔۔۔۔ رسیور اٹھائے جانے کی آواز کے ساتھ ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”مسٹر جیگر سے بات کرائیں۔ میں جارج بول رہا ہوں“۔ جارج نے کہا۔

”ہولڈ کریں“۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ جیگر بول رہا ہوں“۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

”سپر بلیک جارج بول رہا ہوں“۔۔۔۔۔ جارج نے سپر بلیک کا کوڈ بھی دوہراتے ہوئے کہا۔

”اوہ آپ۔ کہاں سے کال کر رہے ہیں۔ کیا ایکریمیا سے“۔  
دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

”نہیں۔ پاکیشیا کے دارالحکومت سے“۔۔۔۔۔ جارج نے جواب دیا۔

”اوہ۔ پھر حکم فرمائیں۔ مجھے آپ کے بارے میں احکامات مل چکے ہیں“۔۔۔۔۔ جیگر نے کہا۔

”کیا یہ فون محفوظ ہے“۔۔۔۔۔ جارج نے پوچھا۔

”بھی ہاں۔ آپ کھل کر بات کر سکتے ہیں“۔۔۔۔۔ جیگر نے جواب دیا۔

R  
A  
F  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”تو پھر سنیں۔ پاکیشیا کے شمالی علاقے میں ایک مشہور علاقہ ہے راج گڑھ۔ وہاں کا جنگل خاصاً گھنا اور خطرناک ہے۔ وہاں حکومت کی ایک خفیہ لیبارٹری ہے جسے اس حد تک خفیہ رکھا گیا ہے کہ ایکریمیا کی بلیک اور ریڈ ایجنسیوں کے ایجنت اس بارے میں کچھ معلوم نہیں کر سکے لیکن ہم نے اسے حصتی طور پر ٹریس کر لیا ہے۔ راج گڑھ جنگل میں برگری درختوں کا ایک قطعہ موجود ہے۔ وہاں قدیم دور میں راج مندر ہوا کرتا تھا جو امتداد زمانہ سے ختم ہو گیا ہے۔ اس مندر کے تھے خانوں میں لیبارٹری قائم کی گئی ہے۔ وہاں جنگل میں ایسے آلات نصب ہیں کہ جو وہاں جاتا ہے وہ سیکورٹی والوں کی نظروں میں آ جاتا ہے اور دوسرے روز اس کی لاش دار الحکومت کے کسی دیرانے سے ملتی ہے اس لئے ہم وہاں براہ راست کوئی اقدام نہیں کر سکتے لیکن ہمیں یقین ہے کہ اس لیبارٹری کا کوئی خفیہ راستہ ہو گا جہاں سے لوگ لیبارٹری میں آتے جاتے رہتے ہوں گے یا سامان وغیرہ سپلائی کیا جاتا ہو گا۔ ہمیں اس راستے کو تلاش کرنا ہے۔“..... جارج نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”لیکن کیا اس کے لئے آپ کے ذہن میں کوئی پلانگ ہے؟“۔ جیگر نے پوچھا۔

”ہاں۔ دو پلان ہیں۔ ایک تو یہ کہ لیبارٹری یقیناً وزارت سائنس کے تحت ہو گی۔ وزارت سائنس کے کسی اعلیٰ افسر کو دولت دے کر اس سے معلومات خریدی جا سکتی ہیں اور اسی آفیسر کے

روپ میں لیبارٹری میں داخل ہوا جا سکتا ہے۔ دوسرا یہ کہ اس راج گڑھ۔ وہاں کا جنگل خاصاً گھنا اور خطرناک ہے۔ اگر اس نقشے کی کاپی مل جائے تو مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔“..... جارج نے کہا۔

”آپ اپنا فون نمبر مجھے دے دیں میں کل آپ کو اس بارے میں فون کروں گا۔ مجھے یقین ہے کہ کام ہو جائے گا۔“..... جیگر نے کہا تو جارج نے نمبر بتا دیا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے اطمینان بھرا طویل سائنس لیا۔

”ویسے یہ انڈھیرے میں ہاتھ پیر مارنے والا کام ہے؟“..... ریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ انڈھیرے میں بھی درست نشانہ لگ جائے اور کبھی کبھار ایسا ہو بھی جاتا ہے۔“..... جارج نے ہنستے ہوئے کہا اور ریٹا بھی بے اختیار ہنس پڑی۔ دوسرے روز وہ لنج کر کے فارغ ہوئے ہی تھے کہ فون کی گھنٹی نج اٹھی اور جارج نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”جارج بول رہا ہوں،“..... جارج نے کہا۔

”جیگر بول رہا ہوں۔ آپ پلیز اپنا ریفرنس دو ہرائیں،“۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ریفرنس سپر بلیک،“..... جارج نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاڈر کا ٹھن بھی پریس کر دیا تاکہ ساتھ بیٹھی ہوئی ریٹا بھی گفتگو سن سکے۔

R  
A  
F  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”عجیب گور کھ دھنڈہ بنا رکھا ہے ان پاکیشیاں نے“... ریٹا  
نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ہم تو انہیں احمد اور پسمندہ سمجھتے ہیں لیکن یہ واقعی  
ذہین لوگ ہیں“..... جارج نے کہا تو ریٹا نے اثبات میں سر ہلا دیا  
اور پھر اگلے روز پنج کے بعد ایک بار پھر جیگر کا فون آ گیا۔

”جارج بول رہا ہوں“..... جارج نے کہا۔

”جیگر بول رہا ہوں۔ ریفرنس دو ہرائے“..... جیگر نے کہا۔

”سپر بلیک“..... جارج نے کہا۔

”اوکے مسٹر جارج۔ میں نے بے حد کوشش کے بعد آخر کار  
ایک آدمی تلاش کر لیا ہے۔ یہ سائنس دان ہے لیکن مستقل طور پر  
ایکریمیا سیٹل ہونا چاہتا ہے جس کے لئے اسے بڑی رقم چاہئے۔  
یہ سرداور کا استنسٹ ہے اور سرداور اس پر خاصاً عتماد بھی کرتے  
ہیں۔ یہ اس لیبارٹری کے بارے میں ہمارے مطلب کی معلومات  
مہیا کر سکتا ہے“..... جیگر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن اس سے ملاقات کیسے ہو گی اور کب ہو گی“۔  
جارج نے پوچھا۔

”میں نے اسے رات کو کلب میں بلایا ہے۔ آج رات گیارہ  
بجے۔ آپ بھی پہنچ جائیں اور کاؤنٹر پر آپ جیسے ہی ریفرنس دیں  
گے آپ کو میرے پاس بھجو دیا جائے گا“..... جیگر نے کہا۔

”اوکے۔ ہم پہنچ جائیں گے۔ میں اور ریٹا دونوں“..... جارج

”اوکے۔ آپ کے دونوں پلان کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ  
وزارت سائنس میں اس لیبارٹری کے بارے میں کوئی فائل موجود  
نہیں ہے اور نہ ہی وہ وہاں کسی لیبارٹری کی موجودگی کے بارے  
میں حاصل بھر رہے ہیں اور اسی طرح تمام لیبارٹریوں کے نقشے  
ریکارڈ روم میں موجود ہیں لیکن راج گڑھ لیبارٹری کا کوئی نقشہ وہاں  
موجود نہیں ہے“..... جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہو سکتا ہے اس لیبارٹری کا نام انہوں نے تبدیل کر رکھا ہو۔  
راج گڑھ لیبارٹری کی بجائے کوئی کوڈ نام رکھ دیا گیا ہو“..... جارج  
نے کہا۔

”اس پوائنٹ پر بھی چیلنج کر لی گئی ہے۔ البتہ ایک بات کا علم  
”کس بات کا“..... جارج نے چونک کر پوچھا۔

”وزارت سائنس نے بتایا ہے کہ پاکیشیا میں دس لیبارٹریاں  
ایسی ہیں جن کا کوئی تعلق وزارت سائنس سے نہیں ہے بلکہ یہ  
لیبارٹریاں ایک سائنس دان سرداور کے تحت ہیں اور سرداور ریڈ  
لیبارٹری کے انچارج ہیں“..... جیگر نے کہا۔

”تو اس سرداور یا اس کے کسی استنسٹ سے بات ہو سکتی ہے  
کیا“..... جارج نے امید بھرے لمحے میں کہا۔

”میں کوشش کر رہا ہوں۔ کل اس وقت فون کروں گا۔ گذ بائی“۔  
جیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”میرا نام جارج ہے اور یہ میری ساتھی ریٹا ہے۔ جیگر سے کہو نے کہا۔“  
کہ پس بیلک کے مہمان آئے ہیں۔“..... جارج نے کہا۔

”اوہ۔ یہ سر۔ آپ کے بارے میں اطلاع مل چکی ہے۔“  
لڑکی نے اس بار مودبانہ لمحے میں کہا اور پھر ایک سائیڈ پر کھڑے نوجوان کو اس نے اشارے سے بلایا۔

”لیں مس۔“..... نوجوان نے قریب آ کر مودبانہ لمحے میں کہا۔  
اس نوجوان نے یونیفارم پہنی ہوئی تھی اور اس کے سینے پر سپروائزر کا نشان نمایاں تھا۔

”شوگی۔ مہمانوں کی چیف کے آفس تک رہنمائی کرو۔“..... لڑکی نے کہا۔

”لیں مس۔ آئیے سر۔“..... نوجوان نے کہا اور واپس مڑ گیا۔  
جارج اور ریٹا اس کے پیچھے چل دیئے اور پھر لفت کے ذریعے وہ تیسری منزل پر پہنچ گئے۔ یہاں ایک دروازے کے قریب سپروائزر رک گیا۔

”تشریف لے جائیں۔ یہ چیف کا آفس ہے۔“..... سپروائزر نے کہا۔

”تحینک یو مسٹر شوگی۔“..... جارج نے کہا اور اس کے ساتھ ہی جارج دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو اس کے پیچھے ریٹا بھی اندر داخل ہو گئی۔ یہ ایک خاصا بڑا آفس تھا اور بڑے شاندار انداز میں سجا یا گیا تھا۔ میز کے پیچھے ایک چوڑے چہرے اور چوڑے سینے کا

نے کہا۔  
”اوے کے۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور پھر رات کو ساڑھے دس بجے ان کی کار ریڈ شار کلب کے کپاؤنڈ میں مڑ کر پارکنگ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ کار ریٹا چلا رہی تھی جبکہ جارج سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ کار پارکنگ میں روک کر وہ نیچے اترے تو پارکنگ میں موجود افراد مڑ کر ریٹا کی طرف اس طرح دیکھنے لگے جیسے ریٹا کوئی طاقتور مقناطیس ہو اور وہ سب لوہے کٹکٹے ہوں۔

”تمہارا حسن سر چڑھ کر بول رہا ہے۔“..... جارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”حسن ہے تو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔“..... ریٹا نے بڑے فاخرانہ لمحے میں کہا اور جارج بے اختیار ہنس پڑا۔ پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر وہ کلب کے میں گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔  
کلب میں آنے والے لوگوں کے لباس اور انداز سے ہی معلوم ہوتا تھا کہ کلب امراء اور اوپرے طبقے کا ہے اس لئے وہ اطمینان سے ہال میں داخل ہو کر ایک سائیڈ پر موجود کاؤنٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے جہاں تین لڑکیاں موجود تھیں۔

”لیں سر۔“..... ایک لڑکی نے ان کے کاؤنٹر کے قریب پہنچتے ہی کار و باری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ ویسے ریٹا کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں حسد کی جھلکیاں نمایاں ہو گئی تھیں۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

مالک ادھیر عمر آدمی موجود تھا جواب انھ کر کھڑا ہو رہا تھا۔ اس کی تیز نظریں جارج اور ریٹا پر جمی ہوئی تھیں۔

”میرا نام جارج ہے۔ سپر بلیک جارج اور یہ میری ساتھی ہے ریٹا۔“..... جارج نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”میں جیگر ہوں۔“..... اس ادھیر عمر آدمی نے کہا اور پھر اس نے بڑے گرم جوشانہ انداز میں جارج اور ریٹا سے مصافحہ کیا۔

”آپ بہت خوبصورت ہیں مادام ریٹا۔ یہاں پاکیشیا میں تو آپ کو دیکھ کر لوگ بے ہوش بھی ہو سکتے ہیں۔“..... جیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ کیا وہ اس قدر حسن پسند ہیں۔“..... ریٹا نے فاخرانہ لمحے میں کہا۔

”حسن پسند نہیں مادام۔ حسن پرست کہیں۔“..... جیگر نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ تینوں ہی ہنس پڑے۔ جیگر نے شراب منگوائی اور ابھی وہ بیٹھے شراب پی رہے تھے کہ انٹر کام کی گھنٹی نج اٹھی اور جیگر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔“..... جیگر نے کہا اور پھر دوسری طرف کی بات سننے لگا۔

”انہیں عزت و احترام سے پیش آفس میں بٹھا دو۔ میں وہیں داخل ہوا تو اس کے پیچھے جارج اور سب سے آخر میں ریٹا اندر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔“..... دوسری طرف سے بات سن کر جیگر

”وہ سائنس دان رشید سلیمان آ گیا ہے۔“..... جیگر نے جارج

سے مخاطب ہو کر کہا۔

”وہ ہمیں دیکھ کر بدک تو نہیں جائے گا۔“..... جارج نے کہا۔

”نہیں۔ میں نے اس سے بات کر لی ہے اور بتا دیا ہے کہ یہ معلومات ایکریمینز کو چاہیں اور رقم بھی وہی دیں گے۔ گواں نے مجھ سے یہ پوچھنے کی بے حد کوشش کی آپ کو اس سے کس قسم کی معلومات چاہیں لیکن میں نے اسے کہا کہ یہ بات بھی وہیں پر ہو جائے گی۔“..... جیگر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم ہمیں اس سے ملوادو۔ ہم خود بات کر لیں گے لیکن ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارے بارے میں اعلیٰ حکام کو اطلاع دے دے۔“..... جارج نے کہا۔

”نہیں۔ اس بارے میں فکر مت کریں۔ وہ مجھے بہت اچھی طرح جانتا ہے اس لئے نہ وہ دھوکہ دے گا اور نہ ہی ہمارے بارے میں مخبری کرے گا۔ یہ بات طے سمجھیں۔“..... جیگر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“..... جارج نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”آئیں۔“..... جیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور جارج اور ریٹا بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس آفس سے نکل کر وہ لفت کے ذریعے چوٹھی منزل پر آگئے اور پھر وہاں ایک بند دروازہ کھول کر جیگر اندر داخل ہوا تو اس کے پیچھے جارج اور سب سے آخر میں ریٹا اندر داخل ہوئی۔ کمرہ سنگ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ صوفے پر ایک مقامی نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سوت پہن رکھا تھا اور اس

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

کے سر کے بال کچھ زندگی سے تھے اور اس نے آنکھوں پر موٹے شیشوں کی نظر کی عینک لگا رکھی تھی۔

”ہیلو۔ یہ سائنس دان ہیں رشید سلیمان اور رشید سلیمان یہ ایکریمینز ہیں مسٹر جارج اور مادام ریٹا۔“..... جیگر نے گلاں اٹھاتے میں تعارف کرتے ہوئے کہا۔

”آپ بے حد زبردست فُگر کی مالک ہیں مادام ریٹا۔“..... رسمی فقروں کے بعد رشید سلیمان نے ایسے بے ساختہ لمحے میں کہا کہ ریٹا کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا جبکہ جیگر بھی مسکرا دیا۔

”ہا۔ میں نے بھی ان کی تعریف کی ہے۔“..... جیگر نے کہا۔ ”آپ میری بھی تو تعریف کریں کہ اس زبردست فُگر کو ساتھ ساتھ لئے پھرتا ہوں اور لوگ مجھے کھا جانے والی نظر وہ سے دیکھتے ہیں۔“..... جارج نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”آپ سب حضرات کا شکریہ۔ دیے چج بات یہ ہے کہ آپ میں سے خواتین کے لئے سب سے پرکشش رشید سلیمان صاحب ہیں۔“..... ریٹا نے کہا تو رشید سلیمان کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”آپ کے اس فقرے نے میرے اندر نئی روح پھونک دی ہے۔“..... رشید سلیمان نے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ہاتھ میں ٹرے پکڑے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں شراب سے بھرے اور

چار گلاں موجود تھے۔ اس نے ایک ایک گلاں سب کے سامنے رکھا اور پھر خالی ٹرے اٹھائے واپس چلا گیا۔

”اب مقصد کی بات ہو جائے۔“..... جیگر نے گلاں اٹھاتے ہوئے کہا۔

”رشید سلیمان صاحب۔ راج گڑھ میں ایک لیبارٹری ہے جہاں میزائل کو اپ ڈائیٹ کرنے کے لئے کسی فارموں پر کام ہو رہا ہے۔ کیا آپ کو اس بارے میں معلوم ہے۔“..... جارج نے رشید سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا جو مزے لے لے کر شراب کی چسکیاں لے رہا تھا۔

”مجھے تو معلوم نہیں ہے اور نہ ہی میں وہاں کبھی گیا ہوا۔“..... رشید سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وزارت سائنس کے ریکارڈ میں اس لیبارٹری کے بارے میں کچھ نہیں ہے۔ البتہ ہمیں یہ اطلاع ملی ہے کہ دس سپیشل لیبارٹریاں جن میں ایک لیبارٹری راج گڑھ والی بھی ہے یہ براہ راست سرداور کے تحت ہے۔“..... جارج نے کہا۔

”ہا۔ سرداور کے تحت لیبارٹریاں ہیں تو سہی لیکن یہ معلوم نہیں اٹھا۔“..... کہ آپ کی مطلوبہ لیبارٹری بھی ان میں شامل ہے یا نہیں۔ لیکن آپ اس لیبارٹری سے کیا چاہتے ہیں۔“..... رشید سلیمان نے شراب کا بڑا سا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

”ہمیں اس لیبارٹری کا نقشہ چاہئے۔ اس کے خفیہ راستے اور

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اس کے بارے میں خفیہ انتظامات کی تفصیل،..... جارج نے کہا۔  
”آپ ان کا کیا کریں گے“..... رشید سلیمان نے کہا۔  
”هم انہیں ایکریمیا لے جا کر کسی بڑی پارٹی کے ہاتھ فروخت  
کر دیں گے اور کیا کریں گے“..... جارج نے منہ بناتے ہوئے  
کہا۔

”مجھے کیا ملے گا“..... رشید سلیمان نے اس بار سنجیدہ لمحے میں  
کہا۔

”آپ کیا چاہتے ہیں۔ بولیں“..... جارج نے کہا۔  
”دس لاکھ ڈالر اور ایکریمیا میں آپ نے مجھے سیٹل کرانا ہے“۔  
رشید سلیمان نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہمیں منتظر ہے لیکن ایک بات بتا دوں کہ کوئی  
دھوکہ نہیں ہوگا۔ اگر آپ نے کسی قسم کا دھوکہ کرنے کا ارادہ کر رکھا  
ہے تو ابھی اس ارادے سے باز آ جائیں کیونکہ جو لوگ دس لاکھ  
ڈالر دے سکتے ہیں وہ انتقامی طور پر بھی بہت کچھ کر سکتے ہیں“۔  
جارج نے کہا۔

”نہیں۔ کوئی دھوکہ نہیں ہو گا لیکن آپ بھی کوئی دھوکہ نہیں  
کریں گے“..... رشید سلیمان نے کہا۔

”رشید سلیمان صاحب۔ کیا آپ کو مجھ پر اعتماد ہے“..... ریٹا  
نے کہا تو رشید سلیمان چونک پڑا۔  
”ہاں۔ کیوں“..... رشید سلیمان نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

”میں دس لاکھ ڈالر خود آپ کے گھر آ کر آپ کو دوں گی اور  
کم از کم ایک ہفتہ آپ کی مہماں نوازی کا لطف بھی اٹھاؤں گی۔  
آپ واقعی آئینہ دیل مرد ہیں“..... ریٹا نے بڑے جذباتی سے لمحے  
میں کہا۔

”میرے گھر۔ اودہ نہیں۔ میں آپ کو وہاں نہیں رکھ سکتا“۔ رشید  
سلیمان نے کہا۔

”یہ انتظام میں کر دوں گا۔ میرے پاس کئی خالی لیکن فرنشہ  
کوٹھیاں موجود ہیں۔ آپ بے فکر رہیں“..... جیگر نے کہا تو رشید  
سلیمان اس طرح خوش ہو گیا کہ جیسے کسی بچے کو اس کی پسندیدہ  
ٹافیاں دینے کی خوشخبری سنا دی گئی ہو۔ وہ سائنس دان تھا لیکن  
اسے واقعی دنیاداری نہیں آتی تھی اس لئے وہ واقعی بچوں کی طرح  
خوش ہو رہا تھا۔

”کب تک یہ کام ہو جائے گا“..... جارج نے کہا۔

”یہ تو داؤ لگنے کی بات ہے۔ ہو سکتا ہے کل تک ہو جائے۔ ہو  
سکتا ہے دو چار روز مزید لگ جائیں۔ بہر حال زیادہ سے زیادہ ایک  
ہفتے کے اندر کام ہو جائے گا“..... رشید سلیمان نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم انتظار کریں گے“..... جارج نے اثبات میں  
سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”پانچ لاکھ ڈالر ایڈ والنس دے دیں“..... رشید سلیمان نے کہا تو  
جارج نے کوٹ کی اندر ونی جیب سے ایک چیک بک نکل کر اس

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

کے ایک چیک پر لکھا اور پھر دستخط کر کے اس نے چیک کو بک سے علیحدہ کیا اور چیک جیگر کی طرف بڑھا دیا۔

”آپ انہیں پانچ لاکھ ڈالر دے دیں اور یہ چیک آپ رکھ لیں۔ باقی رقم آپ کی“..... جارج نے کہا تو جیگر کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا کیونکہ جارج نے دس لاکھ ڈالر کا چیک لکھ کر جیگر کو دیا تھا۔

”اوکے۔ تو بات طے ہو گئی۔ میں ابھی آپ کو نقد رقم دیتا ہوں“۔ جیگر نے کہا۔

”لیکن بقیہ رقم مجھے مادام ریٹا ادا کریں گی اور میری مہمان بھی بنیں گی“..... رشید سلیمان نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔ ”بالکل ایسا ہی ہو گا۔ میں آپ کی مہمان بننے کا بے چینی سے انتظار کروں گی“..... ریٹا نے جذباتی لمحے میں کہا تو رشید سلیمان نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔

عمران کی سپورٹس کار خاصی تیز رفتاری سے شہر کے شمالی طرف واقع ایک کچی آبادی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس آبادی کا نام شاہی ٹاؤن تھا لیکن یہ صرف نام کا ہی شاہی ٹاؤن تھا ورنہ دور تک کچے مکانات کی طویل قطاریں تھیں۔ کہیں کہیں چند پختہ مکانات بھی بنے ہوئے تھے لیکن ان کی تعداد خاصی کم تھی۔ یہاں زیادہ تر محنت کش لوگ رہتے تھے جو بسوں میں سوار ہو کر دارالحکومت پہنچتے اور سارا دن محنت کر کے پھر بسوں کے ذریعے ہی واپس شاہی ٹاؤن آ جاتے تھے۔ عمران کار خود ڈرائیور کر رہا تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر صدر موجود تھا۔ عمران نے صدر کے فلیٹ پر جا کر اسے یہ کہہ کر ساتھ لیا تھا کہ وہ کچی آبادی شاہی ٹاؤن جا رہا ہے اور چونکہ لانگ ڈرائیور میں دو آدمی ہوں تو زیادہ لطف آتا ہے اس لئے صدر اس کے ساتھ چلے اس لئے صدر کار کی سائیڈ سیٹ پر

”عمران صاحب۔ کچی آبادی میں آپ کس سے ملنے جا رہے ہیں؟“..... صدر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”ایک نوجوان ہے حامد۔ اس سے ملنا ہے۔ وہ شاہی ٹاؤن میں نورانی مسجد کے ساتھ رہتا ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”اس سے کیا قصور سرزد ہو گیا ہے کہ آپ خصوصی طور پر اس سے ملنے جا رہے ہیں؟“..... صدر نے کہا تو عمران اس کے انداز پر بے اختیار ہس پڑا۔

”دیکھو۔ قصور اس کا نکلتا ہے یا میرا؟“..... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار اس نیم پنجتہ سڑک پر ڈال دی جو آگے جا کر شاہی ٹاؤن تک پہنچتی تھی اور پھر تھوڑا سا آگے جا کر اس نے آبادی کے قریب ایک کھلی جگہ پر کار روک دی کیونکہ آبادی کی تنگ گلیوں میں کار داخل ہی نہ ہو سکتی تھی۔

”آؤ“..... عمران نے کار سے اترتے ہوئے کہا تو صدر بھی نیچے اتر آیا۔ عمران نے کار لاک کی اور پھر وہ تنگ اور گندی گلیوں سے گزرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ وہاں کے لوگ انہیں حیرت سے اس طرح دیکھنے لگے جیسے وہ دونوں کسی اور سیارے کی مخلوق ہوں اور تھا بھی ایسا ہی کیونکہ ان دونوں نے سوٹ پہنچے ہوئے تھے اور پیروں میں اعلیٰ کوالٹی کے جوتے تھے۔ اس کے ساتھ ان دونوں کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ دونوں ان علاقوں

میں رہنے والے لوگ نہیں ہیں۔ نورانی مسجد کے بارے میں پوچھتے پوچھتے وہ اس کچی آبادی کے کافی اندر تک پہنچ گئے اور پھر ایک آدمی نے انہیں حامد کے گھر کا پتہ بتا دیا۔ حامد کا گھر بھی باقی گھروں کی طرح کچا ہی تھا۔ دروازے پر پردہ پڑا ہوا تھا۔

”حامد صاحب“..... عمران نے اوپنجی آواز میں حامد کا نام پکارتے ہوئے کہا تو چند لمحوں بعد پردہ ہٹا اور ایک نوجوان جس نے گھر بیولباس پہننا ہوا تھا باہر آ گیا اور پھر اپنے سامنے عمران کو دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ آپ۔ آپ تو لا بھری ہی آئے تھے“..... حامد نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اور میں نے وہاں تم سے تمہارا پتہ اس لئے پوچھا تھا کہ میں نے تم سے علیحدگی میں چند باتیں معلوم کرنی تھیں۔ آؤ ہم کسی ہوٹل میں بیٹھتے ہیں؟“..... عمران نے کہا۔

”یہاں قریب تو کوئی ہوٹل نہیں ہے جناب اور میرے گھر میں آپ جیسے لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے۔“..... حامد نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”تم آؤ تو سہی۔ پارک میں بیٹھ جائیں گے۔ آؤ“..... عمران نے کہا اور واپس مر گیا۔

”لیکن صاحب میں غریب آدمی ہوں۔ کوئی فکر والی بات تو نہیں ہے؟“..... حامد نے اور زیادہ پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”ارے نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہماری گفتگو سے تمہیں کوئی بڑا فائدہ پہنچ جائے“..... عمران نے کہا۔

”جناب۔ میں زیادہ وقت نہ دے سکوں گا کیونکہ میری والدہ شدید بیمار ہے اور اسی لئے آج میں نے لا بھری سے چھٹی کی ہے۔ کسی وقت بھی کوئی ایم جنسی ہو سکتی ہے“..... حامد نے عمران اور صدر کے پیچے چلتے ہوئے کہا۔

”تو پھر بیمار والدہ کو تم نے گھر میں کیوں رکھا ہوا ہے۔ نہیں ہسپتال میں داخل کراؤ“..... عمران نے رک کر مڑتے ہوئے کہا۔

”جناب۔ ہسپتال بھی امیر لوگوں کے لئے ہیں۔ ہمیں کون پوچھتا ہے اور میرے پاس اتنی رقم بھی نہیں ہے کہ میں انگلشنوں کا بندوبست کر سکوں اس لئے بس اللہ سے دعا کرتے ہیں اور کرتے رہتے ہیں۔ باقی جو اللہ کو منظور ہو“..... حامد نے گلوگیر لمحے میں کہا۔

”کیا ہوا ہے نہیں“..... عمران نے حامد کی حالت دیکھتے ہوئے پریشان سے لمحے میں کہا۔

”کوئی بڑی بیماری ہے جناب۔ عجیب سا نام بتاتے ہیں ڈاکٹر۔ دو ہزار روپے کا ایک انگلشن ہے اور روزانہ پانچ انگلشن لگنے ہیں اور دس روز کا علاج ہے“..... حامد نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ویری بیڈ۔ دس ہزار روپے کے انگلشن روزانہ“..... عمران نے چونک کر کہا۔

”صرف انگلشن ہی نہیں اور بھی بہت سے اخراجات ہیں۔ کمپنی

صرف چھ ہزار روپے ماہوار دیتی ہے“..... حامد نے کہا۔

”یہاں قریب کوئی پلک فون ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ مسجد کی دوسری طرف ایک پیسی او ہے“..... حامد نے کہا۔

”آؤ۔ پہلے وہاں چلو“..... عمران نے کہا تو حامد اثبات میں سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مسجد کی دوسری طرف ایک شنگ سی دکان میں موجود تھے۔ یہاں پلک کاں آفس تھا اور وہاں ایک بزرگ موجود تھے۔ حامد نے نہیں سلام کیا۔

”آؤ حامد بیٹا۔ کیا حال ہے تمہاری والدہ کا“..... بزرگ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے ہمدردانہ لمحے میں کہا۔

”حالت تو بے حد خراب ہے۔ اللہ مہربانی کرے گا۔ وہی صحت دے گا“..... حامد نے کہا۔

”ہاں۔ ہم غریبوں کے پاس بس اللہ تعالیٰ کا ہی سہارا ہے اور وہ واقعی ہم غریبوں کا سہارا ہے“..... بزرگ نے جواب دیا جبکہ اس دوران عمران رسیور انھا کرنمبر پر لیں کر چکا تھا۔

”پیشل ہسپتال“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”ڈاکٹر صدیقی سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”ہو لذ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”نہیں جناب۔ آپ اجنبی ہو کر حامد کی والدہ کے لئے اتنا کچھ کر رہے ہیں تو میں تو ان کا ہمسایہ ہوں۔ میں اس کال کے پیسے نہیں لوں گا۔“..... بزرگ نے دلوک لبھے میں کہا۔

”جناب۔ آپ کیوں اتنی پریشانی اٹھا رہے ہیں؟“..... حامد نے بھیگے ہوئے لبھے میں کہا۔

”وہ صرف تمہاری ماں نہیں ہے۔ میری بھی ماں ہیں اور ماں، بہن، بیٹی یہ تین رشتے سب کے مشترکہ ہوتے ہیں،“..... عمران نے کہا تو بزرگ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

”آپ۔ آپ کسی نیک ماں کے بیٹے ہیں جناب۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ اس دور میں ایسے فرشتوں سے مل لینا بھی خوش قسمتی ہے۔“..... بزرگ نے انتہائی جذباتی اور رندھے ہوئے لبھے میں کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں بزرگوار۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ جس حد تک ممکن ہو سکے دکھی لوگوں کے دکھ دور کرنے کی کوشش کریں۔ آؤ حامد۔ ہمیں باہر ایمبولینس کا انتظار کرنا چاہئے،“..... عمران نے کہا اور پھر وہ بزرگ سے مصافحہ کر کے اور سلام کر کے مڑے اور دکان سے نکل کر گلیوں میں سے گزرتے ہوئے سامنے کے رخ پر موجود میدان میں پہنچ گئے۔ یہاں ان کی کار بھی موجود تھی۔

”یہ بتاؤ حامد کہ جس روز وہ مخطوطہ چوری ہوا تھا تم ڈیوٹی پر تھے،“..... عمران نے پوچھا۔

”ہیلو۔ ڈاکٹر صدیقی بول رہا ہوں،“..... چند لمحوں بعد ڈاکٹر صدیقی کی آواز سنائی دی۔

”ڈاکٹر صاحب۔ میں علی عمران بول رہا ہوں شاہی ٹاؤن سے۔ یہ شاہی ٹاؤن ایک کچی آبادی ہے جو دارالحکومت کے شمال میں تقریباً پندرہ میں کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہاں ایک نورانی مسجد ہے اور اس مسجد کے قریب میرے ایک چانے والے ہیں حامد صاحب جو ایک پرائیویٹ سیکورٹی کمپنی میں ملازم ہیں۔ ان کی والدہ شدید بیمار ہیں۔ آپ فوراً ایمبولینس اور ڈاکٹر کو ساتھ بھیجیں اور انہیں ہسپتال لے جائیں تاکہ ان کا درست اور مکمل علاج ہو سکے۔ آپ فوراً بھیج دیں ایمبولینس،“..... عمران نے کہا۔

”شاہی ٹاؤن۔ ٹھیک ہے۔ میرا ڈرائیور بھی وہیں کا رہنے والا ہے۔ میں اسے بھی ساتھ ہی بھیج دیتا ہوں۔ انہیں بیماری کیا ہے تاکہ میں اس کے مطابق ایمبولینس کے ساتھ آنے والے ڈاکٹروں کو ہدایت دے سکوں،“..... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ بہر حال ان کی طبیعت بے حد خراب ہے اور کسی بھی لمحے کوئی ایمپرسی ہو سکتی ہے۔ وہ خود اس قابل نہیں کہ مریضہ کا علاج کر سکیں،“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں بھجو رہا ہوں ایمبولینس،“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک بڑا نوٹ نکال کر پی اسی او کے مالک اس بزرگ کی طرف بڑھا دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”جی ہاں۔ میں ہی ڈیوٹی پر تھا اور مجھے آج تک سمجھ نہیں آئی کہ وہ مخطوطہ کیسے چوری ہو گیا جبکہ میں مسلسل الٹ رہا تھا۔“ حامد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا اس روز نوادرات والے سیکشن میں وہی لوگ آئے تھے جو تقریباً روزانہ آتے رہتے ہیں یا کوئی اجنبی یا کوئی غیر ملکی بھی آیا تھا۔“..... عمران نے کہا تو حامد نے ہوت بھیجن لئے۔

”اوہ ہاں۔ مجھے یاد آ گیا ہے۔ ایک لمبے بالوں اور بڑی بڑی موچھوں والا آدمی پہلی بار آیا تھا۔ اس نے سوت پہن رکھا تھا۔ پیروں میں سفید رنگ کے بوٹ تھے۔ اس کے ہاتھ میں چمزے کا ایک بیگ تھا لیکن شجائے کیا بات ہے کہ وہ مجھے کتابیں پڑھنے والا محسوس نہیں ہوا تھا۔ وہ دو تین گھنٹے وہاں رہا اور پھر واپس چلا گیا۔ باقی تو وہ لوگ تھے جو روزانہ آتے جاتے رہتے تھے۔“ حامد نے کہا۔

”اس آدمی کا حلیہ کیا تھا۔“..... عمران نے پوچھا تو حامد نے حلیہ تفصیل سے بتا دیا۔

”کوئی اور خاص بات جو تم نے اس آدمی میں دیکھی ہو۔“..... عمران نے پوچھا۔

”خاص بات۔ اور تو کوئی خاص بات نہیں ہے۔ البتہ اس کے ہاتھ میں جو بیگ تھا اس پر گریٹ لینڈ والوں جیسے ڈیزائن کا تاج بننا ہوا تھا اور نیچے ایک عجیب سی تصویر تھی۔ ایک سانپ کی تصویر جو سر

اٹھائے ہوئے تھا اور اس کی آنکھیں تیز سرخ رنگ کی تھیں۔“..... حامد نے جواب دیتے ہوئے۔

”کیا تم نے اس بیگ کی تلاشی لی تھی۔ آتے یا جاتے وقت۔“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں جناب۔ اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔ نوادرات سیکشن میں جتنی بھی کتابیں وغیرہ ہیں سب پر جلد کے اندر مخصوص چپ لگی ہوتی ہے جو کسی صورت کتاب سے علیحدہ نہیں کی جا سکتی اور اس چپ کی وجہ سے وہ کتاب سکینز کے نیچے سے گزرتی ہے تو مخصوص سیٹی نج اٹھتی ہے۔“..... حامد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سکینز کو آن آف کرنے کا اختیار کس کے پاس ہوتا ہے۔“..... عمران نے پوچھا۔

”انچارج فرخ شاہ صاحب صحیح جب آتے ہیں تو سب سے پہلے سکینز آن کرتے ہیں۔ پھر اندر جاتے ہیں اور رات کو واپسی کے وقت سیکشن کلوز کر کے باہر آ کر سکینز آف کرتے ہیں۔“..... حامد نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اسی لمحے دور سے انہیں ایمبویلنس کا سارن سنائی دیا تو عمران چونک پڑا۔ تھوڑی دیر بعد ایمبویلنس تیزی سے آتی دکھائی دی تو عمران نے ہاتھ ہلا دیا اور چند لمحوں بعد ایمبویلنس ان کے قریب آ کر رک گئی اور ایک لیڈی ڈاکٹر اور دو مرد نیچے اتر آئے۔ انہوں نے اسٹریچر بھی باہر نکال لیا۔

”حامد صاحب۔ آپ ساتھ جائیں اور اپنی والدہ کو ساتھ لے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

آئیں ہم یہیں رکے ہوئے ہیں۔..... عمران نے کہا تو حامد نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ لیڈی ڈاکٹر اور اسٹریچر اٹھائے ہوئے مردوں سمیت اندر شنگ گلیوں میں غائب ہو گیا۔  
”عمران صاحب۔ حامد سے کوئی خاص بات معلوم ہوئی ہے۔“  
صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”ہاں۔ جس آدمی کے بارے میں اس نے بتایا ہے اس کا تعلق یقیناً اندر ولڈ سے ہے کیونکہ سفید جوگر تو عام لوگ بھی پہن لیتے ہیں لیکن سفید بوٹ زیادہ تر اندر ولڈ کے لوگ ہی استعمال کرتے ہیں۔“..... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد دو افراد اسٹریچر پر ایک بزرگ خاتون کو اٹھائے واپس آتے دکھائی دیئے۔ ان کے ساتھ حامد بھی تھا اور حامد کے پیچھے ایک خاتون تھی جس نے چادر اوڑھ رکھی تھی۔

”یہ میری بیوی ہے۔ یہ بھی والدہ کے ساتھ جائے گی تاکہ ان کی دیکھ بھال کر سکے۔“..... حامد نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ دیسے میں تمہیں پیشل ہسپتال کا پتہ بتا دیتا ہوں لیکن تمہاری وہاں ضرورت نہیں ہوگی۔ البتہ تم جا کر اپنی والدہ کی صحت کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہو۔“..... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے پیشل ہسپتال کا ایڈریس بتا دیا۔

”جناب۔ وہ علاج کی رقم۔ اس کا کیا ہو گا۔“..... حامد نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

”تم فکر مت کرو۔ وہ تمہاری ہی والدہ نہیں ہیں بلکہ میں بھی ان کا بیٹا ہوں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔“..... عمران نے کہا تو حامد کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو بھرا آئے۔ چند لمحوں بعد اسٹریچر ایمبولینس میں ایڈ جسٹ کر دیا گیا اور حامد کی بیوی بھی اندر بیٹھ گئی تو ایمبولینس تیزی سے مڑی اور خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

”ٹھیک ہے۔ تم آرام کرو۔“..... عمران نے کوٹ کی اندر ورنی جیب میں ہاتھ ڈال کر نٹوں کا ایک بندھ نکالا اور حامد کی طرف بڑھا دیا۔

”یہ کیا ہے۔“..... حامد نے چونک کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

”یہ تمہارے کام آئیں گے۔ رکھ لو۔ تم میرے بھائی ہو۔ تمہاری والدہ کو علاج کے بعد اچھی خواراک کی ضرورت ہو گی۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور زبردستی رقم حامد کی جیب میں ڈال دی۔

”اور ہاں سنو۔ کوئی مسئلہ ہو تو میرا ایڈریس نوٹ کر لو۔“..... عمران نے کہا اور پھر اس نے اپنے فلیٹ کا ایڈریس بتا دیا اور پھر حامد سے مصافحہ کر کے وہ صفرد سمیت کار میں سوار ہوا اور پھر چند لمحوں بعد ان کی کار واپس دار الحکومت کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

”اب آپ یقیناً ٹائیگر کے ذمے لگائیں گے کہ وہ اس آدمی کو ٹریس کرے جس پر حامد نے شک کا اظہار کیا ہے۔“..... صفرد نے کہا۔

”ہاں۔ ظاہر ہے وہ اندر ولڈ میں گھومتا رہتا ہے۔ وہ جلد ہی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اس کا پتہ لگا لے گا۔..... عمران نے کہا۔

”اس سارے معاملے میں آپ کو اس قدر دلچسپی کیوں ہے۔ مخطوطہ چوری ہوا، پھر واپس آ گیا اور معاملہ ختم“..... صدر نے تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”پہلا مسئلہ میری چھٹی حس ہے۔ شیخ سعدی نے بھی اسی چھٹی حس کا روایا رہا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ اندر کی روشنی ان کے لئے بلا بن چکی ہے۔ کسی صورت چین نہیں لینے دیتی اور میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ یہ بظاہر سادہ سا معاملہ ہے لیکن اس کے پیچھے کوئی بڑا مقصد پنهان ہے اور یہ مقصد پاکیشیا کے خلاف ہے اور دوسرا یہ کہ جب میری چھٹی حس اس انداز میں کام کرتی ہے تو عموماً کوئی نیا کیس سامنے آ جاتا ہے اور پھر ایک چھوٹے سے چیک کا سکوپ بن جاتا ہے۔..... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔ ”آپ کی چھٹی حس بجا لیکن اس کے پیچھے کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ راج گڑھ اوپن علاقہ ہے۔ وہاں کیا اسرار ہو سکتا ہے۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ وہاں کسی قدیم دور کا خزانہ مدفون ہو۔“..... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ویکھو۔ ابھی تو میں بھی بس اندر ہی میں ہی ٹاک ٹویاں مار رہا ہوں“..... عمران نے کہا اور صدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تم نے یکخت کراؤں کو مشن سے علیحدہ کیوں کر دیا ہے جبکہ اس نے ہمارے ساتھ خاصا کام کیا ہے۔..... ریٹا نے جارج سے مخاطب ہو کر کہا۔

”احتیاطاً ورنہ اور تو کوئی بات نہیں ہے۔..... جارج نے جواب دیا۔

”تو پھر احتیاطاً ہمیں یہ کوئی بھی چھوڑ دینی چاہئے۔ یہ بھی تو کراؤں کی ہے۔..... ریٹا نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ واقعی۔ تم نے اچھا کیا کہ اس پہلو پر بات کر دی۔ میرے ذہن میں بھی یہ بات نہ آئی تھی۔..... جارج نے کہا اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔

”ریٹڈ شارکلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”جارج بول رہا ہوں۔ جیگر سے بات کراو۔“..... جارج نے کہا۔

”ہولڈ کریں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ جیگر بول رہا ہوں۔“..... چند لمحوں بعد جیگر کی آواز سنائی دی۔

”سپر بلیک جارج بول رہا ہوں۔“..... جارج نے خصوصی طور پر کوڈ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا۔

”لیں۔ کوئی خاص بات۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہم احتیاطاً فوری طور پر اپنی رہائش گاہ بدلنا چاہتے ہیں۔ کیا تم اس کا ایسا بندوبست کر سکتے ہو گے تمہارے علاوہ اور کسی کو ہماری رہائش گاہ کے بارے میں علم نہ ہو اور اس رہائش گاہ میں ایک کار کا ہونا بھی ضروری ہے۔“..... جارج نے کہا۔

”آپ کہاں رہائش پذیر ہیں اس وقت۔“..... جیگر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”گلستان کالونی کی کوٹھی نمبر ایکس اے۔“..... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اسی کالونی کی کوٹھی نمبر تین سو پندرہ اے میری خصوصی کوٹھی ہے۔ وہاں میرا ایک آدمی جیزی موجود ہے۔ وہ انتہائی قابل اعتماد آدمی ہے۔ وہاں ضروری اسلحہ، میک اپ کا سامان، مختلف لباس اور دو کاریں موجود ہیں۔ آپ وہاں ہر لحاظ سے محفوظ رہیں گے۔ میں

جیزی کو فون کر کے کہہ دیتا ہوں وہ آپ کا استقبال کرے گا۔“..... جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔“..... جارج نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”لو تمہاری بات بھی پوری ہو گئی۔ آؤ ہم نے فوری یہاں سے جانا ہے۔“..... جارج نے کہا۔

”ٹھہرو۔ پہلے یہاں موجود آدمی کو بلا کر اسے کہہ دو کہ ہم کوٹھی چھوڑ کر جا رہے ہیں تاکہ وہ مطمئن رہے۔“..... ریٹا نے کہا۔

”ہاں۔ تم سامان پیک کرو۔ میں اس سے بات کرتا ہوں۔“..... جارج نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ٹیکسی میں سوار ہو کر دارالحکومت کی میں مارکیٹ گئے تاکہ اس کوٹھی میں موجود آدمی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ وہ اسی کالونی میں ہی شفت ہوئے ہیں۔ میں مارکیٹ میں کچھ دیر گھونے کے بعد انہوں نے ایک اور ٹیکسی ہائز کی اور اسے نئی کوٹھی کا نمبر بتا کر گلستان کالونی چلنے کا کہہ دیا۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی نے انہیں نئی کوٹھی کے سامنے پہنچا دیا۔ جارج نے ٹیکسی کو فارغ کر دیا جبکہ ریٹا نے کال بیل کا بن پر لیں کر دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک درمیانے قد کا مقامی نوجوان باہر آ گیا۔

”جیگر نے تمہیں فون کیا ہو گا۔ میرا نام جارج ہے اور یہ مادام ریٹا ہیں۔“..... جارج نے ٹیکسی کے آگے بڑھ جانے کے بعد اس مقامی نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”لیں سر۔ آئیے سر۔ مجھے چیف بس نے فون کر دیا ہے۔ میرا نام جیری ہے سر۔ آئیے سر۔“..... جیری نے بڑے مودبانہ لمحے میں کہا اور ایک طرف ہٹ گیا۔ جارج نے ایک طرف موجود اپنا بیگ اٹھایا تو جیری نے تیزی سے آگے بڑھ کر وہ بیگ جارج سے لے لیا۔ کوئی خاصی بڑی تھی۔ وہ سینگ روم میں آ کر بیٹھ گئے اور پھر جارج نے جیری کو ہات کافی لانے کا کہہ دیا اور خود اس نے رسیور اٹھا کر فون کا نمبر دیکھا اور پھر تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔

”ریڈ شارکلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی نسوائی آواز سنائی دی۔

”جارج بول رہا ہوں۔ جیگر سے بات کراؤ“..... جارج نے کہا۔

”لیں سر۔ ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ جیگر بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد جیگر کی آواز سنائی دی۔

”پر بلیک جارج بول رہا ہوں جیگر“..... جارج نے خصوصی طور پر کوڈ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا۔

”آپ نئی کوئی پہنچ گئے ہیں“..... جیگر نے کہا۔

”ہا۔ میں وہیں سے فون کر رہا ہوں۔ رشید سلیمان کب تک فون کرے گا“..... جارج نے پوچھا۔

”کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ آپ کے سامنے ہی اس نے کہا تھا کہ اس کام میں ایک ہفتہ بھی لگ سکتا ہے۔ بہر حال جب بھی اس نے فون کیا میں آپ کو کال کر دوں گا“..... جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے“..... جارج نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اب بہر حال انتظار تو کرنا ہی پڑے گا“..... جارج نے رسیور رکھ کر سامنے بیٹھی ہوئی ریٹا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اس سائنس دان کی نظریں بتا رہی تھیں کہ وہ مجھ پر مر مٹا ہے۔ ویسے سچی بات ہے کہ میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ کوئی سائنس دان اس سطحی انداز میں بھی سوچ سکتا ہے“..... ریٹا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”وہ سائنس دان ہے تو کیا۔ بہر حال مرد ہے اور بعض مردوں کی اس معاملے میں خصوصی کمزوریاں ہوتی ہیں اور یہ ہمارے حق میں بہتر ہوا ہے۔ اب وہ صرف دولت کی خاطر ہی کام نہیں کرے گا بلکہ تمہیں حاصل کرنے کے لئے بھی کام کرے گا“..... جارج نے کہا۔

”اسی لئے تو میں نے اسے مزید اکسایا تھا“..... ریٹا نے کہا تو جارج نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تیرے روز فون کی گھنٹی نجٹھی تو جارج نے رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔ جارج بول رہا ہوں“..... جارج نے رسیور کان سے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

لگاتے ہوئے کہا۔

”جیگر بول رہا ہوں۔ ریڈ شار کلب سے“... دوسری طرف سے جیگر کی آواز سنائی دی۔

”لیں۔ کوئی خاص بات“.... جیگر نے کہا۔

”لیں سر۔ رشید سلیمان نے فون کیا ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ہے اور اب وہ بقايا رقم بھی وصول کرنا چاہتا ہے اور وعدے کے مطابق مادام ریٹا کا ساتھ بھی چاہتا ہے“.... جیگر نے کہا۔

”کہاں موجود ہے وہ“.... جارج نے چونک کر کہا۔

”اس نے کہا ہے کہ اس کا علیحدہ انتظام کر دیا جائے۔ اس نے آفس سے دو روز کی چھٹی لے لی ہے اور وہ یہ دو روز مادام ریٹا کے ساتھ گزارنا چاہتا ہے“.... جیگر نے کہا۔

”اوکے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن پہلے وہ ہمیں کام کے سلسلے میں مطمئن کرئے“.... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر میں شارکالوںی کی ایک کوٹھی میں اسے پہنچا دیتا ہوں۔ آپ مادام ریٹا کے ساتھ وہاں پہنچ جائیں۔ اسے بقايا رقم کا چیک بھی دے دیں اور پھر اس سے فائل لے کر واپس یہاں گلستان کالوں آ جائیں“.... جیگر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ایڈر لیں بتاؤ“۔ جارج

نے کہا۔

”شارکالوںی کی کوٹھی نمبر بارہ اے۔ جیری کو ساتھ لے جائیں وہ آپ کو وہاں پہنچا دے گا اور آپ کو واپس بھی لے آئے گا۔“

”اوکے۔ آپ رشید سلیمان کو وہاں پہنچا دیں۔ ہم بھی آدھے گھنٹے میں وہاں پہنچ جائیں گے“.... جارج نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”کس کا فون تھا“.... اسی لمحے ریٹا نے کمرے میں داخل ہوتے کہا۔

ہوئے کہا تو جارج نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

”ٹھیک ہے۔ ہم دونوں وہاں چلتے ہیں۔ پہلے تم اس فائل کو اچھی طرح چیک کر لینا اگر وہ فائل ہمارے کام آتی ہے تو ٹھیک ہے۔ اسے رقم بھی مل جائے گی اور میں بھی وعدے کے مطابق دو روز اس کے ساتھ گزار لوں گی لیکن اگر فائل ہمارا مقصد پورا نہیں کرتی تو پھر اسے جواب دے دیا جائے گا“.... ریٹا نے سپاٹ لبجھ میں کہا۔

”دیکھو ریٹا۔ رشید سلیمان ہمارے لئے بے حد اہمیت رکھتا ہے۔ اگر فائل میں کوئی کمی ہوئی تو وہ بھی یہی رشید سلیمان ہی پوری کرے گا۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ دولت اور حسن کا پچاری ہمارے ہاتھ لگ گیا ہے اس لئے ہم نے اس انداز میں ٹریٹ کرنا کالوں آ جائیں“.... جیگر نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

رکھتے ہیں،”..... جارج نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گئی ہوں۔ تم بے فکر رہو۔ میں اسے ایسا اُلو بناوں گی کہ وہ کسی بندر کی طرح میرے اشاروں پر ناچتا نظر آئے گا،”..... ریٹا نے کہا تو جارج نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد جیری نے کارڈ رائیو کرتے ہوئے جارج اور ریٹا کو شارکالونی کی کوٹھی پر پہنچا دیا۔

”ہم نے واپس جانا ہے۔ تم ہمارا انتظار کرو گے،”..... جارج نے جیری سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں سر،”..... جیری نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دری بعد وہ دونوں ایک سٹنگ روم کے انداز میں سجائے گئے کمرے میں پہنچ گئے۔ اس کوٹھی کے ملازم نے ان کی اس کمرے تک رہنمائی کی تھی۔ چند لمحوں بعد رشید سلیمان اندر داخل ہوا اور ریٹا کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں یکخت تیز چمک ابھر آئی۔ جارج اور ریٹا دونوں نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔

”بیٹھیں جناب۔ آپ واقعی بھلے لوگ ہیں،”..... رشید سلیمان نے کہا۔

”ہم آپ کے حقیقی دوست ہیں مسٹر رشید سلیمان اور ہم آپ سے ایکریما میں سیٹل ہونے کے دوران بھی پورا پورا تعاوون کریں گے،”..... جارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اور میں تو یہاں بھی اور وہاں بھی آپ کے ساتھ زیادہ وقت

گزارنے کو ترجیح دوں گی،”..... ریٹا نے مسکراتے ہوئے خالص لاڈ بھرے انداز میں کہا تو رشید سلیمان کا چہرہ پھول کی طرح کھل اٹھا۔ اس نے کوت کی اندر ولی جیب سے چند مرے ہوئے کاغذ نکالے اور انہیں جارج کی طرف بڑھا دیا۔

”یہ ٹاپ سیکرٹ فائل کے کاغذات کی نقول ہیں۔ پاکیشیا کی ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری جس کا کوڈ نام ڈبل الیون ہے اور یہ لیبارٹری کسی جنگل میں واقع ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ آپ کی مطلوبہ فائل ہے،”..... رشید سلیمان نے کہا۔

”کیا اس میں یہ نہیں لکھا ہوا کہ یہ لیبارٹری کہاں واقع ہے،“..... جارج نے چونک کر پوچھا۔

”میں نے سرسری طور پر دیکھا ہے۔ لیبارٹری کے محل وقوع کے بارے میں کچھ نہیں لکھا گیا۔ البتہ یہ درج ہے کہ گھنے جنگل کی وجہ سے اس کی سیکورٹی فول پروف ہے۔ آپ اچھی طرح چیک کر لیں لیکن آپ اسے ایک شرط پر لے جاسکتے ہیں کہ بقیہ رقم کا چیک مادام ریٹا مجھے دیں،“..... رشید سلیمان نے کہا اور جارج نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب سے ایک گارینفڈ چیک بک نکال کر اس نے بقیہ رقم کا چیک لکھ کر اسے ریٹا کی طرف بڑھا دیا۔ ریٹا نے ایک نظر چیک کی طرف دیکھا اور پھر میٹھی نظروں سے رشید سلیمان کی طرف دیکھنے لگی۔

”کیا ہم کسی اور کمرے میں نہیں جا سکتے تاکہ جارج فائل

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اطمینان سے پڑھ لے۔”..... ریٹا نے کہا۔

”اسے میں اطمینان سے پڑھوں گا۔ تم نے دو روز تک رشید سلیمان صاحب کے ساتھ رہنے کا وعدہ کیا ہوا ہے اس لئے مجھے اجازت دو اور چیک رشید سلیمان کو دے دو۔“..... جارج نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”یہ لیں چیک۔“..... ریٹا نے چیک رشید سلیمان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو رشید سلیمان نے ندیدوں کی طرح چیک جھپٹ لیا۔

”شکریہ۔ میں اسے رکھ کر واپس آتا ہوں۔“..... رشید سلیمان نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

”دولت کے معاملے میں وہ تم پر بھی اعتبار کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔“..... جارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”دو روز بعد دیکھنا۔ یہ رقم تو ایک طرف وہ اپنی رقم بھی میرے ہاتھوں میں دینے پر مجبور ہو جائے گا۔“..... ریٹا نے کہا تو دونوں آہستہ سے ہنس پڑے۔ پھر جارج نے ریٹا کو گذبائی کہا اور جیری کے ساتھ واپس اپنی رہائش گاہ پر آ گیا۔ اس نے ایک کمرے میں پہنچتے ہی کاغذات کو میز پر رکھا اور نیبل لیمپ روشن کر کے وہ کاغذات پر جھک گیا۔ یہ واقعی ایک لیبارٹری کے بارے میں فائل تھی اور اس لیبارٹری کا اندرولی نقشہ بھی موجود تھا اور اس کے بارے میں تمام تکنیکی معلومات بھی موجود تھیں اور اس فائل میں

موجود نقشے میں لیبارٹری میں آنے جانے کے لئے دو راستوں کی نشاندہی کی گئی تھی لیکن اس کے محل وقوع کا کہیں ذکر نہ تھا۔ جارج کئی گھنٹوں تک شراب پیتا رہا اور اس فائل کو بڑے غور سے پڑھتا رہا۔ یہ بات درست تھی کہ اس میں یہ بات درج تھی کہ گھنے جنگل کی وجہ سے اس کی سیکورٹی میں بے حد مدد مل رہی ہے لیکن اس کے علاوہ اور کوئی تفصیل نہ تھی۔

”اس فقرے سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ راج گڑھ والی لیبارٹری ہے لیکن یہ فائل ان کے مشن میں کوئی مدد نہ دے رہی تھی۔ جارج کافی دیر بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے رسیور اٹھایا اور اس کوٹھی کے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے جس کوٹھی میں رشید سلیمان اور ریٹا موجود تھے۔

”لیں سر۔“..... ایک موڈبانہ آواز سنائی دی اور جارج سمجھ گیا کہ یہ کوٹھی کے ملازم کی آواز ہے۔

”جارج بول رہا ہوں۔ مادام ریٹا یا رشید سلیمان سے بات کرائیں۔“..... جارج نے تیز لمحے میں کہا۔

”ہو لڈ کریں سر۔ میں معلوم کرتا ہوں۔“..... ملازم نے موڈبانہ لمحے میں جواب دیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ہیلو۔“..... چند لمحوں بعد ریٹا کی آواز سنائی دی۔

”جارج بول رہا ہوں ریٹا۔ اس فائل کو میں نے بغور پڑھا ہے لیکن اس فائل سے ہمیں عملی طور پر کوئی مدد نہیں مل رہی۔ اس میں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

سوائے اس فقرے کے کہ گھنے جنگل میں واقع ہونے کی وجہ سے اس کی سیکورٹی میں خاصی مدل رہی ہے اور محل وقوع یا باہر سے لیبارٹی میں داخل ہونے کے بارے میں کچھ موجود نہیں ہے۔”  
جارج نے تیز تیز لمحے میں کہا۔

”پھر کیا کیا جائے؟“..... ریٹا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”رشید سلیمان کہاں ہے؟“..... جارج نے پوچھا۔

”وہ زیادہ شراب نوشی کی وجہ سے مدھوش پڑا ہوا ہے۔“..... ریٹا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اسے اس بات پر تیار کرو کہ وہ اس لیبارٹی کے بارے میں کوئی دوسرا فائل تلاش کرے۔ یہ اس لیبارٹی کے اندر ورنی نقشے پر مبنی ہے تو یقیناً اس کا دوسرا حصہ بھی ہو گا جس میں بیرونی نقشے یا راستوں کی نشاندہی کی گئی ہو گی۔“..... جارج نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں اسے ہر صورت میں اس کام کو مکمل کرنے پر تیار کر لوں گی۔ تم فکر مت کرو۔“..... ریٹا نے جواب دیا۔

”مجھے تمہاری صلاحیتوں کا علم ہے اس لئے میں مطمئن ہوں۔“  
جارج نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو دوسرا طرف سے ریٹا بے اختیار نہیں پڑی اور جارج نے بھی ہستے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

عمران اپنے فلیٹ کے سٹنگ روم میں بیٹھا ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھا جبکہ سلیمان سودا سلف لینے کے لئے مارکیٹ گیا ہوا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نج اٹھی تو عمران نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں۔“..... عمران نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے بغیر فلٹ شاپ کے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں بس۔“..... دوسرا طرف سے ٹائیگر کی مودبانہ آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا کیونکہ اس نے کل شاہی ٹاؤن سے واپس آ کر ٹائیگر کو ٹرانسمیٹر کال کی اور پھر اسے حامد کا بتایا ہوا حلیہ بتا کر اس آدمی کو ٹریس کرنے کا حکم دیا تھا اور کل سے ٹائیگر کا فون آج آیا تھا۔

”علی عمران ایم ایسی۔ ذی ایسی (آکسن) بول رہا ہوں،“۔  
عمران نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”باس،“..... جوزف نے موڈبانہ لمحے میں کہا۔

”جوانا کہاں ہے،“..... عمران نے پوچھا۔

”برآمدے میں بیٹھا پکھرزا رسالہ دیکھ رہا ہے،“..... جوزف نے جواب دیا تو عمران کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ سی رینگ گئی۔

”پکھرزا ایکریمین نژاد عورتوں کی ہیں یا افریقی نژاد عورتوں کی،“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”افریقہ کے سب سے خوفناک گینڈوں ہامان کی تصویریں ہیں باس۔ میں نے اسے یہ رسالہ منگوا کر دیا ہے تاکہ اسے معلوم ہو سکے کہ وہ کیسے گینڈے تھے جو جوزف دی گریٹ کے سامنے آنے سے کتراتے تھے،“..... جوزف نے بڑے فاخرانہ لمحے میں کہا۔

”کیوں۔ کیا جوزف دی گریٹ اس قدر بد صورت تھا کہ گینڈے بھی سامنے آنے سے کتراتے تھے،“..... عمران نے شرارت بھرے لمحے میں کہا۔

”باس۔ اگر آپ کی بجائے کسی اور نے یہ بات کی ہوتی تو اب تک گینڈے سے گدھا بن چکا ہوتا،“..... جوزف کا لہجہ باوجود اس کی کوشش کے نرم بہر حال نہ تھا۔

”وہ تو تم بن چکے ہو۔ اب محض رسالوں میں تصویریں دیکھ دیکھ سنائی دی۔“..... عمران نے کہا۔

”لیں۔ کیا رپورٹ ہے،“..... عمران نے کتاب کو پلٹ کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

”باس۔ میں نے ایک آدمی کو ٹریس کیا ہے۔ اس کا نام جیکب ہے اور اس کا تعلق کراون گلب سے ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس آدمی سے جس نے آپ کو حلیہ بتایا ہے اسے کنفرم کرالوں،“۔ نائیگر

”کیوں۔ کیا اس آدمی کی کوئی خاص حیثیت ہے،“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”درachiL وہ ایسا آدمی ہے جو سر سے پیٹک بد معاش ہے اس لئے ایسے آدمی کا کسی لا بہری میں جانا کچھ عجیب سی بات لگتی ہے،“..... نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم اسے اٹھا کر رانا ہاؤس لے آؤ۔ وہاں تصدیق ہو جائے گی۔ اگر کہو تو جوانا کو بھجوادوں،“..... عمران نے کہا۔

”لیں باس۔ جوانا کو بھجوادیں تو خاصی آسانی رہے گی،“۔ نائیگر نے جواب دیا۔

”تم وہیں رکو۔ میں جوانا کو بھجواتا ہوں،“..... عمران نے کہا اور پھر اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”رانا ہاؤس،“..... رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”یہ درجہ مجھے صرف آپ کی غلامی کی وجہ سے ملا ہے۔“ جوزف نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”نہیں جوزف اب بھی ہاسان گینڈوں کے پورے گینگ سے لڑ سکتا ہے بشرطیکہ بزرگائی پر سفید مکھی نہ بیٹھی ہوئی نظر آئے۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ باس۔ یہ بد دعا نہ دیجئے۔ بزرگائی پر سفید مکھی شکست کی علامت ہے اور شکست کا مطلب عبرتناک موت ہوتی ہے۔“ جوزف نے اس بار کا پنچتے ہوئے لبھے میں کہا۔

”لیکن ساتھ ہی سزاگاش جھیل کے سیاہ سرکنڈوں سے اڑنے والی نیلی چڑیا بھی دکھائی دے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے جوزف کا اتنا لمبا سانس لینے کی آواز سنائی دی جیسے پورے رانا ہاؤس کی ہوا وہ اپنے پھیپھڑوں میں بھر لینا چاہتا ہو۔

”چھینکس گاؤ۔ فادر جوشوار حم کرے باس۔ آپ نے مجھے دوبارہ زندہ کر دیا ہے ورنہ تمہارے اس فقرے نے پورے افریقہ کی عزت گاؤ۔“ جوزف نے انتہائی مسرت بھرے لبھے میں کہا۔

”اب تک جوانا نے گینڈوں کی تصویریں دیکھ لی ہوں گی۔ اب اسے فون پر بلاو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیں باس۔“ دوسری طرف سے جوزف کی موڈبانہ آواز سنائی دی۔

”لیں ماشر۔ جوانا بول رہا ہوں۔“ ..... چند لمحوں بعد جوانا کی آواز سنائی دی۔

”گینڈوں کی تصویریں دیکھ لی ہیں تم نے۔ گینڈوں کی یہ نسل پسند ہو تو دو چار منگوادوں۔“ ..... عمران نے کہا۔

”اوہ باس۔ جوزف بضند تھا کہ مجھے ان گینڈوں کو غور سے دیکھنا چاہئے کیونکہ افریقہ کے لوگ ان سے اس طرح ڈرتے ہیں جیسے انسان موت سے۔ یہ افریقہ میں دہشت کا نشان ہیں لیکن جوزف کے بقول اس سے یہ گینڈے بھی ڈرتے تھے۔“ ..... جوانا نے مزے لے لے کر بات کرتے ہوئے کہا۔

”پھر کیا فیصلہ کیا ہے تم نے۔“ ..... عمران نے ہستے ہوئے کہا۔

”یہی باس کہ بے چاروں کو واقعی ڈرنا ہی چاہئے۔ اس سے زیادہ طاقتور تو ایکریمیا کے بیل ہوتے ہیں۔“ ..... جوانا نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”تمہارے اس فقرے کا مطلب ہے کہ جوزف تمہارے قریب موجود نہیں ہے ورنہ تمہارے اس فقرے نے پورے افریقہ کی عزت کو داؤ پر لگا دیا ہے۔“ ..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ ریڈ روم میں گیا ہے۔“ ..... جوانا نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ تم کار لے کر کراوں کلب پہنچو۔ وہاں ٹائیگر موجود ہے۔ وہاں سے ایک آدمی کو رانا ہاؤس پہنچانا ہے۔ خیال رکھنا مجھے وہ سنائی دی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

آدمی زندہ اور صحیح سلامت چاہئے۔..... عمران نے کہا۔

”لیں ماسٹر۔ میں خیال رکھوں گا۔..... جوانا نے جواب دیا۔

”اور جوزف کو کہہ دو کہ جب وہ آدمی آئے تو اسے بلیک روم میں کرسی پر جکڑ کر مجھے فلیٹ پر کال کرئے۔..... عمران نے کہا۔

”لیں ماسٹر۔..... جوانا نے کہا تو عمران نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر سامنے لپٹ کر رکھی ہوئی کتاب اٹھا لی۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔۔۔“

”جوزف بول رہا ہوں باس۔..... دوسری طرف سے جوزف کی موددانہ آواز سنائی دی۔

”لیں۔..... عمران نے کہا۔

”باس۔ جوانا اور ٹائیگر ایک آدمی کو لے آئے ہیں اور میں نے اسے راؤز میں جکڑ دیا ہے۔..... جوزف نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ٹائیگر کو وہیں روکو میں آ رہا ہوں۔..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور کتاب اس نے بند کر کے الماری میں رکھی اور پھر ڈرینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے لباس تبدیل کیا اور پھر سلیمان کو اپنے رانا ہاؤس جانے کا کہہ کر وہ سیرھیاں اترتا چلا گیا۔ سلیمان اس دوران مارکیٹ سے واپس آ چکا تھا اس

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

لئے اسے اطلاع دینا ضروری تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار نیزی سے رانا ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ رانا ہاؤس پہنچ کر اس نے کار پورچ میں روکی اور پھر نیچے اتر آیا تو ایک طرف موجود ٹائیگر آگے بڑھا اور اس نے مواد بانہ انداز میں سلام کیا۔

”اس آدمی کا نام کیا ہے۔..... عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے اور بلیک روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”جیکب ہے اس کا نام اور کراون کا خاص آدمی ہے۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”اور اس کراون کا کیا حدود اربعہ ہے۔..... عمران نے پوچھا۔

”انڈر ورلڈ میں خاصا مشہور آدمی ہے۔ یورپ اور ایکریمیا کے گروپس سے اس کے خصوصی تعلقات ہیں لیکن زیادہ تر نشیات اور اسلحے کے دھندے میں ملوث رہتا ہے۔..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بلیک روم میں داخل ہوا تو وہاں جوزف اور جوانا دونوں موجود تھے۔ دونوں نے عمران کو سلام کیا۔

”کتنے پرندے اڑتے۔..... عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”صرف چار ماسٹر۔..... جوانا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اچھا۔ چلو معاملہ چار پر ہی مل گیا ورنہ تمہیں ٹائیگر کے ساتھ بھیجتے ہوئے ڈر لگتا ہے کہ نجانے پرندوں کی کتنی بڑی ڈار اڑ جائے اترتا چلا گیا۔ سلیمان اس دوران مارکیٹ سے واپس آ چکا تھا اس

جوزف نے مواد بانہ لبھے میں کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے جیکب کے منہ سے کراہ نگلی اور اس کا جسم آہستہ آہستہ سیدھا ہونے لگ گیا اور پھر اس نے آنکھیں کھول دیں اور چند لمحوں تک تو اس کی آنکھوں میں دھندی چھائی رہی۔ پھر دھند صاف ہو گئی اور اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ اب وہ غور سے عمران اور اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے ٹائیگر اور ان کے پیچھے کھڑے جوزف اور جوانا کو دیکھ رہا تھا اور پھر اس نے دامیں باسیں گردن موز کر بلیک روم کا جائزہ لیا۔

”تم۔ تم کون ہو۔ میں کہاں ہوں اور یہ سب کیا ہے۔“..... چند لمحوں بعد جیکب نے کہا۔ اس کے لبھے میں حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

”تمہارا نام جیکب ہے اور تمہارا تعلق کراون کلب سے ہے۔“  
عمران نے کہا تو جیکب غور سے عمران کو دیکھنے لگا۔

”ہاں۔ مگر تم کون ہو اور یہ میں کہاں ہوں۔“..... جیکب نے ہونٹ پھینکتے ہوئے کہا۔

”تم آج سے چار پانچ روز پہلے سنٹرل نیشنل لابریری کے نوادرات سیکشن میں گئے تھے۔ تمہارے پاس ایک بیگ بیگ تھا اور تم نے وہاں سے ہاتھ سے لکھا ہوا ایک مخطوطہ چڑایا اور پھر اسے بیگ میں ڈال کر وہاں سے لے گئے۔“..... عمران نے کہا۔

”یہ بات درست ہے کہ میں لابریری گیا تھا اور میرے پاس

گی۔“..... عمران نے کہا۔

”ماشر۔ جو راستے میں رکاوٹ بنے گا وہ تو اڑے گا۔“..... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار نہ پڑا۔

”کیا نام بتایا تھا تم نے اس کا۔“..... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا جو اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا تھا جبکہ جوزف اور جوانا دونوں عمران کی کرسی کے عقب میں کھڑے ہو گئے تھے۔

”جیکب، بس۔ یہ کراون کلب کے مالک کراون کا خاص آدمی ہے۔“..... ٹائیگر نے کہا۔

”اے کیسے بے ہوش کیا گیا ہے۔“..... عمران نے پوچھا۔

”گیس سے بس۔“..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جوزف۔ اے ہوش میں لاو۔“..... عمران نے کہا تو جوزف نے جیب سے ایک شیشی نکالی اور آگے بڑھ کر اس نے راڑز میں جکڑے ہوئے آدمی کے قریب جا کر شیشی کا ڈھکن ہٹایا اور شیشی کا دہانہ اس آدمی کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی، اس پر ڈھکن لگایا اور پھر شیشی کو جیب میں ڈال کر وہ واپس آ کر عمران کی کرسی کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔

”تم نے اپنی گیس کی شیشی پہلے ہی اٹھا کر جیب میں رکھ لی تھی۔“..... عمران نے قدرے حیرت بھرے لبھے میں پوچھا۔

”لیں بس۔ میں نے ٹائیگر سے پوچھ کر پہلے ہی یہ شیشی اٹھا کر جیب میں ڈال لی تھی تاکہ آپ کے حکم کی تعییں میں دیر نہ ہو۔“

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

بیگ بھی تھا لیکن میں تو واجبی سا پڑھا ہوا ہوں۔ میرا کسی مخطوطے سے کیا تعلق اور نہ ہی یہ میری فیلڈ ہے۔۔۔ جیکب نے کہا۔  
”تو پھر تم وہاں کیا کرنے گئے تھے؟۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”وہ بے حد پر سکون جگہ ہے۔ جب میں ذہنی طور پر پریشان ہوتا ہوں تو میں وہاں چلا جاتا ہوں اور وہاں جا کر کئی گھنٹے سکون اور خاموشی سے گزار کر فریش ہو جاتا ہوں اور بس۔۔۔ جیکب نے کہا۔

”تم کتنی بار لاہبری میں جا چکے ہو؟۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”میں لاہبری میں تو اکثر آتا جاتا رہتا ہوں لیکن اس سیکشن میں پہلی بار گیا تھا۔ پہلے میں لاہبری کے جزل سیکشن میں بیٹھ جایا کرتا تھا لیکن پھر مجھے معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ سکون اس نوادرات سیکشن میں ہے اس لئے میں وہاں گیا اور واقعی وہاں بیٹھ کر مجھے بے حد سکون ملا۔۔۔ جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہاں تم کیا کرتے رہے۔ ظاہر ہے جب تم پڑھتے نہیں ہو گے تو تم سے پوچھا تو جاتا ہو گا۔۔۔ عمران نے کہا۔

”میں کوئی کتاب انھا کر سامنے رکھ لیتا تھا۔ پھر مجھے کوئی نہ پوچھتا تھا۔۔۔ جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو تم نے وہ مخطوطہ وہاں سے چوری نہیں کیا۔۔۔ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ میرا کسی مخطوطے سے تعلق ہی کیا ہو سکتا ہے۔۔۔ جیکب

نے بڑے باعتماد لمحے میں کہا۔

”جوانا۔۔۔ عمران نے گردن موڑے بغیر جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں ماشر۔۔۔ عقب میں کھڑے جوانا نے الرٹ ہو کر کہا۔

”جیکب کے کتنے دانت ایک ہی تھیڑ سے باہر نکال سکتے ہو؟۔۔۔ عمران نے سرد لمحے میں کہا۔

”جتنے بھی اس کے منہ میں ہیں۔۔۔ جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوے کے۔ اگر ایک دانت بھی اندر باقی رہ گیا تو میں تمہیں اپنے ہاتھوں گولی سے اڑا دوں گا۔۔۔ عمران نے سرد لمحے میں کہا۔

”لیں ماشر۔۔۔ جوانا نے کہا اور پھر وہ بڑی تند نظروں سے جیکب کو گھوڑتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ رک جاؤ۔۔۔ جیکب نے یلکھت ہر اساح لمحے میں کہا۔ عمران اور جوانا کے درمیان اس گفتگو اور دونوں کے لہجوں نے جیکب کا سارا اعتماد و ہواں بنایا کر رکھا۔

”وہیں رک جاؤ جوانا۔ میں نہیں چاہتا کہ اس کے دانت باہر آئیں کیونکہ نقلی دانت کبھی اصلی جیسے نہیں ہوتے۔ میں اسے ایک اور موقع دینا چاہتا ہوں۔۔۔ عمران نے اسی طرح سرد لمحے میں کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”لیں ماسٹر“..... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سنو جیکب۔ جو کہانی تم ہمیں سنارہے ہو وہ تمہاری حماقت ہے۔ وہاں خفیہ کمرے نصب ہیں اور ان کیمروں کی وجہ سے تمہیں اغوا کر کے یہاں لایا گیا ہے اور ضروری نہیں کہ یہاں سے تم زندہ اور صحیح سلامت واپس جاؤ۔ یہاں برقی بھٹی ہے اس لئے تمہاری لاش بھی ہمیشہ کے لئے غائب ہو سکتی ہے جبکہ کراون تمہارا باس ضرور ہے لیکن تمہاری گمشدگی پر وہ اتنا پریشان بھی نہیں ہو گا جتنا لوگ اپنا کتاب گم ہونے پر ہوتے ہیں اس لئے یہ بتا دو کہ تمہیں کس نے یہ ٹامسک دیا تھا اور کیوں۔ بس وہ تفصیل بتا دو تو تمہیں چھوٹی مچھلی سمجھ کر واپس پانی میں پھینک دیا جائے گا۔ بولو ورنہ“..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور آخر میں اس کا لہجہ بھیڑیے کی غراہٹ جیسا ہو گیا تھا۔

”میں بتا دیتا ہوں۔ سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ سب کچھ۔ میں کراون کلب کے مالک اور جزل مینجر کراون کا خاص آدمی ہوں۔ کراون نے مجھے اپنے آفس میں بلا کر مجھے حکم دیا کہ میں سنٹرل نیشنل لابریری کے نوادرات سیکیشن میں ہاتھ سے لکھی ہوئی ایک کتاب اس طرح اٹھا کر لے آؤں کہ کسی کو اس کا پتہ نہ چل سکے۔ اس نے مجھے اس کتاب کا نام اور سیکیشن میں لگایا گیا اس کا نمبر ایک چٹ پر لکھ کر دیا۔ میں نے جب لابریری کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو میرا وہاں کام کرنے والے ایک گلرک جس کا نام

صادق ہے، سے رابطہ ہوا۔ اس صادق کو میں نے دس ہزار روپے دینے کا وعدہ کیا تو اس نے بتایا کہ ہر کتاب میں کوئی سائنسی آلہ نصب ہے جس کی وجہ سے اسے سکینز سے باہر نہیں لایا جا سکتا اور سکینز سے گزرے بغیر کوئی چیز باہر نہیں آ سکتی۔ اس نے یہ طے کیا کہ وہ یہ سائنسی آلہ اتار کر اندر ہی کسی خفیہ جگہ پر رکھ دے گا لیکن وہ چونکہ سیکیشن انچارج کے ساتھ ہی واپس جاتا ہے اس لئے وہ کتاب خود باہر نہیں لاسکتا۔ چنانچہ ہمارے درمیان طے ہوا کہ میں خود اندر جاؤں گا۔ وہاں وہ کتاب موجود ہو گی اس میں موجود آلہ نکال لیا گیا ہو گا۔ میں کچھ دیر وہاں بیٹھ کر کوئی کتاب دیکھتا رہوں گا پھر وہ مطلوبہ کتاب بیگ میں رکھ کر باہر چلا جاؤں گا۔ البتہ اس صادق نے رقم ایڈوانس لینے کی بات کی تو میں نے اسے رقم ایڈوانس دے دی اور پھر اس کے کہنے کے مطابق میں وہاں گیا اور مطلوبہ کتاب لے کر باہر آ گیا اور یہ کتاب میں نے کراون کو دے دی۔ اس کے بعد مجھے نہیں معلوم کہ کیا ہوا کیا نہیں ہوا“..... جیکب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تم نے آخر میں جھوٹ بولا ہے۔ یہ کتاب تم نے دو روز بعد واپس وہاں لابریری میں رکھ دی تھی۔ لاست وارنگ دے رہا ہوں“۔ عمران نے غرتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں دوبارہ وہاں نہیں گیا۔ مجھے باس نے کتاب واپس رکھنے کا کہا تھا لیکن میں نے کتاب ان سے لی اور میں رات کو اس

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

صادق کی رہائش گاہ پر گیا اور میں نے اسے پانچ ہزار روپے دیئے اور کتاب بھی دے دی کہ وہ اسے وہاں رکھ دے کیونکہ یہ کام وہ آسانی سے کر سکتا تھا اور اس میں کسی چینگ کا خطرہ بھی نہ تھا۔ پھر میں نے اسے فون کیا تو اس نے بتایا کہ وہ کتاب لے گیا تھا۔ اس نے وہاں خفیہ جگہ پر رکھا ہوا وہ سامنے آلے دوبارہ اس میں لگایا اور کتاب کو واپس اس کی جگہ پر رکھ دیا۔..... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران اس کے لمحے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔ دیے بھی حامد نے یہی بتایا تھا کہ اس حلیے کا آدمی صرف ایک بار اس سیکشن میں آیا تھا۔

”تمہارے باس کراون نے کس کے لئے یہ کتاب منگوانی تھی،“..... عمران نے پوچھا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ اس نے مجھے کتاب لانے کا حکم دیا اور میں نے تعقیل کر دی۔ اس نے اسے واپس رکھنے کا حکم دیا اور میں نے پھر تعقیل کر دی۔ باقی نہ میں پڑھ سکتا ہوں اور نہ ہی مجھے کسی اور بات کے بارے میں علم ہے۔“..... جیکب نے جواب دیا۔

”یہ کراون کہاں ہو گا اس وقت،“..... عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے نائیگر سے پوچھا۔

”مجھے تو معلوم نہیں۔ البتہ جیکب کو معلوم ہو گا۔ یہ اس کا خاص آدمی ہے۔ کیوں جیکب۔ تمہارا باس اس وقت کہاں ہو گا۔“..... نائیگر نے پہلے عمران اور پھر جیکب سے مخاطب ہو کر کہا۔

”وہ کلب میں رات کو آتا ہے۔ دن کو وہ اپنی رہائش گاہ پر رہتا ہے۔“..... جیکب نے جواب دیا۔

”کہاں ہے اس کی رہائش گاہ؟“..... عمران نے پوچھا۔

”باسط کالونی کوٹھی نمبر ون فائیو ون“..... جیکب نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جاوہ نائیگر۔ جوانا کو ساتھ لے جاؤ اور اسے لے آؤ۔“..... عمران نے کری سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”لیں باس“..... نائیگر نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

”مجھے تو چھوڑ دو۔“..... جیکب نے کہا۔

”تمہاری باتیں تمہارے باس سے کنفرم ہو جائیں پھر تمہارے بارے میں بھی فیصلہ کر لیا جائے گا۔“..... عمران نے کہا اور پھر وہ جوزف سے مخاطب ہو گیا۔

”جوزف۔ اسے ہاف آف کر دو ورنہ خواہ مخواہ شور چاٹا رہے گا۔“..... عمران نے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”لیں باس“..... جوزف نے وہیں رکتے ہوئے کہا اور عمران، نائیگر اور جوانا کے ساتھ بلیک روم سے باہر آ گیا۔ پھر جوانا اور نائیگر کار لے کر چلے گئے جبکہ عمران ایک کرے میں آ گیا۔ یہاں میز پر فون موجود تھا۔ عمران نے رسپورٹھا کر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”پیش ہبپتال“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر صدیقی سے بات کرائیں“..... عمران نے اپنے مخصوص لجھے میں کہا۔

”لیں سر۔ ہولڈ کریں سر“..... دوسری طرف سے مسکراتے ہوئے لجھے میں جواب دیا گیا۔

”ہیلو۔ ڈاکٹر صدیقی بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ڈاکٹر صدیقی کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“..... عمران نے اپنے مخصوص لجھے میں کہا۔

”جی علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) صاحب۔ فرمائیے“..... ڈاکٹر صدیقی نے بھی مسکراتے ہوئے لجھے میں کہا۔

”وہ مریضہ جو شاہی ٹاؤن سے ہسپتال پہنچی تھی اس کی کیا پوزیشن ہے“..... عمران نے یکخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”وہ اب خطرے سے باہر ہو چکی ہیں لیکن انہیں یہاں کم از کم ایک ماہ رہنا پڑے گا۔ یہ ان کی صحت یابی کے لئے ضروری ہے“۔

ڈاکٹر صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ ان کا بل بنارکھیں۔ میں جیمنٹ کر دوں گا“..... عمران نے کہا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) صاحب۔

ساری نیکیاں آپ اپنے اکاؤنٹ میں جمع نہ کرالیا کریں۔ کچھ ہمیں بھی حق ادا کرنے دیا کریں۔ ہسپتال کے تمام شاف نے ایک ریگولر فنڈ بنایا ہوا ہے جس میں حسب توفیق سب حصہ لیتے ہیں۔ اس فنڈ سے اس ہسپتال میں کسی باہر کے آدمی کا علاج ہوتا ہے تو جیمنٹ اس فنڈ سے کی جاتی ہے اور اس مریضہ کی بھی یہی پوزیشن ہے۔ آپ ان کے مل کی فکر مت کریں“..... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

”آپ سب مل کر میرے خلاف سازش کر رہے ہیں۔ خدا خدا کر کے ایک نیکی کرنے کا موقع ملا تھا آپ وہ بھی اچک لینا چاہتے ہیں“..... عمران نے مصنوعی طور پر غصیلے لجھے میں کہا۔

”آپ کی یہی نیکی ہماری نیکیوں پر بھاری پڑے گی کہ آپ نے اس غریب مریضہ کی نشاندہی کر دی ہے“..... ڈاکٹر صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اللہ قبول کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی نیکی بھی قبول کرے۔ اس مریضہ کا بیٹا حامد آتا رہتا ہے یا نہیں“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ آتا رہتا ہے۔ اس وقت بھی وہ اپنی ماں کے پاس موجود ہے“..... ڈاکٹر صدیقی نے جواب دیا۔

”آپ اس سے میری بات کر دیں“..... عمران نے کہا۔ ”اوکے۔ ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائیں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”حامد بول رہا ہوں“..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد حامد کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں حامد۔ آپ کی والدہ کا کیا حال ہے؟“

”عمران صاحب۔ اللہ تعالیٰ کا بہت کرم ہے۔ آپ کی مہربانی ہے۔ آپ تو ہمارے لئے رحمت کا فرشتہ ثابت ہوئے ہیں۔ لیکن عمران صاحب ایک درخواست ہے۔“..... دوسری طرف سے حامد نے جھوکتے ہوئے لجھے میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ یہی کہ تمہاری والدہ کے اخراجات کون ادا کر رہا ہے تو اس بارے میں تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ حکومت کا ایک خصوصی فنڈ ہے جس سے تمہاری والدہ کے علاج کی منظوری حاصل کر لی گئی ہے۔“..... عمران نے اس کی بات کو سمجھتے ہوئے کہا۔ اس نے دانستہ حکومتی فنڈ کا ذکر اس لئے کیا تھا کہ حامد اس کا یا ڈاکٹر صدیقی کا اپنے آپ کو احسان مند نہ سمجھے۔

”اللہ تعالیٰ آپ کو اور ڈاکٹر صدیقی صاحب کو جزا دے گا۔“

حامد نے تشکرانہ لجھے میں کہا۔ اس کے لجھے میں اطمینان اور سکون کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

”حامد۔ یہ بتاؤ کہ نوادرات سیکیشن میں کوئی ٹلک صادق نامی

بھی ہے؟..... عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟“..... حامد نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا آدمی ہے یہ؟..... عمران نے پوچھا۔

”مجھے تو معلوم نہیں ہے جناب کیونکہ میں تو اپنے کام سے کام رکھتا ہوں۔ پھر میں ان کے شاف کا حصہ بھی نہیں ہوں۔ میرا تعلق پرائیویٹ سیکورٹی کمپنی سے ہے اس لئے میرا ان کے ساتھ کوئی براہ راست تفصیلی رابطہ ہی نہیں ہے۔“..... حامد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں خود چیک کر لوں گا۔ اللہ حافظ۔“..... عمران نے کہا اور کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری کے نمبر پر لیں کر دیئے۔

”انکوائری پلیز“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوی آواز سنائی دی۔

”سنترل نیشنل لابریٹی کے نوادرات سیکیشن کا نمبر دیں۔“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پر لیں کر دیئے۔

”نوادرات سیکیشن سنترل نیشنل لابریٹی“..... رابطہ قائم ہوتے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”مسٹر صادق سے بات کرائیں میں ان کا دوست بول رہا ہوں“۔  
عمران نے لمحہ بدل کر کہا۔

”مسٹر صادق دو روز کی چھٹی پر ہیں جناب“..... دوسری طرف  
سے کہا گیا۔  
”ان کی رہائش گاہ کا فون نمبر دے دیں“..... عمران نے کہا۔  
”ان کی رہائش گاہ پر فون نصب نہیں ہے جناب“..... دوسری  
طرف سے کہا گیا۔

”اچھا ان کی رہائش گاہ کا پتہ ہی بتا دیں“..... عمران نے کہا تو  
دوسری طرف سے پتہ بتا دیا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔  
”جوزف“..... عمران نے دروازے کی طرف منہ کر کے کہا  
کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جب تک وہ اس کمرے میں رہے گا  
جوزف باہر دروازے پر موجود رہے گا تاکہ عمران کی کال پر فوری  
اقدام کر سکے۔

”لیں باس“..... جوزف نے کسی جن کی طرح فوراً نمودار  
ہوتے ہوئے کہا۔

”اس آدمی کو ہاف آف کر دیا تھا“..... عمران نے پوچھا۔  
”لیں باس۔ اسے از خود دو تین گھنٹوں کے بعد ہی ہوش آ سکتا  
ہے“..... جوزف نے جواب دیا۔

”ایک ایڈریس نوٹ کرو۔ کالے پل کے دوسری طرف ایک  
گنجان آباد محلہ ہے جس کو محلہ موہانیاں کہتے ہیں۔ اس میں کوئی

مسجد سبیل والی ہے۔ اس مسجد کے قریب سنترل نیشنل لا بھری ی کے  
نو درات سیکشن میں کام کرنے والے کلرک صادق کا گھر ہے۔ وہ  
لا بھری ی سے دو روز کی چھٹی پر ہے۔ تم جا کر معلوم کرو اگر وہ گھر  
ہو تو اسے یہاں لے آؤ لیکن خیال رکھنا اسے اس انداز میں لے  
آتا ہے کہ محلے والے خوفزدہ نہ ہو جائیں اور پتہ چلے کہ پولیس  
یہاں آپنی ہے“..... عمران نے کہا۔

”لیں باس۔ میں سمجھتا ہوں باس“..... جوزف نے جواب دیا۔

”تو جاؤ۔ میں یہاں موجود ہوں“..... عمران نے کہا تو جوزف  
تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے  
بعد اس نے مخصوص کال بیل کی آواز سنی تو وہ اٹھ کر کمرے سے  
باہر نکلا اور چھانک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے چھانک کھولا تو  
باہر جوانا کی کار موجود تھی۔

”ماستر۔ آپ نے چھانک کھولا ہے۔ جوزف کہاں ہے“۔ جوانا  
نے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔ وہ کار سے نیچے اترا ہوا تھا کیونکہ  
اس نے کال بیل بجائی تھی اور پھر عمران کو دیکھ کر کار کی دوسری  
سائیڈ سے ٹائیگر بھی نیچے اتر آیا۔

”وہ بھی تمہاری طرح ایک مشن پر گیا ہوا ہے۔ کار اندر لے  
آؤ“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا۔ ٹھوڑی دیر  
بعد کار اندر آ کر اپنی مخصوص جگہ پر رک گئی جبکہ ٹائیگر نے چھانک  
بند کر دیا اور پھر عمران کی طرف مڑ گیا جبکہ اس دوران جوانا کار

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

روک کر نیچے اتر اور پھر اس نے کار کا عقبی دروازہ کھول کر اندر بے ہوش پڑے ہوئے ایک بھاری جسم کے آدمی کو گھسیت کر باہر نکالا اور اسے کاندھے پر ڈال کر کار کا دروازہ بند کر دیا۔

”اسے بھی کسی پر جکڑ دو۔ ابھی ایک اور آدمی آجائے پھر تینوں سے اکٹھی بات چیت ہو گی“..... عمران نے کہا۔

”لیں ماشر“..... جوانا نے کہا اور عمارت کی طرف بڑھ گیا۔

”کچھ زیادہ پرندے تو نہیں اڑا دیئے جوانا نے“..... عمران نے مائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں بس۔ ہم نے پہلے رہائش گاہ میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی اور پھر عقبی طرف سے اندر جا کر اسے بے ہوشی کے عالم میں اٹھا کر عقبی طرف سے باہر نکال کر کار میں ڈالا اور پھر سیدھے یہاں لے آئے“..... مائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چلو اچھا ہوا۔ قتل و غارت سے بچت ہو گئی“..... عمران نے کہا۔

”وہاں کلب سے اسے اٹھانا پڑتا تو وہاں لازماً گڑ بڑ ہوتی“..... مائیگر نے جواب دیا۔

”ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ آؤ“..... عمران نے بھی عمارت کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”باس۔ اس ساری کارروائی کا بنیادی مقصد کیا ہے۔ میری سمجھ

میں یہ نہیں آسکا“..... مائیگر نے قدرے جھجکتے ہوئے کہا۔  
”کس کارروائی کی بات کر رہے ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”اس مخطوطے میں آپ کی کیا دلچسپی ہے۔ اگر صرف اتنی دلچسپی ہے کہ وہ نادر مخطوطہ ہے تو وہ واپس مل چکا ہے“..... مائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم نے اس پر غور کیا ہے کہ ایک مخطوطے کو نوادرات سیکشنس سے چوری کرنے کے لئے کراون نے ایک بدمعاش کو مامور کیا اور اس بدمعاش نے اس لکر صادق کو دس ہزار روپے دے کر مخطوطہ حاصل کر لیا۔ تم سوچو کہ کراون کو کیا کام ہو سکتا ہے اس مخطوطے سے“..... عمران نے کہا۔

”باس۔ اس کا تو کوئی تعلق نہیں ہو سکتا کتابوں یا مخطوطوں سے۔ اس کی خدمات کسی نے ہائز کی ہوں گی“..... مائیگر نے کہا۔

”اس کام کے لئے ایک گینسٹر کی خدمات حاصل کرنے کا کیا مطلب ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کے پیچھے کوئی ایسا جرم موجود ہے جس تک ہم ابھی تک نہیں پہنچ رہے جبکہ اس کارروائی کے ذریعے میں کوشش کر رہا ہوں کہ اس جرم تک پہنچ سکوں“۔  
عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے اسے راذز میں جکڑ دیا ہے ماشر“..... جوانا نے ان کی طرف آتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”ٹھیک ہے۔ تم باہر کو۔ جوزف ابھی واپس آئے گا۔“ عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

”لیں ماسٹر۔“..... جوانا نے کہا اور پھانک کی طرف بڑھ گیا۔

”آپ کا کیا خیال ہے کہ اس مخطوطے کی چوری اور پھر اس کی واپسی کے پیچھے کیا جرم ہو سکتا ہے۔“..... ٹائیگر نے کہا۔

”تم نے وہ مخطوطہ دیکھا ہے یا پڑھا ہے۔“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں باس۔ میں نے تو صرف آپ سے اس کے بارے میں سنایا ہے۔“..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”یہ مخطوطہ شمالی پہاڑی علاقے راج گڑھ کے بارے میں قدیم ترین دستاویز ہے۔ اس دور سے لے کر اب تک وہاں انتہائی گھنا جنگل ہے۔ مخطوطے کے مطابق قدیم دور میں راج مندر نامی کوئی بڑا مندر تھا جو اب ناپید ہو چکا ہے۔ اس مخطوطے میں ہاتھ سے بنایا ہوا ایک نقشہ بھی ہے جس کے ایک حصے پر دائرے کی صورت میں سرخ رنگ بھرا ہوا ہے اور بس۔“..... عمران نے کہا۔

”اس سے کیا ثابت ہوا باس۔“..... ٹائیگر نے حیرت بھرے لجھ میں کہا۔

”مجھے کیا معلوم۔ یہی تو میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران بات بدل گیا ہے اور پھر وہ بلیک روم میں جا کر بیٹھے ہی تھے کہ باہر سے کار کی آواز سنائی دی اور عمران

سمجھ گیا کہ جوزف، صادق کو لے آیا ہو گا۔ تھوڑی دیر بعد جوزف کا ندھر پر ایک آدمی کو لادے اندر داخل ہوا۔

”اے بھی ساتھ والی کری پر جکڑ دو۔“..... عمران نے کہا تو جوزف نے کا ندھر پر لدے ہوئے بے ہوش آدمی کو تیسری کری پر ڈال کر عقب میں جا کر بیٹھن پر لیں کر کے راذز میں جکڑ دیا۔ جوانا بھی ساتھ ہی اندر آیا تھا۔ وہ عمران کی کری کے پیچھے رک گیا تھا۔

”اے لے آنے میں زیادہ مار پیٹ تو نہیں کرنا پڑی۔“..... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”نہیں باس۔ میں نے اے بتایا کہ جیکب نے مجھے بھیجا ہے۔ اس نے تمہارے لئے کام تلاش کیا ہے۔ نقد پچاس ہزار کا، ویسا ہی کام ہے جیسا پہلے تم نے لا بیربری میں کیا ہے تو وہ بے حد خوش ہوا اور میرے ساتھ کار میں بیٹھ گیا اور پھر کنپٹی پر پڑنے والی مڑی ہوئی انگلی کا ایک ہی مکھ کھا کر وہ بے ہوش ہو گیا اور اب تک بے ہوش ہے۔“..... جوزف نے جواب دیا۔

”ویری گذ۔ تم تو مجھ سے بھی زیادہ بڑے جاسوس ہو گئے ہو۔ میں کہا۔

”یہ بات تو میرے ذہن میں بھی نہ تھی۔“..... عمران نے کہا۔

”میں تو آپ کا غلام ہوں باس۔“..... جوزف نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

”جوانا۔ اس کراون کو ہوش میں لے آؤ۔“..... عمران نے جوانا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں ماشر“..... جوانا نے جواب دیا اور کمرے کے کونے میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک لمبی گردن والی بوتل نکالی اور الماری بند کر کے واپس مڑا۔

”کراون تم سے واقف تو نہیں ہے“..... عمران نے ٹائیگر سے

”لیں باس“..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”تو پھر تم جا کر ماسک میک اپ کر آؤ“..... عمران نے کہا۔

”تو کیا آپ اسے زندہ واپس بھیج دیں گے“..... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے حیرت بھرے لبجے میں کہا۔

”اگر پس منظر میں کوئی ایسا جرم سامنے نہ آیا جو ملک و قوم کے خلاف نہ ہو تو اسے واپس بھجوانا ہی پڑے گا“..... عمران نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا مڑ کر یہ رونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ جوانا نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور آگے بڑھ کر کراون کی ناک سے بوتل کا دہانہ لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹا لی۔ اس کا ڈھکن بند کیا اور جیب میں ڈال کر عمران کی کرسی کے عقب میں کھڑا ہو گیا۔

چند لمحوں بعد کراون ہوش میں آگیا اور ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے راڑز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسم اکرہی رہ گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔ اس نے گردن موڑی اور ساتھ ہی راڑز

میں جکڑے ہوئے بے ہوش جیکب کو دیکھ کر وہ ایک بار پھر چونک پڑا۔

”کون ہوتم اور یہ سب کیا ہے۔ جیکب بھی یہاں ہے اور میں بھی۔ یہ سب کیا ہے“..... کراون نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”تمہارا نام کراون ہے اور تم کراون کلب کے مالک اور منیر مخاطب ہو کر کہا۔“  
”تمہارا نام کراون ہے اور تم کراون کلب کے ذریعے سنٹرل نیشنل لا بھریری کے نوادرات سیکشن سے راج گڑھ کے بارے میں ایک مخطوطہ چوری کرایا اور یہ چوری اس نے اس تیرے آدمی صادق کے ساتھ مل کر کی اور پھر تم نے یہ مخطوطہ واپس کر دیا۔“  
عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”یہ سب تم کیا کہہ رہے ہو۔ میرا کسی مخطوطے یا لا بھریری سے کیا تعلق“..... کراون نے حیرت بھرے لبجے میں کہا۔

”اس بات کا جواب تم نے دینا ہے کہ تم نے یہ کام کس کے کہنے پر کیا۔ پوری تفصیل بتاؤ گے ورنہ یہ میرے پیچھے کھڑے دو دیو تم نے دیکھ لئے ہوں گے۔ یہ تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ کر تمہاری لاش بر قی بھٹی میں ڈال کر جلا دیں گے اور کراون کا جیتا جا گتا وجود ہمیشہ کے لئے اس دنیا سے غائب ہو جائے گا اور دوسری صورت میں تمہیں زندہ اور صحیح سلامت یہاں سے واپس بھجوایا جا سکتا ہے“..... عمران نے سرد لبجے میں کہا۔

”جب میں اس بارے میں کچھ جانتا ہی نہیں تو بتاؤ کیا“۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”ٹھیک ہے۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا اور میں بچ ہی بولوں گا۔“..... کراون نے کہا۔

”تو پھر خود ہی سب کچھ تفصیل سے بتا دو کہ تم نے کس کے کہنے پر یہ مخطوطہ لاہبری سے چوری کرایا ہے اور پھر کیوں اسے واپس رکھوا دیا گیا۔“..... عمران نے کہا۔

”میرا تعلق ایکریمیا سے ہے۔ میں وہاں کافی طویل عرصہ رہا ہوں۔ وہاں ایک سرکاری انجمنی ہے جس کا نام کراوز ہے۔ کراوز کا ہیڈ میرا دوست رہا ہے۔ میں اب بھی جب ایکریمیا جاتا ہوں تو اس سے فون پر بات ہو جاتی ہے۔ اس نے مجھے یہاں فون کر کے کہا کہ اس کے دو ایجنت جن میں ایک مرد اور دوسری عورت ہے، مرد کا نام جارج اور عورت کا نام ریٹا ہے کسی مشن کے سلسلے میں پاکیشیا آرہے ہیں۔ اگر وہ مجھ سے رابطہ کریں تو میں ان کے لئے کام کروں۔ مجھے میری توقع سے بھی بڑھ کر معاوضہ دیا جائے گا اور اس کے ساتھ ہی پاکیشیا میں میرے پینک اکاؤنٹ میں بطور ایڈوانس دس لاکھ ڈالر جمع کرادیے گئے۔ پھر مجھ سے جارج نے رابطہ کیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ اسے سنترل نیشنل لاہبری سی میں سے ایک ہاتھ سے لکھی ہوئی کتاب چاہئے لیکن وہ خود وہاں نہیں جانا چاہتا۔ کتاب کی تفصیل اس نے مجھے دے دی۔ میں نے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ وہاں باقاعدہ سیکیور نصب ہے اور اس کی موجودگی میں کوئی کتاب چوری نہیں کی جا سکتی تو میں نے پہنچ جاؤ گے۔“..... عمران نے کہا۔

کراون نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جوانا۔“..... عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں ماسٹر۔“..... جوانا نے جواب دیا۔

”کراون کی ایک آنکھ نکال دو۔“..... عمران نے سرد لبجے میں کہا۔

”لیں ماسٹر۔“..... جوانا نے جواب دیا اور پھر بڑے جارحانہ انداز میں کراون کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ تم واقعی مجھے انداھا کر دو گے۔ رک آنے والے سفاک تاثرات دیکھ کر حلق کے بل چینتے ہوئے کہا۔

”وہیں رک جاؤ جوانا۔ یہ جیسے ہی جھوٹ بولے گا میں تمہیں اشارہ کر دوں گا اور تم اس کی آنکھ نکال دینا۔ دوسری بار جھوٹ بولے گا تو دوسری آنکھ۔ اس کے بعد ہاتھوں، نانگوں اور آخر میں جسم کی تمام ہڈیاں باری باری توڑ دینا۔“..... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”میں بچ بتا دوں گا لیکن وعدہ کرو کہ مجھے زندہ واپس بھیج دو گے۔“..... کراون نے کہا۔

”اگر تم نے ملک و قوم کے خلاف کوئی جرم نہیں کیا اور تم بچ بولو گے تو وعدہ رہا کہ تم زندہ سلامت اور درست حالت میں اپنے کلب پہنچ جاؤ گے۔“..... عمران نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اپنے اس خاص آدمی جیکب کو جو ساتھ دالی کری پر بے ہوش پڑا ہوا ہے یہ ٹاسک دیا اور جیکب نے کامیابی سے یہ ٹاسک مکمل کر لیا۔ میں نے وہ کتاب جارج کو دے دی۔ پھر دو روز بعد جارج نے یہ کتاب مجھے واپس کر دی کہ میں اسے خفیہ طور پر واپس لاہبری میں پہنچا دوں۔ میں نے جب اس کی واپسی پر حیرت کا اظہار کیا تو اس نے بتایا کہ اسے اطلاع ملی ہے کہ اس کتاب کی چوری پر اٹھی جس کو مامور کیا گیا ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ اٹھی جس والے اس کتاب کی وجہ سے ہمارے پیچھے لگ چاہیں۔ میں نے کتاب کی واپسی کا ٹاسک بھی جیکب کو دے دیا اور جیکب نے لاہبری کے گلر کو معمولی رقم دے کر اسے واپس رکھوا دیا۔ کراون نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ جارج اور ریٹا اب کہاں ہیں؟“..... عمران نے پوچھا۔

”میں نے انہیں ایک رہائش کا لوگی میں اپنی کوٹھی دی تھی لیکن کل ہی مجھے اطلاع ملی ہے کہ جب میرا آدمی مارکیٹ گیا ہوا تھا تو وہ دونوں اچانک بغیر کسی اطلاع کے کوٹھی چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ وہ اپنا سامان بھی لے گئے ہیں۔ میرے آدمی نے واپسی پر جب مجھے اطلاع دی تو میں بے حد حیران ہوا کیونکہ ایسی کوئی بات سامنے نہ آئی تھی کہ وہ اس طرح کوٹھی چھوڑ کر چلے جاتے۔ میں نے اپنے آدمی سے کہا کہ وہ ٹیکسی والوں سے ان دونوں کے حلیئے بتا کر معلومات حاصل کرے اور پھر اس نے ایک ٹیکسی ڈرائیور کو نریں کر

لیا جو ان دونوں کو یہاں سے لے گیا تھا۔ اس نے بتایا کہ یہ دونوں میں مارکیٹ کے پہلے شاپ پر ڈریپ ہو گئے تھے۔ ..... کراون نے جواب دیا۔ اس کا انداز اور لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے درست کہہ رہا ہے۔

”تمہیں انہوں نے بتایا تھا کہ وہ اس کتاب کو کیوں چوری کر رہے ہیں۔ ان کا اس سے کیا تعلق ہے؟“..... عمران نے کہا۔

”میں نے خود ان سے پوچھا تھا تو انہوں نے کہا کہ ان کا تعلق ایکریسا کی ایک یونیورسٹی سے ہے اور وہ قدیم تاریخ کے پروفیسر ہیں اور یہ کتاب پاکیشیا کے کسی پرانے علاقے میں قدیم مندر کے بارے میں ہے جواب ناپید ہو چکا ہے۔“..... کراون نے کہا۔

”اگر ایسی بات ہوتی تو کراوز ایجنٹی تھمہیں کیوں ہار کرتی اور تمہارے اکاؤنٹ میں بطور ایڈوانس بھاری رقم کیوں جمع کرتی؟“..... عمران نے کہا۔

”یہ بات میں نے ان سے کی تھی تو جارج نے کہا کہ کراوز کا چیف ان کا ذاتی دوست ہے اور جارج نے اس سے پاکیشیا میں رہائش گاہ اور دوسری سہولیات مہیا کرنے کے لئے کسی پارٹی کی نشاندہی کی درخواست کی تھی،“..... کراون نے کہا۔

”ان دونوں کے حلیئے بتاؤ،“..... عمران نے کہا تو کراون نے تفصیل سے حلیئے بتا دیئے اور ساتھ ہی قدوقامت کی تفصیل بھی بتا دی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”ٹھیک ہے۔ تم نے چونکہ سچ بولا ہے اس لئے میں تمہیں زندہ سلامت واپس بھجو رہا ہوں لیکن ایک بات بتا دوں کہ اگر تم نے آئندہ اس گروپ کی مدد کی تو پھر تمہیں موت کی سزا بھگتنا پڑے گی کیونکہ اس ساری کارروائی کے پیچھے بہر حال ایکریمیا کی کوئی سازش ہے جسے ہم جلد ہی ٹریں کر لیں گے۔“..... عمران نے کہا۔

”میں خیال رکھوں گا اور تمہارا شکریہ۔“..... کراون نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

”اسے ہاف آف کر دو جوانا۔“..... عمران نے کہا تو کراون کے قریب کھڑے جوانا کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور کمرہ کراون کے حلق سے نکلنے والی بے ساختہ چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کے ساتھ ہی جوانا کا بازو دوسری بار گھوما اور اس بار کراون کے حلق سے ادھوری اسی چیخ نکلی اور اس کی گردن ڈھلک گئی۔

”ان سب کو اٹھا کر یہاں سے دور کسی دیوار نے میں پھینک آؤ۔“..... عمران نے جوزف اور جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”لیکن ماشر۔ اس آدمی کو تو ہوش میں نہیں لایا گیا۔“..... جوانا نے صادق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جسے جوزف اٹھا کر لایا تھا۔

”اسے حفظ ماقبل کے طور پر لایا گیا تھا لیکن اس کو ہوش میں لانے کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔“..... عمران نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جیسے ہی وہ کمرے سے باہر آیا ایک

سائیڈ سے ٹائیگر آ گیا۔

”اس نے کیا بتایا ہے باس۔“..... ٹائیگر نے پوچھا۔

”ایک ایکریمین جارج کے بارے میں بتایا ہے کہ اس نے ہاتھ سے لکھی ہوئی یہ کتاب چوری کرائی تھی۔ اس کا تعلق ایکریمیا کی کسی سرکاری تنظیم کراوز سے ہے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر تو لازمی بات ہے کہ اس کے پیچھے کوئی بڑا مشن ہے ان لوگوں کا۔“..... ٹائیگر نے عمران کے ساتھ ساتھ پارکنگ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جہاں ان دونوں کی کاریں موجود تھیں۔

”یہ ایک جوڑا ہے۔ مرد کا نام جارج بتایا گیا ہے جبکہ عورت کا نام ریٹا ہے اور کراون نے یہ بھی بتایا ہے کہ انہوں نے اسے بتائے بغیر اس کی دی ہوئی کوٹھی چھوڑ دی ہے اور ٹیکسی میں بیٹھ کر میں مارکیٹ چلے گئے۔ اب تم نے ان کا آگے سراغ لگانا ہے۔“..... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے کوٹھی کا ایڈریس بھی بتا دیا جو کراون نے اسے بتایا تھا۔

”ان کا حلیہ کیا ہے باس۔“..... ٹائیگر نے کہا۔

”کس کا حلیہ۔ مرد کا یا عورت کا۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ان میں سے جو اپر ہینڈ یعنی بالا دست ہے۔“..... ٹائیگر نے سنجیدہ لمحے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”اچھا۔ اب تمہیں بھی توقع ہے کہ کسی جوڑے میں اپر ہینڈ مرد بھی ہو سکتا ہے۔“..... عمران نے کہا تو اس بار ٹائیگر بے اختیار نہ پڑا اور پھر عمران نے اسے جارج کا حلیہ اور قدوقامت کی تفصیل بتا دی کیونکہ کراون کی ملاقات اس جارج سے ہی ہوئی تھی۔

”باس۔ اس عورت کا حلیہ معلوم نہیں ہو سکا۔“..... ٹائیگر نے قدرے حیرت بھرے لبھے میں کہا۔

”کراون سے اس کی ملاقات نہیں ہو سکی اس لئے وہ تو اس کا حلیہ نہیں بتا سکا لیکن جس کوٹھی کا میں نے حوالہ دیا ہے وہاں کراون کا آدمی مستقل موجود ہے۔ وہ تمہیں اس عورت کا حلیہ اور قدوقامت کے بارے میں تفصیل بتا سکے گا۔“..... عمران نے کہا۔

”لیں باس۔“..... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور عمران اپنی کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

رشید سلیمان اپنے مخصوص کمرے میں داخل ہوا جہاں بیٹھ کر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر کام کرتا تھا، اس ہال کمرے میں تین بڑی بڑی میزیں تھیں اور ان تینوں میزوں میں سے ایک میز پر رشید سلیمان بیٹھتا تھا جبکہ دوسری دو میزوں میں سے ایک میز پر انچارج ڈاکٹر احمد علی تھا جبکہ دوسرا اس کا ساتھی ڈاکٹر کاشف تھا۔ وہ گزشتہ آٹھ دس سالوں سے اسی طرح اکٹھے کام کرتے چلے آ رہے تھے۔ ان کا کام ملک بھر کے سائنس دانوں کی طرف سے بھجوائے گئے فارمولوں کو ان کی گہرائی میں چیک کرنا، ان کے بارے میں تفصیلی رپورٹ تیار کرنا اور پھر یہ رپورٹیں سرداور کو بھجوادینا تھا پھر ایک ہفتے بعد سرداور انہیں اپنے آفس میں کال کر کے ان کی تیار کردہ رپورٹ پر تفصیل سے تبادلہ خیال کرتے تھے اور پھر ان کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق فائل رپورٹ تیار کرنی ہوتی تھی۔ وہ

سب مل کر کام کرتے تھے اور ایک دوسرے کی مدد بھی کرتے رہتے تھے کیونکہ یہ تینوں ہی اس طرح رہتے تھے جیسے ایک مکان میں رہنے والے افراد ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر احمد علی چونکہ ان سب سے کافی سینئر تھے اس لئے وہ خاصے سنجیدہ اور خشک مزاج آدمی تھے جبکہ ڈاکٹر کاشف، رشید سلیمان کی طرح نوجوان تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ سائنس میں اس کا ذہن برق رفتاری کی بجائے سرد ہی رہا تھا لیکن فطرتاً وہ خوش باش آدمی تھا جبکہ رشید سلیمان دولت اور خوبصورت لڑکیوں کا دلدادہ تھا۔ ایکریمیا کی کسی بھی بڑی لیبارٹری میں کام کرنا اور مستقل ایکریمیا میں سیٹل ہونا اس کا خواب تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے ابھی تک شادی نہیں کی تھی لیکن اسے معلوم تھا کہ وہ جس جگہ کام کرتا ہے یہ جگہ انتہائی حساس ہے اس لئے اس کے گھر کی بھی باقاعدہ نگرانی ہوتی رہتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اپنے گھر میں بگلا بھگت بن کر ہی رہتا تھا تاکہ سرداور کے پاس اس کی ثابت اور اچھی رپورٹ ہی پہنچے اور تھا بھی ایسا ہی۔ سرداور کے خیال کے مطابق اس کا شاف انتہائی ثابت ذہن اور فطرت کا مالک تھا اور وہ اکثر اپنے آدمیوں پر فخر کرتے رہتے تھے۔ اس وقت وقفہ تھا اور رشید سلیمان اور کاشف دونوں کنشین کے ایک کونے میں بیٹھے کافی پینے میں مصروف تھے جبکہ ڈاکٹر احمد علی نے اپنی عادت کے مطابق وہیں کمرے میں ہی کافی منگوائی تھی۔

”کیا بات ہے رشید۔ آج تم بے حد بے چین دکھائی دے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

رہے ہو۔ کوئی خاص بات۔۔۔ ڈاکٹر کاشف نے کافی پینے پینے رشید سلیمان سے کہا تو رشید سلیمان بے اختیار مسکرا دیا۔

”میرا خواب پورا ہونے کا وقت قریب آگیا ہے اس لئے بے چینی سی ہو رہی ہے۔۔۔ رشید سلیمان نے جواب دیا تو کاشف بے اختیار چونکہ پڑا۔

”کیا مطلب۔ کیا شادی کرنے والے ہو۔۔۔ کاشف نے کہا تو رشید سلیمان بے اختیار ہنس پڑا۔

”شادی اور میں کروں گا۔ یہاں کی لڑکیاں بھی کوئی لڑکیاں ہیں۔ سیدھی سادی۔ سر پر دوپٹہ، آنکھیں نیچی، آہستہ بولیں گی، بہت جذباتی ہوئیں تو دوپٹے کا کونہ انگلی کے گرد پیشی رہیں گی۔ لڑکیاں تو ریٹا جیسی ہوتی ہیں۔ خوبصورت نقوش، گورا رنگ، ورزشی جسم، اس پر بے باکی۔ بس کچھ نہ پوچھیں۔۔۔ رشید سلیمان نے اس طرح بات کی جیسے اس کے منہ سے الفاظ خود بخود باہر آ رہے ہوں اور انہیں باہر لانے میں اس کا شعوری طور پر کوئی دخل نہ ہو۔

”کون ہے یہ ریٹا جس پر تم اس طرح دل ہار بیٹھے ہو۔ کیا غیر ملکی ہے۔۔۔ ڈاکٹر کاشف نے حرمت بھرے لبھے میں کہا۔

”ہاں۔ ایکریمیں ہے اور ڈاکٹر کاشف تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ وہ کیسے حسن کی مالک ہے اور پھر اس کی باتیں۔ بس کچھ مزید مطابق وہیں کمرے میں ہی کافی منگوائی تھی۔

”کیا بات ہے رشید۔ آج تم بے حد بے چین دکھائی دے

”لیکن تمہیں معلوم ہے کہ ہم لوگ کسی غیر ملکی سے بغیر خصوصی اجازت کے ملاقات نہیں کر سکتے۔ ہمارا تعلق انتہائی حساس ادارے سے ہے۔“..... ڈاکٹر کاشف نے سنجیدہ لبجھ میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے۔ فکر نہ کرو۔ میں نے کچھ گولیاں نہیں کھلیں۔ سرد اور تک کوئی غلط رپورٹ نہیں پہنچے گی۔“..... رشید سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا انتظام کیا ہے اور یہ ریٹا ہے کون۔ وہ تمہارے ساتھ کیسے لگ گئی۔ کیا وہ کوئی سائنس دان ہے۔“..... ڈاکٹر کاشف نے کہا۔

”ارے نہیں۔ وہ ایکریمیا کی نیشنل یونیورسٹی کے شعبہ قدیم تاریخ کی ریسرچ اسکالر ہے اور اسے یہاں کے شمالی علاقے راج گڑھ کے ایک قدیم مندر پر تھیس لکھنا ہے اس لئے وہ یہاں آئی ہے۔“..... رشید سلیمان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”لیکن تاریخ کے ریسرچ اسکالر سے تمہارا کیا تعلق،“..... ڈاکٹر کاشف نے حیران ہو کر کہا۔

”ہماری ملاقات ایک ہوٹل کی لابی میں ہوئی۔ میں نے اسے پریشان دیکھا تو مجھ سے رہانہ گیا اور میں نے اس سے پریشانی کی وجہ پوچھی تو اس نے مجھے ٹالنے کی کوشش کی لیکن تمہیں تو معلوم ہے کہ جو لڑکی مجھے پسند آجائے اسے میں آسانی سے جانے نہیں دیا کرتا۔ چنانچہ باقی شروع رہیں تو وہ کھل گئی۔ اس نے وہی بات کر دی جو میں نے تمہیں سنائی ہے اور میں نے اس کی مدد کرنے کا

وعدہ کر لیا۔“..... رشید سلیمان نے کہا۔  
”مدد کا وعدہ۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ تم کیا جانتے ہو اس مندر کے بارے میں۔“..... ڈاکٹر کاشف نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”میں تو کچھ نہیں جانتا لیکن ایک بات میں جانتا ہوں کہ راج گڑھ دو ہیں اور دونوں شمالی علاقہ میں ہیں۔ مقامی زبان میں ایک کو سوراج گڑھ اور دوسرے کو راج گڑھ کہا جاتا ہے۔ دونوں جگہوں پر قدیم دور کے مندر تھے۔ ایک مندر کو سوراج مندر اور دوسرے کو راج مندر کہا جاتا تھا۔ دونوں علاقوں ایک دوسرے سے دور ہیں۔ اب یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ راج گڑھ میں جو مندر تھا اس کے نیچے تہہ خانوں میں ان دونوں ایک اہم لیبارٹری کام کر رہی ہے لیکن سوراج گڑھ میں جو مندر تھا اس کے تہہ خانے بھی زیر زمین موجود ہیں لیکن چونکہ یہ بہت چھوٹے تھے اس لئے یہ دیسے ہی خالی پڑے ہوئے ہیں اور دونوں کی فائلیں پیش شور میں موجود ہیں کیونکہ حکومت نے دونوں کا تفصیلی سروے کرایا تھا۔ پھر راج گڑھ میں لیبارٹری بنا دی گئی جبکہ سوراج گڑھ میں لیبارٹری بن ہی نہ سکتی تھی۔ اگر تم سوراج گڑھ والی فائل مجھے دے دو جو دیسے ہی بے کار ہے تو میں اس کی فوٹو کاپی کر کے فائل تمہیں واپس کر دوں گا اور پھر یہ کاپی ریٹا کو دے کر میں اس کی محبت حاصل کر لوں گا۔ اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔“..... رشید سلیمان نے بڑے منت بھرے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

لنجے میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ سوراج گڑھ میں کچھ نہیں ہے اور وہ فائل بھی بے کار ہے لیکن اسے سورج سے باہر نکالنے کے لئے سرداور کی منظوری ضروری ہے اور انہیں یہ محبت بھری کہانی تو سنائی نہیں جاسکتی جو تم نے مجھے سنائی ہے اور دوسری بات یہ کہ انہوں نے فوراً پوچھنا ہے کہ اس بے کار فائل کو سورج سے نکالنے کی کیوں ضرورت پڑی ہے۔ تم جانتے تو ہو کہ وہ انتہائی دہمی آدمی ہیں“..... ڈاکٹر کا شف نے کہا۔

”ہا۔ مجھے معلوم ہے۔ مجھے بھی ان کے ساتھ کام کرتے ہوئے کافی عرصہ ہو گیا ہے۔ تم ایسا کرو کہ راج گڑھ فائل کی منظوری لے کر سوراج گڑھ کی فائل مجھے دے دو۔ میں کاپی کر کر واپس کر دوں گا اور پھر تم اسے واپس رکھ دینا“..... رشید سلیمان نے کہا۔

”ہا۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ راج گڑھ فائل تو کئی بار سورج سے نکالی جاتی رہی ہے اور اس کے نکالنے پر سرداور بھی اعتراض نہیں کریں گے لیکن کمپیوٹر میں درج کرنے کے لئے اس کو نکالا تو بہر حال جائے گا“..... ڈاکٹر کا شف نے کہا۔

”تو کیا ہوا۔ دونوں کو اکٹھا جوڑ کر نکال لینا۔ پھر اسی طرح واپس رکھ دینا“..... رشید سلیمان نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تمہارے لئے یہ کام میں کر دوں گا لیکن آج نہیں

کل“..... ڈاکٹر کا شف نے کہا۔

”کل کیوں۔ آج کیوں نہیں“..... رشید سلیمان نے چونک کر کہا۔

”ارے۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے اور ویسے بھی یہ غیر قانونی کام ہے۔ مجھے سوچنے کے لئے وقت بھی چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ میرا سارا کیریئر ہی تباہ ہو جائے۔ تم جانتے ہو سرداور کو۔ معافی کا خانہ تو ان کے پاس ہے ہی نہیں“..... ڈاکٹر کا شف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم اس پر سوچنے کی بجائے اس بات پر سوچو کہ تم فراشو گینگ کے بیس لاکھ روپے کیسے اور کب ادا کر سکو گے“..... رشید سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر کا شف بے اختیار چونک پڑا۔ ”تمہیں کیسے معلوم ہوا یہ سب“..... ڈاکٹر کا شف نے حیرت بھرے لنجے میں کہا۔

”وہ میرے ذریعے سرداور تک پیغام پہنچانا چاہتا تھا لیکن میں نکالی جاتی رہی ہے اور اس کے نکالنے پر سرداور بھی اعتراض نہیں کریں گے لیکن کمپیوٹر میں درج کرنے کے لئے اس کو نکالا تو بہر حال جائے گا“..... ڈاکٹر کا شف نے کہا۔

”تو کیا ہوا۔ دونوں کو اکٹھا جوڑ کر نکال لینا۔ پھر اسی طرح واپس رکھ دینا“..... رشید سلیمان نے کہا۔

”اوہ۔ بے حد شکر یہ دوست۔ تم نے واقعی مجھے بچا لیا ہے۔ کاش میں جواء نہ کھیلتا۔ اب تو بہر حال پھنس گیا ہوں“..... ڈاکٹر

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”اسے اس ریسرچ پر لاکھوں ڈالر میں گے اور اس پر اخراجات کے لئے بھی علیحدہ ہزاروں ڈالر میں چکے ہیں اور ہماری کارروائی سے اس کا تحسیز مکمل ہو جائے گا۔ وہ تو انتہائی شکریہ کے ساتھ یہ معمولی رقم دے دے گی لیکن ایک بات ہے کہ اسے یہ نقل مہیا کر دی جائے تاکہ وہ یہ تو نہ سمجھے کہ اسے غیر ملکی سمجھ کر لوٹا جا رہا ہے۔“.....رشید سلیمان نے کہا۔

”اوہ۔ تمہاری بات ہے تو قرین قیاس۔ ٹھیک ہے۔ میں جا کر سرداور سے اجازت لیتا ہوں۔ پھر تم اسے اپنے کاپیٹر پر نقل کر لینا اور میں اسے واپس رکھ دوں گا۔“.....ڈاکٹر کاشف نے آمادہ ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں کنسٹین سے اٹھ کر واپس اپنے کمرے میں آئے تو ڈاکٹر احمد علی وہاں موجود تھے۔

”آج تم دونوں نے بہت وقت کنسٹین میں ضائع کر دیا ہے۔ اگر سرداور کا ل کر لیتے تو معاملہ بگڑ بھی سکتا تھا۔“.....ڈاکٹر احمد علی نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بس ایسے ہی ایک پرانا قصہ چھڑ گیا تھا۔“.....رشید سلیمان نے کہا اور پھر وہ دونوں اپنی اپنی میزوں پر جا کر بیٹھ گئے۔ ڈاکٹر کاشف نے الیکٹرونک ٹائپ مشین پر کاغذ چڑھایا اور پھر اس کے ہاتھ تیزی سے کی بورڈ پر چلنے لگے۔ چند لمحوں بعد اس نے کاغذ اتارا۔ دراز سے ایک فائل نکال کر اس نے کاغذ کو فائل میں رکھا اور اٹھ کر وہ ایک سائیڈ پر موجود دیوار کے سامنے رکھی ہوئی الماری ہے۔“.....ڈاکٹر کاشف نے کہا۔

کاشف نے کہا۔ ”ایک حل ہے میرے پاس۔“.....رشید سلیمان نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”حل۔ کیسا حل۔“.....ڈاکٹر کاشف نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”تمہیں بیس لاکھ روپے مل سکتے ہیں اگر میں چاہوں۔“.....رشید سلیمان نے کہا تو ڈاکٹر کاشف اسے اس انداز میں دیکھنے لگا جیسے اس نے کوئی احتمانہ بات کر دی ہو۔

”میں لاکھ مل سکتے ہیں۔ کون دے گا اتنی بڑی رقم۔“.....ڈاکٹر کاشف نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”یہ پاکیشیائی روپے ہیں۔ یہ اتنی بڑی رقم نہیں ہے۔ اگر اسے ایکریمین ڈالروں میں تبدیل کیا جائے تو یہ چھوٹی سی رقم بنتی ہے اور ریٹا نے مجھے بتایا ہے کہ اسے ریسرچ کے لئے بہت بڑی رقم ڈالروں میں ملتی ہے۔ اگر میں اسے کہہ دوں کہ اس کا کام ہو سکتا ہے۔“.....رشید سلیمان نے بشرطیکہ وہ تھوڑی سی رقم خرچ کرے تو وہ لازماً تیار ہو جائے گی اور تمہارا کام ہو جائے گا۔ تمہارا ادھار اتر جائے گا اور تمہاری عزت حفظ ہو جائے گی۔“.....رشید سلیمان نے کہا۔

”ارے۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ حق ہو گئے ہو۔ مہمان کی مدد کرنے کی بجائے اس سے رقم طلب کی جائے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“.....ڈاکٹر کاشف نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”تم دونوں فالمیں اٹھا لاؤ تاکہ ہم جلدی فارغ ہو جائیں۔“  
 رشید سلیمان نے بے چین سے لبجے میں کہا تو ڈاکٹر کاشف نے  
 اثبات میں سر ہلا دیا اور ایک فولادی دروازے کی طرف بڑھ گیا  
 جس پر سرخ رنگ کا بلب مستقل طور پر جل رہا تھا۔ یہ پیش شور کا  
 دروازہ تھا اور اس کا کوڈ روزانہ بدل دیا جاتا تھا اور یہ کوڈ سرد اور  
 بدلتے تھے اس لئے اسے کھولنے کے لئے ان سے اجازت لینا پڑتی  
 تھی اور اس اجازت کے ساتھ ہی وہ اس روز کا کوڈ بھی درج کر  
 دیتے تھے اور یہی کوڈ دروازے پر موجود ہٹنوں کو پرلیس کر کے اسے  
 کھولا جاسکتا تھا۔ اس بار بھی سرد اور کوہنجی گئی درخواست پر سرد اور  
 کے دستخطوں کے نیچے کوڈ درج تھا اور کاشف اٹھ کر اس دروازے  
 کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کوڈ پرلیس کیا تو اپر جلتا ہوا سرخ رنگ  
 کا بلب بجھ گیا تو اس نے ایک بار پھر کوڈ پرلیس کیا اور پھر  
 دروازے کو دھکیلنا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور ڈاکٹر کاشف اندر داخل  
 ہو گیا۔ اندر کمپیوٹر سینگ تھی۔ غلط آدمی اندر داخل ہی نہ ہو سکتا تھا  
 کیونکہ غلط آدمی کے اندر داخل ہونے پر فوراً الارم نج اٹھتا تھا اور  
 دروازہ خود بند ہو جاتا تھا لیکن ڈاکٹر کاشف اس شور کا انچارج  
 تھا اور یہ شور ایک بڑے ہال پر مشتمل تھا جس میں بے شمار فولادی  
 الماریاں دیواروں کے ساتھ موجود تھیں۔ ڈاکٹر کاشف اس مطلوبہ  
 الماری کی طرف بڑھ گیا جس میں دونوں فالمیں موجود تھیں۔ اس  
 نے الماری پر موجود ہٹنوں کو اس کے کوڈ کے مطابق دبایا تو الماری  
 سامنے کتے بہانے بنانے پڑتے۔..... ڈاکٹر کاشف نے کہا۔

کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کا اوپر والا حصہ کھولا اور فائل  
 اندر رکھ کر اس نے الماری بند کر کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پرلیس کر  
 دیا۔ ہلکی سی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی  
 تو ڈاکٹر کاشف واپس آ کر اپنی میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر بیٹھے  
 تھوڑی دیر بعد الماری میں سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو  
 ڈاکٹر کاشف اٹھا اور اس نے جا کر الماری کھولی اور اس میں موجود  
 وہی فائل اٹھا کر الماری بند کر دی اور پھر اپنی میز پر آ کر اس نے  
 فائل کھولی تو اس کے چہرے پر سرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔  
 اسی لمجھے ڈاکٹر احمد علی اٹھ کھڑے ہوئے۔  
 ”کیا ہوا ہے؟..... ڈاکٹر کاشف نے حیرت بھرے لبجے میں  
 پوچھا۔

”میں نے باقی وقت کی چھٹی سرد اور سے لے لی ہے۔ میری  
 بیٹی اپنے شوہر کے ساتھ آ رہی ہے۔ میں نے انہیں ایئر پورٹ پر  
 رسیو کرنا ہے۔ گذ بائی۔ کل ملاقات ہو گی،..... ڈاکٹر احمد علی نے کہا  
 تو ان دونوں نے گذ بائی کہا اور ڈاکٹر احمد علی سر ہلاتے ہوئے  
 مڑے اور کمرے سے باہر چلے گئے۔

”قسمت ہمارے ساتھ ہے رشید۔ سرد اور نے بھی اجازت دے  
 دی ہے اور ڈاکٹر احمد علی جیسا آدمی جو ایک منٹ کی چھٹی کرنے کا  
 قائل نہیں ہے وہ بھی چھٹی پر چلا گیا ہے ورنہ نجانے اس کے  
 سامنے کتے بہانے بنانے پڑتے۔..... ڈاکٹر کاشف نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

فائل میں صرف آٹھ صفحات تھے اس لئے جیسے ہی یہ آٹھ صفحات کی کاپی تیار ہوئی رشید سلیمان نے فائل اٹھا کر واپس اس جگہ پر رکھ دی جہاں ڈاکٹر کاشف نے رکھی تھی اور نقول کو اٹھا کر اس نے اپنے کوٹ کی اندر ورنی جیب میں رکھ کر اس نے سوراج گڑھ والی فائل اٹھا کر اس کی نقول تیار کرنا شروع کر دیں۔

”کیا ہوا۔ بن گئی نقول،..... اسی لمحے ڈاکٹر کاشف نے واش روم سے واپس آتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہ دیکھو۔ چھ تو صفحے ہیں سارے،..... رشید سلیمان نے سکرین پر اوکے کے الفاظ ابھر آئے اور مشین آف ہو گئی۔ ڈاکٹر کاشف نے دونوں فائلیں اٹھائیں اور واپس مڑا اور باہر آ کر اس پڑی تھی اور پھر اس نے دونوں فائلیں اٹھائیں۔

”میں انہیں واپس رکھ آؤں،..... ڈاکٹر کاشف نے کہا اور رشید سلیمان کے سر ہلانے پر وہ اس فولادی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

کھل گئی۔ الماری کے چار خانے تھے اور ہر خانے میں ایک ایک فائل موجود تھی۔ ڈاکٹر کاشف نے نچلے خانے اور اس کے اوپر والے خانے کی فائلیں اٹھا کر انہیں دیکھا اور پھر سب سے نچلے خانے کی فائل کو اوپر والے خانے کی فائل کے ساتھ اس انداز میں رکھا کہ دونوں کے درمیان معمولی سافر قبھی محسوس نہ ہوا اور پھر الماری بند کر کے اس نے دونوں فائلوں کو ایک بڑی مشین کے خانے میں رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن پریس کیا تو مشین میں سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر اوکے کے الفاظ ابھر آئے اور مشین آف ہو گئی۔ ڈاکٹر کاشف نے دونوں فائلیں اٹھائیں اور واپس مڑا اور باہر آ کر اس نے بڑا فولادی دروازہ بند کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس پر موجود سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔

”لے آئے ہو فائلیں،..... رشید سلیمان نے انتہائی بے چین سے لجھے میں کہا۔

”ہاں۔ یہ لو۔ یہ تمہاری فائل ہے سوراج گڑھ والی اور یہ ہے راج گڑھ والی فائل۔ تم نے سوراج گڑھ والی فائل کی کاپی کرنی ہے۔ ویسے یہ یہیں پڑی ہے۔ تم کاپی کرو میں واش روم سے ہو کر آتا ہوں،..... ڈاکٹر کاشف نے کہا تو رشید سلیمان نے اثبات میں سر ہلاایا اور پھر پہلے اس نے راج گڑھ والی فائل کو کامیکر مشین میں رکھ کر اس نے اس کے ہر صفحے کی کاپی بانا شروع کر دی۔ اس

”کام ایسا ہے کہ اس میں تیرے آدمی کی مداخلت خطرناک ہو سکتی ہے چاہے وہ تیرا کوئی ملازم ہی کیوں نہ ہو۔ آؤ۔“..... ریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں کوٹھی کے سنگ روم میں داخل ہو گئے۔

”تم بیٹھو۔ میں تمہارے لئے شراب لاتی ہوں،“..... ریٹا نے جارج سے کہا اور ایک دروازے سے باہر چلی گئی۔ جارج نے بے اختیار طویل سانس لیا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ جارج بھی میک اپ میں تھا۔ یہ میک اپ ان دونوں نے کراون کی دی ہوئی کوٹھی کو بغیر کوئی اطلاع کے چھوڑتے سے پہلے کیا تھا اور دوسری کوٹھی ریڈ شارکلب کے جیگر نے اسی کالونی میں انہیں دے دی تھی اور پھر چونکہ جیگر نے سائنس دان رشید سلیمان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ دو روز تک اسے ریٹا کے ساتھ ایک علیحدہ کوٹھی میں رہنے کا چانس دے گا اس لئے جب رشید سلیمان نے جیگر کو اطلاع دی کہ وہ فائل حاصل کر چکا ہے تو جیگر نے ریٹا کو اس کالونی کی اس کوٹھی میں پہنچا دیا۔ رشید سلیمان کو بھی یہاں لا یا گیا اور پھر رشید سلیمان کی خواہش پر ہی یہاں ملازم تک نہ رکھا گیا تھا تاکہ کسی پر اس کی یہاں موجودگی کا راز نہ کھل سکے لیکن چونکہ جو فائل رشید سلیمان لے کر آیا تھا وہ صرف کسی لیبارٹری کا اندرولی نقشہ تھا اس لئے وہ فائل ان کے لئے بے کار تھی اور ریٹا نے اپنے مخصوص حربوں کو بروئے کار لاتے ہوئے رشید سلیمان کو اس بات پر آمادہ کر لیا تھا کہ وہ جا کر اس

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

جارج نے کار کوٹھی کے پھانک پر روکی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اس نے ستون پر موجود کال بیل کا بٹن تین بار مخصوص انداز میں پر لیں کیا تو چھوٹا پھانک کھلا اور ریٹا باہر آ گئی۔ وہ اسی میک اپ میں تھی جس میک اپ میں وہ جارج کی دوسری رہائش گاہ سے یہاں شفت ہوئی تھی۔

”میں پھانک کھولتی ہوں۔ تم کار اندر لے آؤ۔“..... ریٹا نے جارج کو دیکھ کر کہا اور واپس مڑ گئی۔ چند لمحوں بعد پھانک کھل گیا اور جارج جو دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا، کار اندر لے گیا۔ کار اس نے پورچ میں روکی اور پھر نیچے اتر رہا تھا کہ ریٹا پھانک بند کر کے واپس اس کی طرف آتی دکھائی دی۔

”کسی ملازم کو یہاں رکھ لینا تھا۔ اکسلی تو تنگ ہوتی ہو گی۔“..... جارج نے ریٹا سے مخاطب ہو کر کہا۔

فائل کی کاپی لے آئے گا جس میں بیرونی راستوں اور نقشوں کے بارے میں تفصیل موجود ہو گی اور رشید سلیمان نے کہا تھا کہ وہ فوری طور پر یہ فائل حاصل کرنے کی کوشش کرے گا اور فائل حاصل کر کے فوراً یہاں آجائے گا اس لئے ریٹا اس کے جانے کے بعد اکیلی یہاں رہ گئی تھی۔ چونکہ کوئی میں ہر طرح کی سہولت موجود تھی اس لئے اسے یہاں اکیلے رہنا کوئی مسئلہ نہ تھا اور پھر ریٹا نے جارج کو فون کر کے اطلاع دی کہ رشید سلیمان کا فون آیا ہے کہ وہ اپنے ایک دوست سائنس دان ڈاکٹر کاشف کے ساتھ آ رہا ہے اس لئے جارج بھی آ جائے۔ چنانچہ اسی وقت وہ یہاں موجود تھا۔ چند لمحوں بعد ریٹا شراب کی بوتل اور دو گلاس ٹرے میں رکھے اندر داخل ہوئی۔ اس نے بوتل اور گلاس میز پر رکھے اور پھر ٹرے کو تپائی پر رکھ کر اس نے بوتل کھوی اور دونوں گلاسوں میں شراب ڈالنے لگی۔

”لو“..... ریٹا نے ایک گلاس جارج کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”تم نے مجھے کیوں کال کیا ہے۔ کیا تمہیں کوئی خطرہ محسوس ہو رہا ہے؟“..... جارج نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

”خطرے سے تو میں اکیلی ہی نمٹ سکتی ہوں۔ میں نے تمہیں اس لئے کال کیا ہے کہ ان کے بارے میں اکیلی میں فیصلہ نہیں کرنا چاہتی تھی،“..... ریٹا نے بھی شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

”کس قسم کا فیصلہ؟“..... جارج نے چونک کر پوچھا۔

”رشید سلیمان نے نئی بات کی ہے۔ اس نے فون پر بتایا ہے کہ جس پیشہ شور میں فائلیں موجود ہیں اس کا انچارج ڈاکٹر کاشف ہے اور ڈاکٹر کاشف کی مرضی کے بغیر وہاں سے فائل حاصل نہیں کی جاسکتی اور راج گڑھ لیبارٹری کی اصل فائل پیشہ شور میں ہی ہے لیکن ڈاکٹر کاشف سے اگر وہ براہ راست اس فائل کی بات کرتا تو وہ کبھی اس فائل کو نقل کرنے کی اجازت نہ دیتا۔ چنانچہ اسے چکر دیا گیا کہ نقل ایک اور ناکارہ فائل کی کرنی ہے لیکن چونکہ راج گڑھ فائل کے بغیر وہ ناکارہ فائل بھی باہر نہیں لائی جاسکتی اس لئے دونوں فائلیں باہر لائی جائیں اور پھر ناکارہ فائل جسے سوراج مندر کی فائل لہا جاتا ہے اور نقل بھی اسی سوراج مندر والی فائل کی کی جائے گی اور وہ اس چکر میں آ گیا اور اس طرح دونوں فائلیں باہر آ گئیں اور رشید سلیمان نے خفیہ طور پر راج گڑھ لیبارٹری کی فائل کی بھی نقول کر لیں اور بظاہر سوراج گڑھ مندر والی فائل کی نقل بھی کر لی اور پھر ڈاکٹر کاشف نے دونوں فائلیں واپس پیشہ شور میں رکھ دیں۔ اس سارے کام کے لئے ڈاکٹر کاشف کو آمادہ کرنے کے لئے اس نے میں ہزار ڈالر اس کو دینے کا وعدہ کیا تھا اور یہ دونوں شام کو یہاں پہنچ رہے ہیں اس لئے میں نے تمہیں فون کیا تھا کہ تم یہاں آ جاؤ تاکہ یہ فیصلہ کیا جاسکے کہ فائل لے کر ان دونوں کا خاتمہ کرنا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو پھر

سلیمان کا رابطہ بہر حال جیگر سے ہے۔۔۔۔۔ ریٹا نے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری بات میں وزن ہے۔ یہ سائنس دان واقعی ہمارے لئے مسئلہ بن جائیں گے۔ پھر ایسا ہو سکتا ہے کہ جس طرح ہم نے کراون کو چھوڑا ہے اسی طرح جیگر کو بھی چھوڑ دیں۔“ - جارج نے کہا۔

”کیا کوئی تیری پارٹی ہے تمہارے پاس؟“..... ریٹا نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ چیف نے ایک اور پارٹی کا بھی ریفرنس دیا تھا جسے انتہائی ضرورت میں استعمال میں لایا جا سکتا ہے اور وہ ریفرنس ہے کارس کا۔ البتہ کارس کے بارے میں چیف نے کہا تھا کہ وہ یہاں ان دونوں سے زیادہ منظم اور طاقتور ہے اور ہم جیگر کو چھوڑ کر اس سے رابطہ کر سکتے ہیں لیکن اس کے لئے شرط یہی ہے کہ اس لیبارٹری کے بارے میں درست فائل مل جائے۔“..... جارج نے کہا۔

”رشید سلیمان لازماً فائل لے آئے گا۔ میں نے اسے دوٹوک الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ وہ مجھے اس وقت حاصل کر سکتا ہے جب تک میرے تھیز میں مکمل طور پر میری مدد کرے اور مجھے راج گڑھ لیبارٹری کا بیرونی نقشہ اور خفیہ راستوں کے بارے میں تفصیلات مہیا کرے اور میں ایسے لوگوں کی کمزوریوں کو بہت اچھی طرح جانتی ہوں کہ اب وہ مجھے حاصل کرنے کے لئے اپنی جان بھی لڑا دینے

آئندہ کے لئے ان کے ساتھ کیا رویہ رکھا جائے؟“..... ریٹا نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”اس رشید سلیمان نے اس دوسرے سائنس دان کو ہمارے بارے میں کیا بتایا ہے؟“..... جارج نے پوچھا۔

”ہاں۔ اس نے بتایا ہے کہ اس نے ڈاکٹر کاشف کو یقین دلایا ہے کہ ہم ریسرچ اسکالر ہیں اور ہمارا تعلق ایکریمیا کی نیشنل یونیورسٹی سے ہے اور اسی لئے وہ ساتھ دینے پر آمادہ ہوا ہے۔“ - ریٹا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو تم کیا چاہتی ہو کہ ان دونوں کو ختم کر دیا جائے؟“..... جارج نے کہا۔

”یہی تو میں تمہارے ساتھ ڈسکس کرنا چاہتی ہوں۔ جہاں تک میں اس رشید سلیمان کو سمجھتی ہوں یہ آسانی سے پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ یہ دوسرا آدمی نجانے کس ٹائپ کا ہے اور اگر انہیں ہلاک کر دیا جائے تو لامحالہ دو سائنس دانوں کی ہلاکت پر حکومت چونک پڑے گی اور پھر خفیہ ایجنسیاں ان کی ہلاکت کی چھان بین شروع کر دیں گی۔ اس طرح جیگر بھی سامنے آ جائے گا اور ہم بھی۔“..... ریٹا نے جواب دیا۔

”اس کا تو یہی حل ہے کہ ہم انہیں بے ہوش کر کے خود میک اپ تبدیل کر کے یہاں سے نکل جائیں۔“..... جارج نے کہا۔

”لیکن جیگر کو تو معلوم ہو گا کہ ہم کہاں ہیں اور اس رشید

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کرنا پڑا۔ اب ہر قسم کی کلیئرنس ہو گئی ہے تو اب فون کیا ہے میں نے۔ ”..... رشید سلیمان نے کہا۔

”وہ جس ڈاکٹر کا شف کی مدد سے کام ہوا ہے وہ بھی میرے ساتھ آ رہا ہے۔ اس کی رقم کے لئے میں نے کہا تھا۔ وہ کام ہو گیا ہے۔“..... رشید سلیمان نے قدرے جھکتے ہوئے یو جھا۔

”تم کہو اور کام نہ ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ڈیزر۔ لیکن وہ کہیں  
یہاں چپک نہ جائے“..... ریٹا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں۔ وہ اپنی رقم لے کر واپس چلا جائے گا۔ پھر ہم تم ہوں گے اور رقص میں سارا جہاں ہو گا۔“..... رشید سلیمان نے تھیڈھ عاشقانہ لمحہ میں کہا تو، ٹا راختہ اور نہیں، بڑھ کی

”اوکے۔ آ جاؤ۔ میں تمہارا انتظار گیٹ پر کروں گی۔“..... زیٹا نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”خبرانے یا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ہم دونوں کا مشترکہ تھیسز ہے۔ ہم فائل دیکھیں گے۔ اگر فائل درست ہوئی تو میں چیک لکھ کر دوسرے سائنس دان کو دے دوں گا۔ مجھے چیک لکھتا دیکھ کر تم اٹھ کر کمرے سے باہر چانا

سے گریز نہیں کرے گا،..... ریٹھا نے بڑے فاخرانہ لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوئی درمیانی میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ریٹھا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”لیں۔ ریٹا بول رہی ہوں،“..... ریٹا نے بڑے لاذ بھرتے لہجے میں کہا کیونکہ اسے سو فیصد یقین تھا کہ کال رشید سلیمان کی طرف سے کی گئی ہو گی۔

”رشید سلیمان بول رہا ہوں ریٹا،“..... دوسری طرف سے رشید سلیمان کی آواز سنائی دی۔ لہجہ ایسے تھا جیسے دہ دہیں بیٹھے بیٹھے ریٹا پر فدا ہو رہا ہو۔

”ڈیسر۔ میں تو لمبے لمبے تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔ کب آ رہے ہو  
تم“..... ریٹھا نے پہلے سے بھی زیادہ لاڈ بھرے لبچے میں کہا۔

”تمہارے کام کی وجہ سے رکا ہوا تھا۔ اب وہ ہو گیا ہے۔“ رشید  
سلیمان نے کہا۔

”ولیکن وہ تم نے دو تین گھنٹے پہلے فون کر کے کہا تھا کہ کام ہو گیا ہے۔“..... ریٹھا نے قدرے جیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”اس وقت کام پیشل سٹور سے باہر آیا تھا۔ اب اسے جزل پینکنگ سے جو کمپیوٹر سے ہوتی ہے اس سے بچا کر نکال لیا گیا ہے ورنہ م دفتر کے وقت سے پہلے باہر نہیں چاہکتے تھے اس لئے انتظار

اور بے ہوش کرنے والی گیس کا پسل لے کر آ جانا۔ میں سانس روک لوں گا تم گیس فائر کر دینا۔ یہ دونوں بے ہوش ہو جائیں گے۔ ہم رقم بھی اڑا لیں گے اور پھر کارس سے بات کر کے ہم نئے میک اپ میں یہاں سے نکل جائیں گے۔..... جارج نے اطمینان بھرے لبجے میں کہا تو ریٹا نے بھی اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک رسالہ کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ سلیمان کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں چائے کی ایک پیالی تھی جس میں سے بھاپ نکل رہی تھی۔

”یہ لبجے صاحب۔“..... سلیمان نے بڑے موڈبانہ لبجے میں کہا تو عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر اس طرح چائے کی پیالی کو آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگا جیسے زندگی میں پہلی بار ایسی کوئی چیز دیکھی ہو۔

”یہ۔ یہ۔ کیا یہ واقعی چائے ہی ہے۔ یا۔“..... عمران نے رک رک کر کہا۔

”چائے ہے صاحب۔ میں نے سوچا کہ آپ کو مطالعہ کے دوران چائے کی ضرورت پیش آتی ہے۔“..... سلیمان نے بڑے موڈبانہ لبجے میں کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”کیا ہوا ہے؟..... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔  
”ان سے انپکٹر نے رشوت طلب کی تو انہوں نے انکار کر دیا۔  
نتیجہ یہ کہ ان پر رشوت کا الزام ثابت کر دیا گیا۔ ایسے گواہان  
سامنے لائے گئے جن کا کوئی وجود ہی نہیں ہے اور آپ کے سوپر  
فیاض صاحب نے انپکٹر کی روپورٹ اور کے کردی اور اب یہ فائل  
بڑے صاحب کے پاس ہے۔..... سلیمان نے کہا۔

”تو پھر کیا ہوا۔ ایسی انکوارریاں تو ہوتی ہی رہتی ہیں۔ سارے  
پاکیشیا میں یہی کام ہو رہا ہے۔ انکوارری، سکینڈل، معطلی، برخواستگی  
لیکن کرپشن دیسے کی دیسے ہی ہے بلکہ روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔“  
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس کی وجہ یہی ہے کہ معطلی، برخواستگی، انکوارری، سکینڈل صرف  
ان لوگوں کے بنتے ہیں جو رشوت خور نہیں ہوتے لیکن جو لوگ  
انکوارری کرتے ہیں وہ خود رشوت خور ہوتے ہیں۔ دوسرے لفظوں  
میں سورج تو مشرق سے ہی طلوع ہوتا ہے لیکن بادلوں میں پھنس کر  
رہ جاتا ہے۔..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تمہیں رانا ریاست علی سے اس لئے ہمدردی ہو رہی ہے کہ وہ  
ہمارا ہمسایہ ہے۔ کیوں؟..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ چائے پیجئے اور جیسے ہی یہ ختم ہو گی میں  
دوسری لا دوں گا۔..... سلیمان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا  
اور واپس مڑ گیا۔

”مم۔ مم۔ مگر کیا سورج آج مغرب سے طلوع ہوا تھا۔ کیوں؟“  
عمران نے رسالہ میز پر رکھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں  
کہا۔

”نہیں صاحب۔ سورج تو مشرق سے ہی طلوع ہوا تھا لیکن۔“  
سلیمان کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

”لیکن کیا؟..... عمران نے چونک کر کہا۔

”لیکن طلوع ہونے کے بعد گھرے بادلوں کے چکر میں پھنس  
گیا۔“..... سلیمان نے جواب دیا۔

”کیا مطلب۔ باہر تو دھوپ نکلی ہوئی ہے اور تم گھرے بادلوں  
کی بات کر رہے ہو۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟..... عمران نے حیرت  
بھرے لہجے میں کہا۔

”میں اپنی نہیں اپنے ہمارے رانا ریاست علی کی بات کر رہا  
ہوں۔ وہ بہت پڑھا لکھا ہے اور محلہ بلڈنگز میں بڑا افسر ہے۔ پھر  
اس پر سورج طلوع ہو گیا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کر لیا کہ وہ  
آئندہ رشوت نہیں لے گا لیکن گھرے بادل تو ایسے سورج کی تاک  
میں ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس کے خلاف سکینڈل بنا دیا گیا اور اسے  
نوکری سے معطل کر کے اس سے رپاٹش گاہ بھی چھین لی گئی اور وہ  
یہاں ہماری ہماری ٹیکلی میں آ گیا۔ اٹیلی جس بیورو اس کے خلاف  
تحقیقات میں مصروف ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ کیا ہوا ہے۔“ سلیمان  
نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”ارے۔ ارے۔ رکو۔ رکو۔ کیا مطلب۔ یہ یکنخت تم کسی محبوب کی طرح روٹھ کر کیوں چل دیئے“..... عمران نے کہا۔

”آپ کتابیں پڑھتے ہیں اور کتابیں بے جان ہوتی ہیں۔ آپ انسانوں کو پڑھا کریں جو جاندار ہوتے ہیں۔ مطالعہ اچھی چیز ہے لیکن جس مطالعہ سے انسان کے احساسات ہی مر جائیں ایسے مطالعہ سے نہ پڑھنا ہی اچھا ہے۔ ایک آدمی کی پوری زندگی، اس کا پورا کیریز، اس کے بچوں کا مستقبل سب کچھ داؤ پر لگ گیا۔ کس لئے، اس لئے کہ اس نے رشوت نہ کھانے کا عہد کیا تھا اور آپ کو پرواہ ہی نہیں۔ آپ بس کتابیں ہی پڑھتے جا رہے ہیں۔ پڑھتے رہیں“..... سلیمان نے کہا اور ایک بار پھر واپس مڑ گیا۔

”ارے۔ ارے۔ ایک تو تم ہر وقت پرانے گھوڑے پر سوار رہتے ہو۔ ایک منٹ رک جاؤ۔ یہ بتاؤ کہ تمہیں کیسے یقین ہے کہ رانا ریاست علی نے جو کچھ تمہیں بتایا ہے وہ درست ہے“..... عمران نے کہا۔

”اس لئے کہ رانا صاحب کے گھر کا حال دیکھ لیں۔ اس کے بچے کالج پڑھتے ہیں لیکن اب وہ گھر بیٹھے ہیں کیونکہ فیصلہ دینے کے لئے پیے نہیں ہیں۔ اس کی ایک بیٹی یونیورسٹی میں پڑھتی ہے اور وہ بھی اب گھر بیٹھی ہے آدمی پڑھائی چھوڑ کر کیونکہ اس کی فیصلے کے پیے نہیں۔ معطلی کے دنوں میں جو آدمی تختواہ ملتی ہے اس سے روٹی بھی پوری نہیں ہوتی اور جب انہیں برخاست کر دیا جائے گا تو

پھر یہ آدمی تختواہ بھی ختم ہو جائے گی۔ پھر بے روزگاری ہو گی۔ رانا ریاست علی ہو گا اور اس کا رشوت نہ کھانے کا عہد ہو گا اور جس انسپکٹر وسیم نے یہ انکوارٹری کی ہے میں اس کا گھر بھی دیکھ آیا ہوں اور اس کا ٹھاٹھ باٹھ بھی۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ کسی جا گیر دار کا بیٹا ہو حالانکہ اس کا والد پولیس میں کاشیبل تھا۔ کبھی بس میں سفر کرنا بھی نصیب نہ تھا لیکن اب اس کے ہر بیٹے کے پاس کار ہے۔“ سلیمان نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے یقین آ گیا ہے۔ رانا صاحب سے ملاقات ہو سکتی ہے“..... عمران نے کہا۔

”ہا۔ میں انہیں بلاتا ہوں“..... سلیمان نے صرت بھرے لمحے میں کہا اور تیزی سے واپس مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی نج اٹھی تو عمران نے ہاتھ پڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ ”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“..... عمران نے رسیور اٹھا کر اپنے مخصوص لمحے میں کہا۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں بس۔ ایک اہم بات آپ سے ڈسکس کرنی ہے۔ آپ اجازت دیں تو میں فلیٹ پر آ جاؤں“..... ٹائیگر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”کس سلسلے میں“..... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔ ”سردار کی لیبارٹری میں دو سامنس دان کام کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں“..... ٹائیگر نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

رانا ریاست علی صوفے پر بیٹھ گئے اور پھر عمران نے ان سے اس انکوائری اور الزامات کے بارے میں بات چیت شروع کر دی۔ ابھی بات چیت ہو رہی تھی کہ کال بیل کی آواز سنائی دی۔ اسی لمحے سلیمان چائے کی ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔

”سلیمان۔ ٹائیگر آ گیا ہے“..... عمران نے سلیمان سے پوچھا۔ ”جی صاحب“..... سلیمان نے ٹرے درمیانی میز پر رکھتے ہوئے کہا اور خود کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران نے چائے کے دو کپ بنا کر ایک رانا ریاست علی کے سامنے رکھا اور دوسرا اپنے سامنے رکھا۔ اسی لمحے ٹائیگر اندر داخل ہوا اور رانا ریاست علی اٹھ کھڑا ہوا۔

”یہ رانا ریاست علی ہیں۔ ہمارے ہمسایہ اور یہ میرا شاگرد ہے ٹائیگر“..... عمران نے بیٹھے بیٹھے دونوں کا باہمی تعارف کرایا اور ایک دوسرے سے رسی فقرے بولنے کے بعد وہ دونوں ہی صوفوں پر بیٹھ گئے۔

”ایک منٹ۔ میں رانا صاحب سے بات کر رہا ہوں۔ پھر تمہاری بھی سنتا ہوں“..... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں باس۔ اگر میں نے مداخلت کی ہے تو میں چلا جاتا ہوں۔ پھر آ جاؤں گا“..... ٹائیگر نے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں۔ بیٹھو“..... عمران نے کہا اور پھر رانا ریاست علی سے بات چیت شروع کر دی۔

”اوہ۔ آ جاؤ“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ سرداور اور سائنس دانوں کا سن کر اس کی پیشانی پر لکیریں سی ابھر آئی تھیں۔ چند لمحوں بعد اسے بیرونی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

”آ جائیں رانا صاحب۔ آ جائیں“..... سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران سمجھ گیا کہ سلیمان رانا ریاست علی کو لے آیا ہے۔ سلیمان نے اسے ڈرائینگ روم میں بٹھا دیا اور پھر خود وہ سٹنگ روم میں آ گیا۔

”رانا ریاست علی صاحب آ گئے ہیں“..... سلیمان نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا کر ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ ڈرائینگ روم میں داخل ہوا تو سامنے ہی صوفے پر ایک قدرے پختہ عمر کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ لٹکا ہوا تھا اور آنکھیں ویران سی دکھائی دے رہی تھیں۔ اس کے جسم پر مناسب لباس تھا۔ عمران کو دیکھ کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) ہے“۔ عمران نے اپنے مخصوص لمحے میں کہا۔ اب اپنا اس انداز میں تعارف کرانا اس کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی۔

”میرا نام رانا ریاست علی ہے اور مجھے تھوڑے دنوں سے آپ کی ہمسایگی کا شرف حاصل ہوا ہے“..... رانا ریاست علی نے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے باوقار لمحے میں کہا۔

”بیٹھیں“..... رسی فقرات کی اداگی کے بعد عمران نے کہا اور

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”اوکے۔ رانا صاحب۔ آپ بے فکر رہیں۔ آپ کا کوئی بال بیکا بھی نہیں کر سکے گا۔ انشاء اللہ“..... عمران نے تفصیل سننے کے بعد اٹھتے ہوئے کہا تو رانا ریاست علی بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے سنتے ہوئے چہرے پر یکخت مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”یہ آپ کی مہربانی ہو گی جناب“..... رانا ریاست علی نے مسرت بھرے لجھے میں کہا۔

”لیکن ایک شرط ہے“..... عمران نے کہا تو رانا ریاست علی بے اختیار چونک پڑا۔

”شرط“..... رانا ریاست علی نے قدرے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”ہاں۔ شرط یہ کہ آئندہ بھی آپ کبھی رشوت نہیں لیں گے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ تو اسے شرط کا نام دے رہے ہیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا وعدہ میں کیسے توڑ سکتا ہوں“..... رانا ریاست علی نے بڑے ٹھوس لجھے میں کہا۔

”گذشو۔ انشاء اللہ پھر ملاقات ہو گی“..... عمران نے کہا اور پھر وہ رانا ریاست علی کو چھوڑنے دروازے تک گیا۔ رانا ریاست علی عمران کو منع کرتا رہا لیکن عمران نے اس کی ایک نہ سنی اور پھر اسے دروازے پر چھوڑ کر وہ واپس سٹنگ روم میں آ گیا۔ چونکہ مائیگر بھی عمران کے پیچھے ہی باہر آ گیا تھا اس لئے وہ بھی سٹنگ روم میں آ

گیا۔

”باس۔ یہ اٹھی جنس یورو کے انپکٹر ویسیم کا ذکر ہو رہا تھا۔ اسے تو میں بھی جانتا ہوں۔ بے حد شاطر آدمی ہے۔ جو ابھی کھیلتا ہے اور ہر وہ کام کرتا ہے جو ایک رشوت خور کر سکتا ہے“..... مائیگر نے کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ یہ چار دنوں کی چاندنی ہوتی ہے۔ ان لوگوں کا انجام بہر حال اندر ہیری رات ہی ہوتا ہے۔ تم سناؤ کہ تم کن سائنس دانوں کی بات کر رہے تھے اور کیا ہوا ہے“..... عمران نے کہا۔

”باس۔ میں گلستان کالوں ایک دوست سے ملنے گیا تو وہاں میں نے ایک کوٹھی کے سامنے پولیس کی جیپیں کھڑی دیکھیں۔ میں نے ایسے ہی تجسس کی وجہ سے پوچھ لیا تو معلوم ہوا کہ ساتھ والی کوٹھی کے چوکیدار نے پولیس کو اطلاع دی ہے کہ کوٹھی میں دو آدمی بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ پولیس نے آ کر انہیں چیک کیا تو پتہ چلا کہ ان دونوں کو گیس فائر کر کے بے ہوش کیا گیا تھا۔ بہر حال انہیں ہوش میں لاایا گیا تو پتہ چلا کہ وہ دونوں ہی سائنس دان ہیں اور دونوں کا تعلق اس لیبارٹری سے ہے جس کے انچارج سرداور ہیں۔ انہوں نے پولیس کو بتایا کہ وہ ایک دوست سے ملنے یہاں آئے تھے لیکن ان کا دوست کہیں گیا ہوا تھا۔ پھر اچاکن انہیں ناماؤس سی بوجھیوں ہوئی اور وہ بے ہوش ہو گئے۔ جب وہ ہوش

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

میں آئے تو پولیس وہاں موجود تھی۔ دوست کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ ان کے دوست کا نام عالم شیر ہے اور وہ امپورٹ ایکسپورٹ کا کام کرتا ہے۔ اس نے ملاقات کے لئے اس کوٹھی کا ایڈریس بتایا تھا۔ ان کی یہاں پہلی ملاقات تھی کیونکہ اس سے پہلے ان کی ملاقات ایک ہوٹل کی لاپی میں ہوئی تھی۔ ... ٹائیگر نے کہا۔ ”لیکن اس میں تمہارے لئے پریشانی کی کیا بات ہے۔ کوئی چکر ہو گا ان دوستوں میں۔ وہ سائنس دان ہیں تو کیا ہوا۔ انسان بھی تو ہیں“..... عمران نے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے۔ لیکن جب میں نے پولیس کے جانے کے بعد اس چوکیدار سے بات کی۔ میرا مقصد اس دوست کے بارے میں معلومات حاصل کرنا تھا جس نے انہیں باقاعدہ گیس سے بے ہوش کر دیا تو اس چوکیدار نے بتایا کہ کوئی میں گزشتہ دو روز سے ایک غیر ملکی عورت اکیلی رہ رہی تھی، ایکریمین عورت اور آج صبح ایک غیر ملکی آدمی بھی کوٹھی میں موجود تھا اور اس نے کار میں ان دونوں کو جاتے ہوئے بھی دیکھا تھا۔ پھر جب اس نے چھوٹا پھاٹک کھلا ہوا دیکھا تو وہ اندر گیا۔ اس نے گیس کی ناگوار بو محسوس کی اور پھر کمرے میں اسے دونوں آدمی بے ہوش پڑے ہوئے ملے۔ ... ٹائیگر نے کہا تو عمران کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

”غیر ملکی۔ اس کا مطلب ہے کہ معاملہ توقع سے زیادہ گھرا

ہے۔..... عمران نے کہا۔

”لیں باس۔ اسی لئے میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں کہ اس معاملے میں ہمیں پوری چھان بین کرنی چاہئے۔ ... ٹائیگر نے کہا۔ ”ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ سائنس دان اور غیر ملکی۔ یہ دونوں عناصر الارمنگ ہیں۔ کیا نام تھے ان سائنس دانوں کے؟۔ .. عمران نے پوچھا۔

”ایک کا نام رشید سلیمان اور دوسرے کا نام کاشف بتایا گیا ہے۔ ... ٹائیگر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں سرداور سے بات کر لوں گا۔ لیکن تم نے ان غیر ملکیوں کو ٹریس کرنا ہے۔ اس چوکیدار سے مزید معلومات حاصل کرو اور انہیں ڈھونڈ نکالو۔ ..... عمران نے کہا۔

”لیں باس۔ ... ٹائیگر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”مجھے اجازت باس۔ ... ٹائیگر نے کہا تو عمران کے سر ہلانے پر اس نے اسے سلام کیا اور مژکر کمرے سے باہر چلا گیا۔ جب بیرونی دروازہ کھلنے اور پھر بند ہونے کی آواز سنائی دی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسپورٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”پی اے ٹو ڈائریکٹر جزل سنٹرل انٹلی جنس یورڈ۔ ..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ ..

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
”اوہ۔ چھوٹے صاحب آپ۔ میں بات کرتا ہوں آپ کی۔“  
دوسری طرف سے پی اے نے کہا اور پھر لائس پر خاموشی طاری ہو  
گئی۔

”لیں۔“ ..... چند لمحوں بعد سر عبدالرحمٰن کی مخصوص اور باوقار آواز  
سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔“ ..... عمران نے ایک بار پھر اپنا تعارف  
کرانا شروع کر دیا۔

”مجھے پی اے نے بتا دیا ہے۔ کیوں فون کیا ہے۔ جلدی بولو۔“  
سر عبدالرحمٰن نے درمیان سے بات کائتے ہوئے سخت لمحے میں کہا۔

”ایک انتہائی اہم معاملے میں آپ سے ملاقات کرنی ہے۔  
ایک بے گناہ آدمی کو آپ نے سولی پر چڑھا رکھا ہے۔ اسے سولی  
سے نیچے اتر دانا ہے۔“ ..... عمران نے کہا۔

”کیا بکواس کر رہے ہو۔ سولی۔ بے گناہ۔ یہ سب کیا کہہ رہے  
ہو۔ کیا تمہارا ذہن اب تمہارے قابو میں نہیں رہا۔“ ..... سر عبدالرحمٰن  
نے شدید غصیلے لمحے میں کہا۔

”ڈیڈی۔ آپ اب آنکھیں بند کر کے اپنے ماتھوں کی  
رپورٹوں کو تسلیم کر لیتے ہیں حالانکہ ان میں اکثر غلط اور جھوٹی ہوتی  
ہیں اور جو لوگ ان رپورٹوں کی زد میں آتے ہیں ان کا ایک ایک  
لمحہ اس طرح گزرتا ہے جس طرح انہیں سولی پر چڑھا دیا گیا ہو۔“

عمران نے اس بار سرد لمحے میں کہا۔  
”تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ کھل کر بات کرو۔“ ..... سر عبدالرحمٰن کے  
لمحے میں حیرت تھی کیونکہ عمران ایسے لمحے میں اس وقت بات کرتا  
تھا جب کوئی اہم معاملہ ہو۔

”میں آپ کے آفس آ رہا ہوں۔ آپ اپنے پرنسپل نشست فیاض  
اور انپکٹر وسیم کو بھی الٹ کر دیں تاکہ وہ آپ کی کال پر فوراً آپ  
کے آفس میں حاضر ہو سکیں۔“ ..... عمران نے کہا اور پھر اس سے  
پہلے کہ سر عبدالرحمٰن مزید کچھ کہتے عمران نے رسیور رکھا اور اٹھ کر  
ڈرینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ڈرینگ روم سے  
باہر آیا تو اس کے جسم پر نیوی بلیوکلر کا سوت تھا اور اس نے سرخ  
رنگ کی ٹائی لگائی ہوئی تھی۔

”صاحب۔ بڑے صاحب آپ کی بات نہیں مانیں گے لیکن  
مجھے یقین ہے کہ آپ حق بات ان سے منوالیں گے۔“ ..... سلیمان  
نے عمران کے پیروںی دروازے کی طرف بڑھتے ہی اس سے  
مخاطب ہو کر کہا۔

”تم فکر مت کرو۔ میں ان کا بیٹا ہوں۔ مجھے صرف یقین  
چاہئے تھا کہ رانا ریاست علی غلط بیانی نہیں کر رہا اور یہ یقین مجھے  
حاصل ہو چکا ہے۔“ ..... عمران نے کہا اور پھر دروازہ کھول کر وہ  
سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز  
رفتاری سے سنٹرل ائیلی جنس بیورو کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

سنرل انٹلی جنس بیورو کی پارکنگ میں کار روک کر وہ نیچے اترنا اور سیدھا ڈائریکٹر جزل کے آفس کی طرف بڑھ گیا۔ باہر موجود چپڑاں نے اسے دیکھ کر بے حد مواد بانہ انداز میں سلام کیا۔

”کیسے ہو چاچا احمد علی۔ اب کچھ زیادہ بوڑھے ہوتے جا رہے ہو۔ کیا ہوا ہے۔ ماں رحمتے کھانے کو کچھ نہیں دیتیں آپ کو۔“

عمران نے بوڑھے چپڑاں کے پاس رک کر اس کے کامندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ یہ چپڑاں اب ریٹائر ہونے کے قریب تھا اور طویل عرصے سے سر عبدالرحمٰن کے ساتھ کام کر رہا تھا اس لئے عمران اسے اور اس کے پورے خاندان سے اچھی طرح واقف تھا۔

”بوڑھا تو خیر میں ہو گیا ہوں اور اگلے ماہ مجھے ریٹائر کر دیا جائے گا۔ جہاں تک تمہاری ماں رحمتے کا تعلق ہے وہ تو اپنے منہ کا نوالہ بھی میرے منہ میں ڈالنے کی سرتوڑ کوشش کرتی ہے۔ لیکن اب کیا کیا جائے۔ کہاں تک کھایا جائے۔“..... چاچا احمد علی نے کہا تو ڈیڈی کا موڈ کیسا ہے۔“..... عمران نے قدرے پراسرار سے لجھے میں پوچھا۔

”آپ کا انتظار کر رہے ہیں اور مسلسل ٹھیل رہے ہیں۔“..... چاچا رحمت علی نے کہا۔ ”اوہ۔ پھر تو اب تک وہ تھک گئے ہوں گے۔“..... عمران نے کہا اور پردہ ہٹا کر وہ کمرے میں داخل ہو گیا۔

”السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ قبلہ وکعبہ آں جہانی۔ اوہ سوری۔ ویری سوری۔ ایں جہانی۔ آپ کے مزاج مبارک بلکہ مبارک باد کیسے ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”ولیکم السلام۔ بیٹھو۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ بیٹھو۔“ سر عبدالرحمٰن نے انتہائی شجیدہ لمحے میں کہا۔

”مجھے چاچا رحمت علی نے بتایا ہے کہ آپ باغ میں جا کرو اک کرنے کی بجائے یہاں بند کمرے میں واک کرنے کا شوق پورا کر لیتے ہیں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم یہ بتاؤ کہ تم نے کس معاملے میں سولی والی بات کی ہے۔ جلدی بتاؤ۔ مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے میں خود سولی پر چڑھ گیا ہوں۔“..... سر عبدالرحمٰن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”ڈیڈی۔ محکمہ بلڈنگ میں ایک ایکسپیشن ہیں رانا ریاست علی۔ اس پر کرپشن کا الزام لگایا گیا تو اس کی انکواری آپ کے محکمے کو بھجوائی گئی۔ شاید آپ کی نیک نامی کو دیکھتے ہوئے۔ آپ کے انسپکٹر وسیم نے انکواری کی اور پھر انکواری رپورٹ سوپر فیاض کے سامنے پیش کی گئی اور اس نے اوکے کر کے دستخط کر دیئے۔ شاید اس نے اسے پڑھا بھی نہیں ہو گا اور اب یہ فائل آپ کے پاس ہے اور رانا ریاست علی اپنے بچوں سمیت سولی پر چڑھا ہوا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”تم کیسے جانتے ہو اسے۔“..... سر عبدالرحمٰن نے غور سے عمران

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”وہ اب ہمارا ہمسایہ بن چکا ہے اور آپ آغا سلیمان پاشا کو تو اچھی طرح جانتے ہیں۔ لوگ گم شدہ چیزیں ٹریس کرتے ہیں۔ وہ ظالموں سے مظلوموں کو ٹریس کرتا ہے۔ اس نے اسے ٹریس کیا اور پھر میں نے رانا ریاست علی صاحب سے ملاقات کر کے تفصیلی معلومات حاصل کیں۔ اس کے بعد میں نے انسپکٹر دیسم کے بارے میں روپورٹ حاصل کیں تو وہ ثابت بہر حال نہیں آئیں۔ آپ وہ فائل منگوالیں پھر بات ہو گی“..... عمران نے کہا۔

”لیکن تمہیں کس نے اجازت دی ہے کہ تم سرکاری معاملات میں مداخلت کرو۔ تمہیں معلوم ہے کہ کار سرکار میں مداخلت جرم ہے“..... سر عبدالرحمٰن نے غراتے ہوئے لمحے میں کہا۔

”اور کیا کار سرکار اب یہی رہ گیا ہے ڈیڈی کہ بے گناہ لوگوں کو سولی پر چڑھائے رکھو اور جو رشوت نہ لے اسے رشوت کے ازام میں ہی پکڑ لو“..... عمران نے بھی ترکی بہتر کی جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے سمجھانے کی کوشش مت کرو۔ جاؤ تم۔ جب وقت آئے گا تو اس فائل کو بھی دیکھ لیا جائے گا۔ گٹ آؤٹ“..... سر عبدالرحمٰن نے غصیلے لمحے میں کہا۔

”اوکے ڈیڈی۔ اب مجھے اماں بی کی عدالت میں یہ معاملہ پیش کرنا ہو گا“..... عمران نے اٹھتے ہوئے باقاعدہ دھمکی دیتے ہوئے

کہا۔

”یہ سرکاری معاملہ ہے۔ جاؤ تم“..... سر عبدالرحمٰن نے کہا تو عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے سلام کیا اور واپس مذکر آفس سے باہر آ گیا۔

”چاچا۔ ماں رحمتے کو میرا سلام ضرور دینا اور انہیں کہنا کہ تمہارا بھانجا کہہ رہا تھا کہ ابھی چاچا احمد علی بوڑھا نہیں ہوا۔ پھر ماں رحمتے نے خضاب لگانا کیوں چھوڑ دیا ہے“..... عمران نے شرارت بھرے لمحے میں کہا تو چاچا احمد علی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”اب بھی آپ دیے ہی ہیں جیسے بچپن میں تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حفظ و امان میں رکھے چھوٹے صاحب“..... بوڑھے احمد علی نے کہا تو عمران سلام کر کے واپس پارکنگ میں آ گیا اور چند لمحوں بعد اس کی کار سرداور کی لیبارٹری کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اسے رانا ریاست علی کے معاملے کی اب کوئی فکر نہ رہی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سر عبدالرحمٰن اب فوراً ہی یہ فائل منگوالیں گے اور پھر اس کی اس طرح چھان پھٹک ہو گی کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا اور یہی وہ چاہتا تھا اس لئے اب اسے اس معاملے کی فکر نہ رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ سر عبدالرحمٰن کے ذہن میں اگر شک کا نتیج بودیا جائے تو پھر وہ خود خود تناور درخت بن جاتا ہے۔ کار چلاتے ہوئے اسے اچانک خیال آیا کہ سرداور سے بات تو کرے۔ ہو سکتا ہے سرداور وہاں ہیں بھی سہی یا نہیں۔ چنانچہ ایک

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

پلیک فون بوتھ کے قریب اس نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے کوٹ کی چھوٹی جیب میں موجود فون کارڈ نکال کر ان میں سے ایک کارڈ منتخب کیا اور پھر فون بوتھ میں داخل ہو کر اس نے رسیور اٹھایا اور مخصوص خانے میں کارڈ ڈال کر جب اسے دبایا تو فون پیس کے کونے میں سبز رنگ کا بلب جل اٹھا اور عمران نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”داور بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے سرداور سنائی دی کیونکہ یہ ان کا براہ راست نمبر تھا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“۔

عمران نے اپنے مخصوص لجھے میں سلام کرتے ہوئے تعارف کرایا۔ ”بولو“..... سرداور نے بھی سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

”منہ دیکھ کر یا بغیر منہ دیکھئے“..... عمران نے جواب دیا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیا بکواس ہے“..... سرداور نے غصیلے لجھے میں کہا۔

”ارے۔ ارے۔ اس میں غصہ کھانے کی کیا ضرورت ہے۔

میں نے پوچھا ہے کہ بالمشافہ گفتگو ہو گی یا بول دوں“..... عمران نے کہا۔

”یہ تم پہلیاں کیوں بھجوانا شروع کر دیتے ہو۔ کھل کر بات کیا کرو۔ انسان نجات کی سوچوں میں ہوتا ہے کہ اوپر سے تمہاری پہلیاں شروع ہو جاتی ہیں“..... سرداور نے اس بار خاصے جھلانے

ہوئے لجھے میں کہا۔

”ڈسٹرنس کی معافی چاہتا ہوں جناب سرداور صاحب۔ میں آپ سے ملاقات کے لئے حاضر ہو رہا تھا کہ اچانک مجھے خیال آیا کہ پہلے معلوم کر لوں کہ آپ تشریف رکھتے ہیں یا نہیں۔ اب اگر آپ اجازت دیں تو میں حاضر ہو جاؤں“..... عمران نے اس بار بڑے باتكلف لجھے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”اس وقت تم کہاں موجود ہو“..... دوسری طرف سے سرداور نے سنجیدگی سے پوچھا تو عمران نے اس جگہ کے بارے میں بتا دیا جہاں کے پلیک فون بوتھ سے وہ کال کر رہا تھا۔

”تم وہیں ٹھہرو۔ میں خود تمہیں لینے کے لئے آ رہا ہوں“۔ سرداور نے کہا تو عمران بے اختیار اوپری آواز میں کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ سرداور کے اس خوبصورت جواب نے اسے واقعی بے حد محفوظ کیا تھا۔

”آپ کا پروٹوکول مکمل ہوتے ہوتے تو میں یہاں کھڑے کھڑے سوکھ جاؤں گا اس لئے میں خود ہی حاضر ہو رہا ہوں“۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے فون پیس میں لگا ہوا کارڈ نکالا اور اسے جیب میں ڈال کر وہ تیزی سے کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر ابھی تک سرداور کی باتوں کے خوشگوار اثرات موجود تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سرداور کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”اس میں کون سی پہلی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ہمیں بھی سیل فون استعمال کرنے چاہیں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ میں پہلیاں بھجواتا ہوں۔“..... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ کھلا اور ملازم چائے کا سامان ٹرے میں رکھے اندر داخل ہوا۔ اس نے چائے کے برتن درمیانی میز پر رکھے اور پھر واپس چلا گیا۔

”تو تم کرو سیل فون استعمال۔ کیا رکاوٹ ہے وہ بتاؤ۔“ سرداور نے چائے بنانے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”آپ رہنے دیں۔ میں بناتا ہوں۔ جہاں تک رکاوٹ کا تعلق ہے تو آپ چاہتے ہیں کہ ہم بھی مارکیٹ سے سیل فون خریدیں اور اسے استعمال کرنا شروع کر دیں۔ کیا واقعی آپ ایسا چاہتے ہیں۔“ عمران نے چائے کی پیالی اٹھا کر سرداور کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو کوئی خاص مسئلہ ہے۔ آئی ایم سوری عمران۔ میں سمجھ نہیں پا رہا۔ تم بتاؤ مسئلہ کیا ہے۔“..... سرداور نے بڑے واضح الفاظ میں اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

”یہی تو آپ کی عظمت ہے کہ آپ میں نہ تو احساس کمتری ہے اور نہ ہی احساس برتری بلکہ۔“..... عمران بات کرتے کرتے رک گیا۔

”بلکہ کیا۔“..... سرداور نے چونک کر پوچھا۔

”آج کوئی خاص بات ہو گئی ہے جو تمہیں میری اس طرح خصوصی یاد آگئی ہے۔“..... سرداور نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”آپ پاکیشیا کے سب سے سینیر سائنس وان ہیں اس لئے میں آپ سے گلہ کرنے حاضر ہوا ہوں۔“..... عمران نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

”گلہ۔ س بات کا۔“..... سرداور نے چونک کر کہا۔

”اس موجودہ دور میں جب پاکیشیا کے سولہ کروڑ میں سے کم از م پندرہ کروڑ افراد نے سیل فون رکھے ہوئے ہیں اور اب تو گداگر بھی ایس ایس کے ذریعے بھیٹ مانگتے ہیں اور ہم بھی تو سرداور بھی بے اختیار چونک پڑے۔ ان کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ عمران اس انداز میں بات کرے گا۔

”اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔ تم بھی موبائل فون لے لو۔ اگر کہو تو میں خرید کر تمہیں دے دیتا ہوں۔“..... سرداور نے جواب دیا۔

”بس یہی ایک ایسا مسئلہ ہے جو ناقابل حل ہے کہ آپ میری بات کو وزن ہی نہیں دیتے۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سرداور بے اختیار نہیں پڑے۔

”آنے ایم سوری عمران۔ لیکن تمہارے ساتھ بھی یہی مسئلہ ہے کہ تم بھی پہلیاں بھجواتے رہتے ہو۔“..... سرداور نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”بلکہ سرے سے احساس ہی نہیں ہے“..... عمران نے آہستہ سے کہا تو سرداور جیسے سنجیدہ آدمی بھی بے اختیار کھلکھلا کر نہس پڑے۔

”اچھا یہ بتاؤ کہ اصل مسئلہ کیا ہے“..... سرداور نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ساتھ ساتھ وہ چائے بھی پی رہے تھے۔

”اصل مسئلہ تو اور ہے۔ ابھی درمیانی مسئلہ ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”کیا“..... سرداور نے کہا۔

”سیل فون والا۔ مجھے اچانک خیال آ گیا تو میں نے بات کر دی اور اب میں سوچ رہا ہوں کہ واقعی موجودہ ترقی یافتہ دور میں جبکہ کمپیوٹر اور سیل فون عام ہیں اور ہم ابھی تک پہلک فون بوتھ کی تلاش میں رہتے ہیں اور ٹرائیمیٹر پر گفتگو کرتے رہتے ہیں“۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تو کرو استعمال۔ تمہیں کس نے روک رکھا ہے“..... سرداور نے اس بار جھلانے ہوئے لبجھ میں کہا۔

”سرداور۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ چیف سمیت میں اور میرے تمام ساتھی موت کے گھاث اتار دیئے جائیں“..... عمران نے اس میں بار سنجیدہ لبجھ میں کہا تو سرداور بے اختیار اچھل پڑے۔

”کیا۔ کیا۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ سیل فون کے استعمال سے تم ہلاک کیسے ہو جاؤ گے“..... سرداور نے حیرت بھرے

لبجھ میں کہا۔

”سیل فون کمپنیاں ہر کال کا نہ صرف ریکارڈ رکھتی ہیں بلکہ نمبرز سے معلوم کر لیتی ہیں کہ اس نمبر سے یا اس نمبر پر کال کس علاقے سے کی گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم آپس میں جو بات چیت کریں گے ہمارے دشمن اس کا نیپ آسانی سے حاصل کر سکتے ہیں اور وہ فون نمبروں کی مدد سے سب کی رہائش گاہیں حتیٰ کہ چیف اور سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر جو کبھی کسی پر اوپن نہیں ہوا کھل کر دشمنوں کے سامنے آ جائے گا۔ پھر کیا ہو گا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر اور ممبران کی رہائش گاہوں کو میزانلوں سے اڑا دیا جائے گا“..... عمران نے جواب دیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ دیری بیڈ۔ اوہ۔ میں نے تو اس پہلو پر سوچا ہی نہیں تھا۔ تمہاری بات درست ہے۔ تمہارے لئے واقعی یہ انہتائی خطرناک آلات ہیں لیکن انہیں محفوظ بھی تو بنایا جا سکتا ہے“۔ سرداور نے کہا۔

”اللہ آپ کا بھلا کرے۔ میں بھی یہی چاہتا تھا کہ آپ اس معاملے میں ہماری مدد کریں۔ پاکیشیا کا خصوصی موافقانی سیارہ خلاء میں موجود ہے اور مجھے معلوم ہے کہ اسے آئندہ سو سالوں کی موافقانی ضروریات کو مد نظر رکھ کر تیار کیا گیا ہے۔ خصوصاً اس میں ایسی مشینری ہے جس سے جنگ کے دوران اور زمانہ امن میں ملٹری اٹیلی جنس کے لئے مخصوص مشینری نصب کی گئی ہے اور مجھے اس استعمال سے تم ہلاک کیسے ہو جاؤ گے“..... سرداور نے حیرت بھرے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

تمام مشینری کی تفصیلات کا بھی علم ہے۔ آپ ہمارے لئے اس کا سیکشن الیں اے ریزرو کر دیں۔ باقی کام ہم اپنی مرضی سے کرالیں گے۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کے لئے تو ضروری ہے کہ تمہارا چیف باقاعدہ تحریری درخواست دے۔ پھر ہی ایسا ہو سکتا ہے۔..... سرداور نے کہا۔

”اس درخواست کی منظوری کس نے دینی ہے۔..... عمران نے منه بناتے ہوئے کہا۔

”میری سفارش پر صدر مملکت نے۔..... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ اپنی سفارشات میں اس پر تفصیل سے لکھیں گے کہ سیارے کی مشینری کے کس خصوصی حصے کو آپ کس مقاصد کے لئے استعمال کرنے کے لئے اجازت دے رہے ہیں۔..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ کیوں۔..... سرداور نے چونکر پوچھا۔

”اس طرح یہ کاغذ آپ کے ریکارڈ کا حصہ بن جائے گا اور اگر یہ کاغذ دشمنوں تک پہنچ گیا تو پھر۔..... عمران نے کہا۔

”یہ کیسے ممکن ہے کہ یہاں کا ریکارڈ دشمنوں تک پہنچ جائے۔۔۔ سرداور نے غصیلے لمحے میں کہا۔

”اے آپ اپنے پیش ریکارڈ روم میں رکھیں گے نا۔..... عمران نے کہا۔

”ہاں اور تمہیں معلوم ہے کہ وہ ناقابل تغیر ہے۔..... سرداور نے فخریہ لمحے میں کہا۔

”اس کا انچارج کون ہے۔..... عمران نے پوچھا۔

”ڈاکٹر کاشف۔ یہ انتہائی باعتماد آدمی ہے۔..... سرداور نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر بے اختیار تشویش کے تاثرات ابھر آئے۔

”کیا ہوا۔ تم پریشان کیوں ہو گئے ہو۔..... سرداور نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”اوہ۔ تو یہ مسئلہ ہے۔ دیری بیڈ۔..... عمران نے کہا۔

”کیا ہوا ہے۔ کچھ بتاؤ گے یا نہیں۔..... سرداور نے اس بار قدرے غصیلے لمحے میں کہا۔

”رشید سلیمان کون ہے۔..... عمران نے پوچھا۔

”وہ بھی سائنس دان ہے لیکن اس وقت وہ انتظامی ڈیوٹی پر ہے اور یہ دونوں ایک ہی ہال میں بیٹھتے ہیں اور ان کے انچارج ڈاکٹر احمد علی ہیں لیکن تم بار بار الجھی ہوئی باتیں کیوں کر رہے ہو۔ سیل فون کی بات کرتے تم ڈاکٹر کاشف کا نام سن کر اچھل پڑے۔ کیوں۔..... سرداور نے کہا۔

”میں آیا تو ڈاکٹر کاشف اور رشید سلیمان کے لئے بات کرن تھا، پھر راستے میں آپ کو فون کرنے کی وجہ سے اچانک مجھے سیل فون کا خیال آ گیا لیکن ان باتوں سے یہ فائدہ ہوا کہ اصل بات

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”لیکن اس میں خاص بات کیا ہے۔ ڈیوٹی کے بعد سائنس دان بھی انسان ہوتے ہیں۔ وہ جو قانونی کام کرتے رہیں ہم اس میں کیسے مداخلت کر سکتے ہیں۔ ان کا دوست جب پولیس کو مل جائے گا تو پھر بات سامنے آجائے گی کہ اس نے یہ حرکت کیوں کی؟“ سرداور نے کہا۔

”سرداور۔ میں بھی آپ کی طرح اس معاملے کو اسی طرح ملکے پہلکے انداز میں لیتا اگر ٹائلر نے ساتھ ہی یہ رپورٹ نہ دی ہوتی کہ ان کی بے ہوشی سے پہلے ایک غیر ملکی جوڑا کار میں بیٹھ کر وہاں سے گیا ہے اور ایک غیر ملکی لڑکی دوروز سے اس کوٹھی میں اکیلی رہ رہی تھی اور اس کا غیر ملکی ساتھی اسی روز کوٹھی پر آیا تھا اور آپ نے اب یہ بتا کر کہ ڈاکٹر کا شف پیشل سور کا انچارج ہے، مجھے چونکا دیا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ تو اسی لئے تم چونکے تھے۔“..... سرداور نے کہا۔

”جی ہاں۔ کیا آپ یہ چیک کر سکتے ہیں کہ ڈاکٹر کا شف گزشتہ ایک ہفتے کے دوران پیشل سور سے کون کون سی فائلیں باہر لایا اور کون کون سی اندر لے گیا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ میری خصوصی اجازت اور روزانہ کے کوڈ کے بغیر تو پیشل سور کھل ہی نہیں سکتا۔ ڈاکٹر کا شف مجھے تحریری طور پر لکھ کر بھیجا ہے کہ پیشل سور کھونے کا کیا مقصد ہے۔ میں اس کی اجازت دیتا ہوں اور اس روز کا کوڈ لکھ دیتا ہوں اور ساتھ ہی میں کمپیوٹر میں

سامنے آگئی ورنہ شاید اس طرف میرا خیال ہی نہ جاتا۔“..... عمران نے کہا۔

”کیا مطلب۔ کون سی اصل بات۔“..... سرداور نے کہا۔

”سرداور۔ آپ کو رپورٹ تو مل چکی ہو گی کہ آپ کے دو سائنس دان گلستان کالونی کی ایک کوٹھی میں بے ہوش پڑے پائے گئے ہیں اور انہیں گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے۔“..... عمران نے اس بارہنجیدہ لمحے میں کہا۔

”ہاں۔ مجھے اطلاع مل گئی ہے۔ وہ دونوں اس وقت پیشل ملٹری ہسپتال میں ہیں۔ میری ڈاکٹر کا شف اور رشید سلیمان سے فون پر بات ہوئی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ ایک نئے دوست کی دعوت پر اس کی رہائش گاہ پر گئے تو انہیں اچانک گیس فائر سے بے ہوش کر دیا گیا۔ اس کے بعد انہیں ہوش آیا تو پولیس ان کے سامنے تھی۔

ان کا کوئی نقصان بھی نہیں ہوا اور اس دوست کا حلیہ اور نام وغیرہ انہوں نے پولیس کو بتا دیا ہے۔ وہ اس بارے میں انکوارری کر رہے ہیں لیکن تمہیں کیسے اس بارے میں اطلاع ملی ہے۔“..... سرداور نے کہا۔

”میرا شاگرد ٹائلر اس کوٹھی کے سامنے سے گزر رہا تھا کہ اس نے وہاں پولیس دیکھی تو تجسس کی وجہ سے رک گیا۔ پھر دونوں ڈاکٹروں کی بے ہوشی سامنے آئی تو اس نے مجھے رپورٹ دی اور میں آپ کے پاس آ گیا۔“..... عمران نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اسے فیڈ کر دیا جاتا ہے۔ پھر ہی وہ فائل پیشل شور سے باہر آ سکتی ہے۔ سرداور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”واقعی فول پروف پلان ہے لیکن غیر ملکیوں کے درمیان میں داخل ہونے سے معاملات ہر حال مشکوک ہیں۔ آپ وہ لسٹ منگوائیں۔“..... عمران نے کہا تو سرداور نے اثرکام کارسیور اٹھایا اور دونبڑ پر لیں کر کے انہوں نے کسی سے تفصیل سے بات کرنا شروع کر دی اور پھر رسیور رکھ دیا گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔ اس نے سرداور کو سلام کیا اور پھر فائل سرداور کے سامنے رکھ دی اور خود واپس چلا گیا۔ سرداور نے فائل کھولی تو اندر ایک کاغذ موجود تھا۔ وہ اسے پڑھتے رہے اور پھر انہوں نے فائل بند کر کے اسے عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”کوئی اہم فائل تو باہر نہیں لے جائی گئی جسے مشکوک سمجھا جائے۔“..... سرداور نے کہا لیکن عمران نے فائل کھولی اور پھر کاغذ پر موجود تحریر کو پڑھنا شروع کر دیا۔ کل سولہ فائلیں درج تھیں جو ایک ہفتے کے دوران باہر لے جائی گئی تھیں اور پھر سب سے آخر میں اس نے جب راج گڑھ کے الفاظ پڑھے تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

”یہ راج گڑھ میں کیا کوئی لیبارٹری ہے۔“..... عمران نے کہا۔ انتہائی اہم لیبارٹری ہے۔ میزائلوں کے سلسلے میں یہاں

کام ہوتا ہے۔“..... سرداور نے کہا۔  
”وہاں تو گھنا جنگل ہے۔ یہ لیبارٹری کہاں ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”قدیم ترین دور میں وہاں ایک مندر تھا جسے راج مندر کہا جاتا تھا لیکن اب یہ مندر تو ناپید ہو چکا ہے۔ البتہ اس کے زیر زمین تھے خانے موجود ہیں وہاں یہ لیبارٹری قائم کی گئی ہے۔ اس کا خصوصی راستہ زیر زمین سے ہوتا ہوا جنگل کے اختتام پر مشرق کی طرف ایک فوجی چھاؤنی کے اندر رکھا گیا ہے تاکہ یہ مکمل طور پر خفیہ رہے اور اسی انتظام کی وجہ سے آج تک یہ خفیہ ہی رہی ہے۔ البتہ اس کے ساتھ ساتھ جنگل میں بھی ایسے آلات نصب کئے گئے ہیں کہ اگر کوئی مشکوک آدمی اور خاص طور پر غیر ملکی وہاں نظر آئے تو اسے چیک کیا جاسکے۔ اب تک چار ایسے مشکوک افراد پکڑے چاچکے ہیں جن کا تعلق ایکریمین ایجنسیوں سے تھا۔“..... سرداور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ یہ سارا کھیل اس فائل کے لئے کھیلا گیا ہے۔“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔  
”کس فائل کے لئے۔“..... سرداور نے چونک کر کہا۔

”راج گڑھ لیبارٹری کی فائل کی بات کر رہا ہوں۔“..... عمران نے کہا اور پھر اس نے سنپر نیشنل نیشنل لائبریری سے راج گڑھ کے بارے میں مخطوطہ کے چڑائے جانے اور پھر واپس رکھے جانے اور

R  
A  
F  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

گیا۔

”تم اس فائل میں کیا دیکھنا چاہتے ہو؟“..... سرداور نے پوچھا۔

”یہ کہ کیا یہ فائل پیش پرمنی ہے یا عام کاغذ پر؟“..... عمران نے کہا۔

”پیش شور میں موجود تمام فائلیں پیش پرمنی ہیں،“..... سرداور نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ان کی کاپی نہیں ہو سکتی،“..... عمران نے کہا۔

”پہلے تو نہیں ہو سکتی تھی لیکن اب تو جدید پیش کا ہیز آگئے ہیں۔ اب تو ہو جاتی ہے،“..... سرداور نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد ڈاکٹر ذیشان اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں دو فائلیں تھیں۔ وہ دونوں اس نے سرداور کے سامنے رکھ دیں۔ ان میں سے ایک تو وہی پہلے والی فائل تھی۔ سرداور نے دوسری فائل اٹھائی، اسے کھولا اور پھر اس میں موجود کاغذات کو چیک کرنے لگا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ جا سکتے ہیں،“..... سرداور نے کہا تو ڈاکٹر ذیشان سلام کر کے واپس چلا گیا۔ سرداور نے فائل میں موجود کاغذات پر دستخط کئے اور ان کے نیچے کوڈ تحریر کر کے وہ اٹھے اور فائل لے کر کمرے سے باہر چلے گئے۔ عمران خاموش بیٹھا رہا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد دروازہ کھلا تو سرداور اندر داخل ہوئے۔ ان

اس چوری میں غیر ملکی جارج کے ملوث ہونے کی ساری تفصیل بتا دی۔

”لیکن ڈاکٹر کاشف اس ٹاپ کا آدمی نہیں ہے۔ وہ میرے ساتھ گزشتہ دس پندرہ سالوں سے کام کر رہا ہے،“..... سرداور نے کہا۔

”اور رشید سلیمان۔ اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟“..... عمران نے کہا۔

”وہ البتہ نیا آیا ہے اور ڈاکٹر کاشف سے جو نیر ہے،“..... سرداور نے کہا۔

”آپ یہ راج گڑھ والی فائل ملگوائیں۔ میں اسے چیک کرنا چاہتا ہوں،“..... عمران نے کہا تو سرداور نے اثبات میں سر ہلاایا اور پھر انٹر کام کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ پھر کسی کو کال کر کے انہوں نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک اوہیزہ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔

”ڈاکٹر ذیشان،“..... پیش شور میں موجود ایک فائل مجھے چاہئے۔ اس کا کوڈ نمبر نوٹ کریں اور پھر اس کے لئے ضروری کاغذات تیار کر کے لے آئیں،“..... سرداور نے پہلے والی فائل اٹھا کر آنے والے کے حوالے کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی فائل کا نمبر بھی بتا دیا۔

”لیں سر،“..... ڈاکٹر ذیشان نے کہا اور فائل لے کر واپس چلا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کے ہاتھ میں دو فائل میں تھیں۔

”یہ ہے وہ فائل راج گڑھ والی اور یہ دوسری سوراج گڑھ کی فائل ہے۔ یہ بے کار فائل ہے کیونکہ پہلے وہاں لیبارٹری بنانے کا پلان تھا لیکن پھر اسے غیر موزوں قرار دے کر ختم کر دیا گیا۔ البتہ فائل پیشل شور میں موجود رہی ہے،“..... سرداور نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی دونوں فائل میں عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”سوراج گڑھ کہاں ہے،“..... عمران نے فائل میں لیتے ہوئے پوچھا۔

”اسی علاقے میں ہے لیکن راج گڑھ سے کافی دور ہے،“..... سرداور نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس نے باری باری دونوں فائل میں کھول کر دیکھیں اور پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے بند کر دیں۔

”دونوں فائلوں کی کاپیاں کی گئی ہیں،“..... عمران نے کہا۔

”وہ کیسے معلوم ہوا،“..... سرداور نے پوچھا۔

”یہ فائل میں پیشل پیپرز پر ہیں اس لئے عام طور پر ان کی کاپی نہیں ہو سکتی لیکن اگر پیشل کا پیپرز پر ان کی کاپی کی جائے تو ہو جاتی ہے لیکن کاغذ پر باریک باریک نشان پڑ جاتے ہیں جو خصوصی طور پر غور سے دیکھنے پر ہی نظر آتے ہیں،“..... عمران نے کہا تو سرداور نے باری باری دونوں فائل میں کھول کر انہیں چیک کرنا شروع کر دیا۔

”ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ ان کی کاپی کی گئی ہے لیکن

کس نے ایسا کیا ہو گا اور کیوں اور دونوں فائلوں کی کاپی کی گئی ہے حالانکہ سوراج گڑھ والی فائل بے کار ہے۔ اس کی کاپی کی کیا ضرورت تھی؟“..... سرداور نے الجھے ہوئے الجھے میں کہا۔

”میرا اندازہ ہے کہ سوراج گڑھ کی فائل کی آڑ میں راج گڑھ والی فائل کی کاپی کی گئی ہے،“..... عمران نے کہا۔

”لیکن مجھے جو لیٹر آیا تھا اس میں راج گڑھ فائل طلب کی گئی تھی،“..... سرداور نے کہا۔

”تو پھر یہ منظر نامہ اس انداز میں بنتا ہے کہ راج گڑھ لیبارٹری کے خلاف مشن لے کر غیر ملکی ٹیم یہاں آئی ہے۔ پہلے انہوں نے سنٹرل بیشنسل لائبریری سے قدیم مخطوطہ چوری کرایا اور مخطوطے میں اس پورے علاقے کا نقشہ بھی موجود ہے لیکن اس سے لیبارٹری کا راستہ انہیں مل سکا تو انہوں نے اس طرف توجہ کی اور یقیناً یہ کام رشید سلیمان نے کیا ہو گا۔ اس نے غیر ملکی جوڑے سے اس کا سودا کیا لیکن چونکہ ڈاکٹر کاشف کے بغیر فائل باہر نہ آ سکتی تھی اس لئے اس نے اسے چکر دیا ہو گا کہ اسے بے کار سوراج گڑھ کی فائل کی کاپی کرنی ہے۔ شاید کوئی رقم کا سلسلہ بھی ہو گا۔ پھر یہ طے ہوا ہو گا کہ آپ کو جو لیٹر بھیجا جائے اس میں راج گڑھ فائل درج کی جائے تاکہ آپ اجازت دے دیں ورنہ بے کار فائل باہر جانے سے آپ چونک بھی سکتے تھے۔ پھر ڈاکٹر کاشف نے راج گڑھ کی فائل کی آڑ میں دونوں فائل میں باہر نکالیں جن کی کاپیاں کی گئیں اور

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”ہاں ہے۔ کیوں“..... سرداور نے کہا۔

”آپ وہ نمبر مجھے دے دیں اور انہیں میرے بارے میں بتا دیں۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے ان کی یا انہیں میری ضرورت پڑ جائے۔“ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن ایک بات میں بتا دیتا ہوں کہ اس لیبارٹری کی حفاظت ملٹری ائیلی جنس کی ذمہ داری ہے اور چھاؤنی میں باقاعدہ سیکورٹی آفیسرز سیکشن موجود ہے جس کے سربراہ کرنل شہامند ہیں“..... سرداور نے کہا۔

”ان کا نمبر بھی بتا دیں اور چیف آف ملٹری ائیلی جنس کو کہہ دیں کہ وہ کرنل شہامند کو میرے بارے میں بتا دیں“..... عمران نے کہا تو سرداور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر انہوں نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک کاغذ نکالا اور ایک ڈائری نکال کر اسے دیکھ کر اس پر دونوں فون نمبروں کو دیکھا اور پھر کاغذ جیب میں رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”اب مجھے اجازت دیجئے۔ آپ کا بہت سا قیمتی وقت میں نے ضائع کر دیا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سرداور بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

”ویسے ایک بات ہے۔ تمہارے اس طرح آنے سے دل میں جو خدشات پیدا ہوئے تھے وہ واقعی درست ثابت ہوئے ہیں“۔ سرداور

پھر فالکیں واپس سشور میں رکھ دی گئیں۔ اس کے بعد دونوں گلستان کالونی کی اس کوٹھی میں پہنچے جہاں وہ غیر ملکی جوڑا موجود تھا۔ انہوں نے رقم دے کر فالکوں کی کاپیاں حاصل کیں اور پھر ان دونوں کو بے ہوش کر کے وہ نکل گئے“..... عمران نے اپنے تجربہ کی روشنی میں پورا منظر نامہ ترتیب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ راج گڑھ لیبارٹری خطرے میں ہے“..... سرداور نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”آپ بتا رہے ہیں کہ اس لیبارٹری کا اصل خفیہ راستہ کسی فوجی چھاؤنی میں ہے۔ اسے کنٹرول کون کرتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”راستہ راج گڑھ چھاؤنی میں ہے لیکن اسے کنٹرول لیبارٹری کے اندر سے کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر گلزار اس لیبارٹری کے انچارج ہیں۔ بے حد اعلیٰ منظم اور قابل سائنس وان ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک راستہ جنگل سے بھی ہے لیکن وہ ٹکوڑہ ہے“..... سرداور نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”چھاؤنی میں داخل ہونے سے لے کر لیبارٹری کے اندر جانے کے لئے کیا اقدامات کرنے پڑتے ہیں۔ کیا آپ کو تفصیل کا علم ہے“..... عمران نے کہا۔

”اس فالک میں شاید تفصیل موجود ہو ورنہ ڈاکٹر گلزار سے معلومات حاصل کرنا ہوں گی“..... سرداور نے کہا۔

”ڈاکٹر گلزار کا کوئی خصوصی فون نمبر ہے“..... عمران نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

وہاں سے نہ گزر رہا ہوتا تو کسی اور کو اس بارے میں معلوم ہی نہ ہو سکتا تھا۔ اس طرح چیف کے دستخط اور اس کا ریکارڈ کسی بھی وقت ملک و قوم کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔..... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ اب میں زبانی احکامات پر ہی سارا کام کر لوں گا۔..... سرداور نے ایک طویل سائنس لیتے ہوئے کہا۔

”آپ سروں میں سے واحد سر ہیں جنہیں میری بات سمجھ آ جاتی ہے ورنہ سر سلطان اور ڈیڈی سر عبدالرحمٰن کے سامنے لاکھ چینخا پیٹتا رہوں وہ میری سنتے ہی نہیں ہیں اس لئے آپ کا شکریہ۔ انشاء اللہ پھر بات ہو گی۔ اللہ حافظ۔..... عمران نے کہا اور پھر سرداور سے مصافحہ کر کے وہ مڑا اور کمرے سے باہر آ گیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ میں سبز قدم ہوں۔..... عمران نے کہا تو سرداور بے اختیار نہیں پڑے۔

”ان دونوں سائنس دانوں کا کیا کرتا ہے۔..... سرداور نے یکنخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”آپ مشری ایشیلی جنس کے چیف کو روپورٹ کر دیں۔ وہ خود ہی ان سے معلومات حاصل کر لیں گے اور پھر جو قانونی کارروائی ہو وہ کریں۔..... عمران نے کہا۔

”تم ان سے بات نہیں کرو گے۔..... سرداور نے کہا۔ ”دنہیں۔ اس کی ضرورت نہیں۔ مجھے آگے کی بات سوچنی ہے۔..... عمران نے کہا۔

”اور ہاں۔ وہ تم مواصلاتی سیارے کے سیکشن کی الٹمنٹ کے بارے میں بات کر رہے تھے۔..... سرداور نے چونک کر کہا۔

”آپ نے درخواست کی جو شرط لگائی ہے وہ چیف کے لئے مشکل ہے۔ کوئی اور طریقہ سوچیں گے۔..... عمران نے جواب دیا۔

”لیکن یہ تو قانونی مجبوری ہے۔..... سرداور نے کہا۔

”سرداور۔ جہاں ملک و قوم کے مفادات کا تحفظ ہو وہاں قانون میں بھی گنجائش موجود ہوتی ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ آپ نے پیش شور کا کیا فول پروف نظام بنایا ہے لیکن اس کے باوجود مخالف ایجنت فائل کی کاپی لے اڑے ہیں اور اگر نائیگر اتفاقاً

جہاں دو لڑکیاں آئے والوں کو اٹھا کر رہی تھیں جبکہ ایک لڑکی مشین کے سامنے بیٹھی حساب کتاب میں مصروف تھی۔

”لیں سر“..... کاؤنٹر پر موجود ایک لڑکی نے جارج اور ریٹا کے کاؤنٹر پر پہنچتے ہی ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جزل منیر کارس سے ملاقات کرنی ہے۔ میرا نام جارج ہے اور یہ میری ساتھی ہے ریٹا“..... جارج نے کہا۔

”کیا آپ کی ملاقات پہلے سے ختم ہے“..... لڑکی نے رسیور اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

”ہا۔ فون پر ان سے بات ہو چکی ہے“..... جارج نے کہا تو لڑکی نے اثبات میں سر ہلا کیا اور پھر یکے بعد دیگرے کئی نمبر پر یہ کر دیے۔

”کاؤنٹر سے روزی بول رہی ہوں سر۔ ایک غیر ملکی جوڑا تشریف لایا ہے۔ مسٹر جارج اور میڈم ریٹا۔ ان کی فون پر آپ سے ملاقات طے ہو چکی ہے“..... روزی نے بڑے موڈبانہ لمحے میں کہا۔

”لیں سر“..... لڑکی نے دوسرا طرف سے بات سننے کے بعد نے بھی آنے جانے والوں کو دیکھ کر ہی اندازہ لگالیا تھا کہ یہ کلب

شرافاء کے لئے مخصوص ہے اور یہاں جرام پیشہ افراد کا عمل داخل نہیں

ہے۔ وہ ہال میں داخل ہوئے تو وہاں کا ماحول بے حد شریفانہ تھا۔ ہال پر ایک نظر ڈالنے کے بعد وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ٹیکسی بیلو مون کلب کی تین منزلہ شاندار عمارت کے سامنے جا کر رک گئی تو اس کی عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے جارج اور ریٹا نیچے اترے۔ جارج نے کرائے کے ساتھ بڑی ٹپ دی تو ٹیکسی ڈرائیور نے صرفت بھرے انداز میں شکریہ ادا کیا اور پھر سلام کر کے وہ ٹیکسی لے کر آگے بڑھ گیا اور جارج اور ریٹا کلب کے میں گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ بیلو مون کلب پاکیشیائی دار الحکومت کا خاصا معروف کلب تھا اور کلب میں شہر کے امراء اور شرفاء آتے جاتے رہتے تھے اس لئے یہاں کا ماحول بے حد اچھا تھا۔ جارج اور ریٹا نے بھی آنے جانے والوں کو دیکھ کر ہی اندازہ لگالیا تھا کہ یہ کلب شرافاء کے لئے مخصوص ہے اور یہاں جرام پیشہ افراد کا عمل داخل نہیں ہے۔ وہ ہال میں داخل ہوئے تو وہاں کا ماحول بے حد شریفانہ تھا۔ ہال پر ایک نظر ڈالنے کے بعد وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے

”مشر جارج۔ آپ مجھے ضروری حوالہ دیں۔ میں کارس بول رہا ہوں،“..... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔ ”پر بلیک“..... جارج نے کہا۔

”اوکے۔ رسیور روزی کو دیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو جارج نے رسیور لڑکی کی طرف بڑھا دیا۔ ”لیں سر“..... لڑکی نے رسیور لے کر کہا۔

”اوکے سر“..... دوسری طرف سے بات سننے کے بعد روزی نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے کاؤنٹر کے قریب موجود ایک آدمی کو اشارے سے بلایا۔ اس آدمی نے ہٹل کی یونیفارم پہن رکھی تھی۔

”انہیں چیف کے آفس تک چھوڑ آؤ“..... روزی نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں میدم۔ آئیے سر“..... آنے والے نے موڈبانہ لبھے میں کہا اور پھر اس کی رہنمائی میں وہ تیسرا منزل پر موجود کارس کے آفس تک پہنچ گئے۔ وہاں مسلح افراد موجود تھے لیکن اس آدمی کی وجہ سے کسی نے ان سے کوئی پوچھ گچھ نہیں کی۔

”تشریف لے جائیے۔ چیف اندر موجود ہیں“..... اس آدمی نے ایک بند دروازے کے قریب رک کر کہا۔

”تحینک یو“..... جارج نے کہا اور دروازے کو دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور جارج اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ریٹا بھی اندر داخل ہو گئی۔ یہ ایک خاصاً وسیع کمرہ تھا جسے آفس کے انداز میں

سجا�ا گیا تھا لیکن اس کی سجاوٹ میں شریفانہ رنگ نمایاں تھا۔ میز کے پیچھے ایک لمبے قد، چوڑے چہرے اور بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر نظر کا چشمہ موجود تھا اور اس نے ڈارک براون گلر کا سوت پہن رکھا تھا۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”تشریف رکھیں“..... رسمی فقرات کی ادائیگی اور مصافحے کے بعد اس آدمی نے کہا اور پھر انٹر کام کا رسیور اٹھا کر اس نے شراب لانے کا آرڈر دیا اور رسیور رکھ دیا اور پھر خود بھی دوبارہ میز کے پیچھے کری پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوئی۔ ٹرے میں تین گلاس جن میں شراب تھی، رکھے ہوئے تھے۔ لڑکی نے موڈبانہ انداز میں سلام کیا اور پھر ایک ایک گلاس ان تینوں کے سامنے رکھ کر خالی ٹرے اٹھائے وہ واپس مڑی۔ اور کمرے سے باہر چلی گئی تو کارس نے میز کے کنارے پر موجود ایک بٹن پر لیں کر دیا۔

”اب آپ کھل کر بات کر سکتے ہیں۔ اب یہاں سے کوئی آواز باہر نہ جاسکے گی اور نہ ہی اب کسی قسم کی کوئی مداخلت ہو گی۔“ کارس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے شراب کا گلاس اٹھا لیا۔

”آپ نے ہمیں جو کوئی دی ہے کیا وہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے؟“..... جارج نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔ ”ہاں۔ کیوں کوئی خاص بات؟“..... کارس نے چونک کر کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”نہیں۔ ہم اپنی تسلی کے لئے پوچھ رہے ہیں“..... جارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ بے فکر ہیں۔ وہاں موجود آدمی ڈیگر میرا انتہائی باعتماد آدمی ہے اور اس کوٹھی کے بارے میں میری اور ڈیگر کی ذات کے علاوہ اور کسی کو حتیٰ کہ میرے کلب کے کسی بھی آدمی کو معلوم نہیں ہے۔ یہ میرا خصوصی اذاء ہے اس لئے میں نے یہاں ہر قسم کے انتظامات کر رکھے ہیں۔ مختلف قسم کے لباس، میک اپ کا جدید سامان، اسلو، کاریں، نارچنگ روم حتیٰ کہ یہاں لاش کو جلانے والی مخصوص بر قی بھی بھی موجود ہے“..... کارس نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گذ۔ ہمیں بھی ایسی ہی رہائش گاہ کی ضرورت تھی“..... جارج نے اطمینان بھرے انداز میں کہا۔

”ارے ہاں۔ ایک بات یاد آئی۔ کیا آپ میک اپ میں ہیں“..... کارس نے ایسے انداز میں چونک کر کہا جیسے اسے اچانک کوئی بات یاد آگئی ہو اور کارس کی بات سن کر جارج بھی بے اختیار چونک پڑا اور جارج کے ساتھ ساتھ ریٹا جو خاموش بیٹھی شراب پی رہی تھی وہ بھی کارس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑی تھی۔

”ہاں۔ ہم میک اپ میں ہیں۔ کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں“..... جارج نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لبجے میں

کہا۔

”انڈرورلند کا ایک خطرناک آدمی ٹائیگر آپ کے موجودہ حلیے اور نام بتا کر مختلف کلبوں اور ہولٹوں میں پوچھ گھوکھ کرتا پھر رہا ہے۔“ کارس نے کہا تو جارج اور ریٹا دونوں کے چہروں پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”ہمارے بارے میں۔ ٹائیگر۔ یہ کون ہے۔ ہم تو ایسے کسی آدمی کو نہیں جانتے“..... جارج نے انتہائی حیرت بھرے لبجے میں کہا۔

”اس آدمی کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے انتہائی خطرناک ایجنسٹ علی عمران سے ہے“..... کارس نے کہا تو جارج اور ریٹا دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے لیکن نہیں کیسے ہمارے اس میک اپ کا علم ہو گیا اور کیسے ہمارے ناموں کا علم ہو گیا۔ یہ میک اپ تو ہم نے اس وقت کیا تھا جب وہ دونوں سائنس دان بے ہوش ہو چکے تھے جن کے بارے میں آپ کو میں نے فون پر بتایا تھا اس لئے ہوش میں آنے کے بعد وہ بھی ہمارے حلیے نہ بتا سکتے تھے۔ البتہ نام نہیں معلوم تھے“..... جارج نے کہا۔

”کوٹھی نمبر کیا تھا اور کون سی کالونی تھی جہاں آپ نے ان دونوں سائنس دانوں سے ملاقات کی تھی“..... کارس نے پوچھا تو جارج نے تفصیل بتا دی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

چارلس نے جارج اور ریٹھا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”اس نے بتایا تھا کہ وہ کیوں پوچھ چکھ کرتا پھر رہا ہے۔“ کارس نے پوچھا۔

”لیں سر۔ وہ میرا دوست ہے اس لئے میں نے اس سے پوچھا تھا۔ اس نے بتایا کہ انہیں گلتان کالونی کی ایک کوٹھی سے کار میں سوار ہو کر جاتے دیکھا گیا ہے جبکہ اس کوٹھی میں دوسائنس دانوں کو گیس کی مدد سے بے ہوش کیا گیا ہے۔“..... چارلس نے جواب دیا۔

”ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ تم جا سکتے ہو۔ لیکن سنو۔ تم نے انہیں یہاں نہیں دیکھا۔ کیا سمجھے؟“..... کارس نے سرد لمحے میں کہا۔

”لیں بآس۔ آپ بے فکر رہیں بآس۔“..... چارلس نے جواب دیا اور سلام کر کے وہ واپس چلا گیا۔

”آپ نیا میک اپ کر لیں اور اپنے نام بھی تبدیل کر لیں۔ اس ٹائیگر کے پاس سوائے آپ کے حلیوں اور ناموں کے اور کوئی تفصیل نہیں ہے۔“..... کارس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم واپس جا کر سب سے پہلے یہی کام کریں گے۔“..... جارج نے کہا۔

”نہیں جناب۔ یہ کام آپ نے یہیں اور فوری کرنا ہے۔ ٹائیگر بنے حد تیز آدمی ہے۔ ہو سکتا ہے اس نے ٹیکسی ڈرائیوروں سے بھی پوچھ چکھ شروع کر رکھی ہو۔ اس لئے آپ کی یہاں آمد کے بارے

”میں ابھی معلوم کرتا ہوں کہ کیا ہوا ہے۔ اس کالونی میں میرا ایک آدمی رہتا ہے۔“..... کارس نے کہا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں سر۔“..... ایک موڈ بانہ آواز سنائی دی۔

”چارلس۔ میرے آفس میں آؤ۔“..... کارس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اسی چارلس نے مجھے بتایا تھا کہ ٹائیگر یہاں ایک کلب میں بھی آپ کے بارے میں پوچھ چکھ کرتا پھر رہا تھا۔“..... کارس نے کہا۔

”لیکن آپ اسے بلا رہے ہیں۔ اسے ہمارے ان حلیوں کا علم ہے تو وہ فوراً سمجھ جائے گا۔“..... جارج نے کہا۔

”فکر مت کریں۔ یہ میرا پیشل ایجنت ہے۔ انہی کی قابل بھروسہ آدمی ہے۔ میرے سارے کام اس کے ذریعے ہوتے ہیں۔“..... کارس نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور درمیانے جسم کا آدمی اندر داخل ہوا لیکن جیسے ہی اس کی نظریں جارج اور ریٹھا پر پڑیں وہ بے اختیار چونک پڑا۔

”لیں سر۔“..... پھر اس نے رخ موز کر کارس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر تم سے ملا تھا اور اس نے جارج اور ریٹھا کے حلیئے بتا کر ان کے بارے میں معلومات کی تھیں۔“..... کارس نے کہا۔

”لیں سر۔ ان صاحبان کے حلیئے اس نے تفصیل سے بتائے تھے۔“

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

میک اپ کرلوں۔۔۔ ریکس نے کہا تو جارج نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر واقعی وہ دونوں ریکس کی مہارت دیکھ کر حیران رہ گئے حالانکہ وہ دونوں اپنے آپ کو میک اپ کا ماہر سمجھتے تھے لیکن ریکس واقعی اس فن میں میں بے پناہ مہارت رکھتا تھا اور پھر میک اپ کے بعد دونوں جب واپس کارس کے کمرے میں داخل ہوئے تو کارس بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ آپ تو مکمل طور پر بدل گئے ہیں۔ اگر آپ دونوں کے پیچھے میں مسٹر ریکس کو نہ دیکھتا تو شاید میں پہچان ہی نہ سکتا۔۔۔“ کارس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہارا یہ آدمی واقعی میک اپ کے فن میں ماہر ہے۔۔۔“ جارج نے کہا تو کارس نے اثبات میں سر ہلا دیا جبکہ ریکس واپس چلا گیا تھا۔ جارج اور ریٹھا دونوں کریمیوں پر بیٹھ گئے۔

”آپ نے اپنے نئے نام کیا رکھے ہیں۔۔۔“ کارس نے پوچھا۔ ”میرا نام رچڈ ہے اور ریٹھا کا نام ماریا ہے۔۔۔“ جارج نے کہا۔

”گذیز۔ اب آپ بتائیں کہ آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔۔۔“ کارس نے کہا تو جارج نے کوت کی اندر ورنی جیب سے تہہ شدہ دو کاغذ نکالے اور انہیں کارس کے سامنے رکھ دیا۔

”یہ راج گڑھ میں ایک خفیہ لیبارٹری کے کاغذات ہیں۔ باقی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ یہ اس لیبارٹری کے خفیہ راستے کے بارے ٹھیک ہے۔ آپ یہاں تشریف رکھیں۔ میں پہلے میدم کا

میں اسے معلوم ہو گیا تو وہ یہاں پہنچ سکتا ہے۔۔۔ کارس نے کہا۔ ”یہاں میک اپ کا سامان وغیرہ ہے۔۔۔“ جارج نے پوچھا۔ ”لیں سر۔ ہر طرح کا سامان ہے۔۔۔“ کارس نے کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر کسی کو ہدایات دیں اور رسیور رکھ دیا۔ ”آپ میک اپ تر لیں پھر اطمینان سے بات ہو گی۔۔۔“ کارس نے کہا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

”مسٹر ریکس۔ آپ مہماں کو پیشل روم میں لے جائیں اور ان کے میک اپ میں مدد کریں اور پھر انہیں آپ نے واپس یہاں لے آنا ہے۔۔۔“ کارس نے کہا۔

”لیں باس۔۔۔“ ریکس نے موڈ بانہ لجھے میں کہا۔ ”یہ ریکس میک اپ ماسٹر ہے جناب۔۔۔ بے حد ماہر ہے اس معاملے میں۔۔۔“ کارس نے کہا تو جارج اور ریٹھا دونوں اٹھے اور پھر ریکس کے پیچھے چلتے ہوئے دوسری منزل کے ایک کمرے میں پہنچ گئے۔ وہاں واقعی میک اپ کا ہر قسم کا سامان موجود تھا۔

”آپ جیسا بھی میک اپ کرنا چاہیں ہو سکتا ہے جناب۔۔۔“ ریکس نے جارج سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہم نے یورپی میک اپ کرنا ہے۔ پیشل میک اپ۔۔۔“ جارج نے کہا۔ ”ہم نے یورپی میک اپ کرنا ہے۔ پیشل میک اپ۔۔۔“ جارج نے کہا۔

R  
A  
F  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

میں تفصیل ہے۔ ہم نے اس لیبارٹری میں داخل ہونا ہے اور وہاں سے ایک فارمولہ باہر لانا ہے اور پھر اس لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے اور تم نے اس سلسلے میں ہماری بھرپور مدد کرنی ہے۔ ..... جارج نے کہا۔

”لیں سر۔ میں آپ کے ساتھ ہوں۔ میں انہیں پڑھ لوں۔“ -  
کارس نے کہا اور کاغذات اٹھا کر پڑھنے شروع کر دیئے۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کاغذات واپس رکھ دیئے۔

”اس لیبارٹری کا میں راستہ راج گڑھ چھاؤنی سے جاتا ہے اور وہاں ملٹری ائمیلی جنس کا پورا سیکشن سیکورٹی پر مامور ہے اور راستے کو کنٹرول بھی اندر سے کیا جاتا ہے۔ یہ تو فول پروف انظام ہے۔“ -  
کارس نے قدرے مایوسانہ لبھجے میں کہا۔

”ہمارا بھی یہی خیال ہے لیکن ہم نے بہر حال مشن مکمل کرنا ہے۔ ..... جارج نے کہا۔

”آپ کے ذہن میں کوئی پلان ہو تو بتائیں۔“ ..... کارس نے کہا۔

”لازمًا ایک راستہ جنگل میں ہے ورنہ وہ لوگ وہاں ایسے آلات نصب نہ کرتے جن سے وہ وہاں ہر وقت چیک کرتے رہتے ہیں اس لئے ہم نے چھاؤنی کے راستے نہیں بلکہ جنگل کے راستے سے اندر جانا ہے۔ ..... جارج نے کہا۔

”لیکن آپ خود ہی تو کہہ رہے ہیں کہ وہاں چینگنگ ہوتی رہتی

ہے۔ ..... کارس نے کہا۔

”یہ کام لیبارٹری کے اندر سے ہوتا ہے۔ اگر تم وہاں کے کسی آدمی کو ساتھ ملا لو تو جنگل میں نصب ان آلات کو کچھ وقٹے کے لئے بند کیا جا سکتا ہے اور پھر وہاں کوئی ہمیں دیکھنے والا بھی کوئی نہ ہو گا اور ہم راستہ کھول کر لیبارٹری میں داخل ہو جائیں گے اور پھر فارمولے کر باہر آ جائیں گے۔ اس کے بعد ریبوٹ کنٹرول سے لیبارٹری کو بھی اڑایا جا سکتا ہے۔ ..... جارج نے کہا۔

”لیکن مسٹر چپڑ۔ وہ راستہ کہاں ہے اور اسے کیسے کھولا جائے گا۔ ..... کارس نے کہا۔

”یہ بات اس فائل میں بھی درج نہیں ہے جس فائل کے کاغذ میں نے آپ کو دکھائے ہیں لیکن یہ بھی وہی آدمی بتائے گا جو ہماری مدد کرے گا۔ آپ رقم کی فکر مت کریں البتہ صرف وہ آدمی بھروسے کا ہونا چاہئے۔ ..... جارج نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں چند روز میں ایسا کوئی آدمی تلاش کر لوں گا لیکن آپ نے ان دونوں کوٹھی میں ہی رہنا ہے۔ باہر نہیں آنا کیونکہ یہ ٹائیگر بے حد خطرناک آدمی ہے۔“ - کارس نے کہا۔

”آپ اور آپ کے آدمی مسٹر یکس کے علاوہ اور کوئی ہمارے بیٹے میک اپ کے بارے میں نہیں جانتا۔ البتہ واپس کوٹھی پہنچ کر آپ کے آدمی ڈیگر کو یقین دلانا مشکل ہو جائے گا۔“ ..... جارج

R  
A  
F  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں اسے فون کر کے بتا دوں گا۔ آپ بے فکر رہیں اور آئیے۔ میں آپ کو عقبی طرف سے باہر بھجوادوں تاکہ سیکریسی مکمل طور پر قائم رہے۔“..... کارس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی جارج اور ریٹا بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر کارس انہیں عقبی دروازے کی طرف لے کر چل پڑا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

سیاہ اور سنہرے رنگ کی جدید ترین ماڈل کی لیموزین کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر جوزف موجود تھا۔ اس نے سیاہ رنگ کا سوت پہنا ہوا تھا اور باخھوں میں سیاہ رنگ کے دستانے تھے جبکہ سر پر اس نے افریقہ میں استعمال ہونے والا مخصوص فیلٹ پہنا ہوا تھا جس پر سامنے کی طرف عقاب کا پر لگا ہوا تھا۔ سائیڈ سیٹ پر جوانا بھی سیاہ رنگ کے سوت میں ملبوس بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سر پر ایکریمین انداز کا برااؤن رنگ کا فیلٹ موجود تھا جبکہ عقبی سیٹ پر عمران بھی نیوی بلیو سوت پہنے بیٹھا تھا۔ اس کی آنکھوں پر سرخ رنگ کے شیشوں والی عینک تھی اور وہ نشت سے سر نکالے آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا تھا۔ کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ انہیں دارالحکومت سے نکلنے ہوئے تقریباً آدھا گھنٹہ ہو چکا تھا اور اب کار تقریباً شکر گزہ پہنچنے والی تھی۔ شکر گزہ میں روڑ

عزت پر حرف آئے ورنہ انہوں نے دھمکی دی تھی کہ وہ خود ساتھ جائیں گی لیکن عمران کو معلوم تھا کہ ان کے ساتھ جانے سے وہ پھنس جائے گا اس لئے اس نے وعدہ کر لیا تھا اور اب وہ رانا ہاؤس سے ایک خصوصی کار میں سوار شکر گڑھ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ جوزف اس کا ڈرائیور، سیکرٹری اور بادی گارڈ تھا جبکہ جوانا صرف بادی گارڈ تھا اور عمران نے ان دونوں کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ وہ اماں بی سے وعدہ کر کے آیا ہے اس لئے اگر وہ کوئی غلط بات کرنے لگے تو اسے شاہانہ انداز میں ٹوک دیا جائے۔

”ماشر۔ آپ وہاں جا کر کیا کریں گے۔“..... اب تک خاموش بیٹھے ہوئے جوانا نے پوچھا۔

”رمبا سما ناچوں گا۔“..... عمران نے آنکھیں بند کئے کے جواب دیا۔

”رمبا سما۔ وہ کیا ہوتا ہے۔“..... جوانا نے حیرت بھرے لمحے میں کہا کیونکہ وہ تو شاید یہ الفاظ ہی پہلی بار سن رہا تھا۔

”ایک فوک ڈانس ہوتا ہے جیسے افریقہ میں موشو گوشور قص ہوتا ہے۔“..... عمران نے اس بار آنکھیں کھول کر سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

”باس۔ باس پلیز۔ یہ الفاظ دوبارہ منہ سے نہ نکالنا۔ یہ بدشگونی ہے اور یہ الفاظ ایسے ہیں کہ آنکھ گھٹوں سے سخت ترین دھوپ میں بھی بیٹھی شکاری چیل انڈے نہیں چھوڑتی لیکن یہ الفاظ سن کر وہ بھی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

پر ہی تھا اور عمران اس وقت شکر گڑھ کے نواب اختیار الدولہ کی حوالی میں بطور مہمان اپنے والد کی نمائندگی کرنے جا رہا تھا۔ نواب اختیار الدولہ جدی پشتی رکھیں تھے۔ گواب وسیع و عریض جا گیر سکڑ کر تھوڑی باقی رہ گئی تھی لیکن اب بھی شکر گڑھ کے علاقے میں ان کی کافی وسیع زرعی اراضی موجود تھی۔ اس کے علاوہ انہوں نے کئی سالوں سے پر اپنی کا بنس شروع کر رکھا تھا اور اس بنس میں بھی ان کا ستارہ عروج پر تھا اس لئے ان کے ٹھانٹھ بانٹھ آج بھی دیسے ہی تھے جیسے ان کے آباء اجداد کے تھے۔ نواب اختیار الدولہ اپنی حوالی میں ہر سال پاکیشیا کے اعلیٰ طبقے کے افراد، شرفاء اور مقتندر حلقوں کو باقاعدہ دعوت دیتے تھے اور اس دعوت میں شمولیت پر باقاعدہ فخر کیا جاتا تھا۔ نواب اختیار الدولہ کی عمران کے ڈیڈی سے نہ صرف دوستی تھی بلکہ دور کی رشتہ داری بھی تھی اس لئے سر عبد الرحمن ہر سال دعوت میں شریک ہوا کرتے تھے لیکن اتفاقاً اس بار انہیں ایک ضروری میٹنگ میں شرکت کے لئے غیر ملک جانا پڑ گیا تھا اس لئے وہ عمران کی اماں بی کو کہہ گئے تھے کہ وہ عمران کو اس دعوت میں شرکت کے لئے ضرور بھجوائے اور ساتھ ہی عمران کو کہہ دے کہ وہ وہاں کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے ان کی اور ان کے خاندان کی بے عزتی ہو۔ چنانچہ اماں بی نے اسے فون کر کے نہ صرف جانے کا حکم دیا بلکہ اس سے وعدہ بھی لیا کہ وہ وہاں ایسی کوئی حرکت نہیں کرے گا جس سے اس کے ڈیڈی یا خاندان کی

بنوائی پڑتی ہے جبکہ یہاں بنی بنائی مل جائے گی۔..... عمران نے کہا۔

”اوکے باس۔“..... جوزف نے اس انداز میں جواب دیا جیسے وہ عمران کا مطلب سمجھ گیا ہو جبکہ جوانا خاموش بینجا مسکرا رہا تھا۔

”اب کافی عرصے سے چونکہ وہ جوزف کے ساتھ رہ رہا تھا اس لئے اب اسے جوزف اور عمران کے درمیان موجود تعلق پر حیرت نہ ہوتی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ جوزف نے یہ بات خاص طور پر اس لئے پوچھی ہے کہ نواب اختیار الدولہ کی سویلی پہلے مژنے والی سڑک پر ہے یا کہ شہر کے اندر کہیں ہے اور پھر تقریباً دس منٹ بعد جوزف نے تیز رفتاری سے کار کو باسیں ہاتھ پر جانے والی سڑک پر اس انداز میں موڑا کہ ٹاروں کی چینوں سے ماہول گونج اٹھا لیکن جوزف کے چہرے پر ہلاکا سا تاثر بھی نہ تھا جیسے یہ اس کا روز کا معمول ہو۔

”کیا زمانہ آ گیا ہے۔ پہلے افریقہ کے شہزادے جوزف دی گریٹ کے کان شیروں، چیتوں اور گینڈوں کی چینیں سنتے تھے مگر اب ٹاروں کی چینیں سن کر ہی گزارہ کیا جاتا ہے۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”باس۔ ٹار چینیں نہ ماریں تو یوں لگتا ہے جیسے کار اور اس میں سوار آدمی زندہ نہیں ہیں۔“..... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس بار عمران کے ساتھ ساتھ جوانا بھی بے اختیار نہیں پڑا۔

انڈے چھوڑ دیتی ہے۔“..... جوزف نے کانپتے ہوئے لبجھ میں کہا۔ ”ماشر کہہ رہے ہیں کہ یہ افریقہ کا فوک ڈانس ہے اور تمہاری جان نکل رہی ہے۔ کیا اب تم ڈانسوں سے بھی ڈرنے لگے ہو۔“ جوانا نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ رقص اس وقت کیا جاتا ہے جب کوئی قبیلہ کسی دوسرے قبیلے پر حملہ کر کے اس کے سینکڑوں مردوں اور عورتوں کو مار دیتا ہے تو پھر ان کی لاشوں پر فاتحین موشو گوشو رقص کرتے ہیں اور جہاں یہ رقص ہوتا ہے وہاں نجاتے کتنے طویل عرصے تک کونجیں آسمان پر بین کرتی رہتی ہیں اور زمین پر کتے بھوکتے رہتے ہیں۔“..... جوزف نے اس رقص کے بارے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تو ماشر۔ آپ نے اس دعوت میں ربما سما کا نام کیوں لیا کیا وہاں قتل عام ہونے والا ہے۔“..... جوانا نے اب عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہمارا وہاں جانا ہی قتل عام کے لئے کافی ہے۔“..... عمران نے جواب دیا تو جوانا نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے وہ سمجھ گیا ہو کہ عمران اب مزید بات نہیں کرنا چاہتا اور عمران نے بھی سرنشت کے ساتھ لگا کر ایک بار پھر آنکھیں بند کر لی تھیں۔

”باس۔ کیا شکر گزہ کو مژنے والی سڑک پر کار موڑوں یا آگے جانا ہے۔“..... جوزف نے کہا۔

”ارے۔ آگے تو شوگر فیکٹری ہے جہاں سے جا کر تازہ شکر

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”باس۔ کیا کروں۔ بڑے صاحب کا خیال آ گیا تھا درنہ۔“  
جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھول کر وہ نیچے اترا اور دوسری طرف سے جوانا بھی نیچے اتر کر کھرا ہو گیا۔ حوالی میں سور برپا تھا۔ لوگ دوڑتے ہوئے اندر سے باہر آ رہے تھے۔ وہ آدمی ابھی تک شاید موت کے خوف سے دیں پڑا لرز رہا تھا۔ لوگ اس کے گرد اکٹھے تھے۔ اسی لمحے لوگ تیزی سے اندر کھڑی نئے مادلز کی کئی کاریں نظر آ رہی تھیں جبکہ گیٹ پر ایک بڑا نیون سائنس موجود تھا جس پر خوش آمدید کے الفاظ مسلسل جل بجھ رہے تھے۔

”کیا ہوا ہے۔“.....اس آدمی نے بھاری اور پاٹ دار آواز میں کہا تو نیچے گرے ہوئے آدمی نے اٹھ کر دونوں ہاتھ جوڑے اور اپنے موت سے بچنے کی تفصیل بتانا شروع کر دی۔

”کس نے کی ہے یہ گستاخی کہ نواب اختیار الدولہ کے ملازم کو ہلاک کر سکے۔“.....اس آدمی نے یلکھت چھینتے ہوئے کہا تو اس آدمی نے مرکر عمرن کی کار کی طرف اشارہ کر دیا اور نواب اختیار الدولہ انچوں کے حساب سے قدرے قریب سے گزر گئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی جوزف نے کار کی طرف دیکھنے لگے۔ جوزف اور جوانا باہر نکلے کھڑے تھے جبکہ عمران اندر بیٹھا ہوا تھا۔

”یہ کون ہیں۔“.....نواب اختیار الدولہ نے حیران ہو کر کہا۔

”اور اس انداز میں بھی تو سوچو کہ کار اور اس میں سوار افراد چینیں مارنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔“.....عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جوانا ایک بار پھر نہ پڑا لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی سڑک نے موڑ کاٹا اور اس کے ساتھ ہی ایک بہت بڑی حوالی آ گئی جس کا جہازی سائز کا گیٹ کھلا ہوا تھا اور اندر کھڑی نئے مادلز کی کئی کاریں نظر آ رہی تھیں جبکہ گیٹ پر ایک بڑا نیون سائنس موجود تھا جس پر خوش آمدید کے الفاظ مسلسل جل بجھ رہے تھے۔

”یہی حوالی ہے بس۔“.....جوزف نے کار کی رفتار آہستہ کرتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا تو جوزف نے ایک بار پھر انتہائی تیزی سے کار کو حوالی کے اندر کی طرف گھما دیا اور باروں کی چینیوں سے ماہول ایک بار پھر گھومے اور سامنے کھرا ہوا ایک آدمی کار کے نیچے آنے سے بال بال نجح گیا۔ وہ شاید آنے والے مہماں کی کاروں کو وہاں ایڈ جست کرانے کے لئے کھرا تھا۔ وہ جوزف کے بارے قریب سے گزر گئے تھے۔ اس کے جسم سے ”اب تمہارا نشانہ خطا ہونے لگ گیا ہے جوزف۔“.....عمران نے کہا۔

”مہمان ہیں جناب“..... ساتھ کھڑے ایک آدمی نے کہا۔  
”اوہ۔ پھر یہ کیوں چیخ رہا ہے۔ ہمارے مہمانوں کو تو مکمل  
اختیار ہے کسی کو کھلنے کا۔ جاؤ دفع ہو جاؤ اور تم جا کر مہمانوں کا  
استقبال کرو“..... نواب اختیار الدولہ نے ساتھ کھڑے آدمی سے کہا  
اور پھر مژ کر اندر کی طرف بڑھ گئے جبکہ وہ آدمی جس نے سیاہ  
رنگ کی شیر وانی اور سر پر عجیب سے انداز کی گپڑی باندھی ہوئی تھی  
تیزی سے عمران کی کار کی طرف بڑھنے لگا۔

” دروازہ کھولو سیکر ٹری“..... عمران نے باہر کھڑے جوزف سے  
کہا۔

”لیں باس“..... جوزف نے جواب دیا اور پھر عقبی طرف کا  
دروازہ کھول دیا تو عمران باہر آ گیا اور وہ گپڑی والا آدمی اس کے  
سامنے روکوں کے بل جھک گیا۔

”میں نواب اختیار الدولہ کی طرف سے معزز مہمان کو خوش  
آمدید کہتا ہوں“..... اس آدمی نے بڑے موڈبانہ انداز اور لمحے میں  
کہا۔

”تمہارا نام کیا ہے“..... عمران نے بڑے باوقار سے لمحے میں  
کہا۔

”حضور۔ میرا نام مختار ہے اور میں نواب صاحب کا مختار بھی  
ہوں“..... اس آدمی نے کہا۔

”یہ جو صاحب باہر آئے تھے یہی نواب اختیار الدولہ تھے“۔

عمران نے کہا۔

”بھی جناب“..... مختار نے جواب دیا۔

”ان کے بال سونے کے ہیں“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں جناب۔ یہ ان کی خاندانی روایت ہے کہ دعوت میں بال  
سنہری رنگ میں رنگتے ہیں۔ آپ اندر چلیں حضور“..... مختار نے  
جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑ گیا جس طرح  
سرے سے عمران کا واقف ہی نہ ہو۔

”سیکر ٹری۔ تم نے ہمارا تعارف کرانا ہے“..... عمران نے  
جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور آگے بڑھ گیا۔

”کون سا تعارف۔ نمبر ایک دو یا چار“..... جوزف نے اس  
طرح پوچھا جیسے عمران کے دس بارہ مختلف انداز کے تعارف ہوں  
جبکہ جوانا ساتھ ساتھ صرف مسکراتا ہوا چلا جا رہا تھا۔

”ڈیڈی والا تعارف“..... عمران نے جواب دیا۔

”اوہ۔ تو تعارف نمبر چار۔ اوکے“..... جوزف نے اطمینان  
بھرے لمحے میں کہا۔ اس دوران وہ ایک بڑے ہال میں جس میں  
سرخ رنگ کے قالیں بچھائے گئے تھے دیواروں پر نواب اختیار الدولہ  
کے بزرگوں کی بڑی بڑی تصویریں، تکواریں، ڈھالیں اور شیروں  
کے سرٹنگے ہوئے تھے۔ وہاں قدیم دور کے صوفے بھی رکھے گئے  
تھے جبکہ ایک طرف صوفے پر نواب اختیار الدولہ بیٹھے ہوئے تھے۔  
عمران اور اس کے باڑی گارڈز کے اندر داخل ہوتے ہی نواب

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

لگے ہوئے شیروں کے سروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سہمے چونکہ عمران اور اس کے دیو قامت باڈی گارڈز کو دیکھنے لگے۔ ان کا کھلا ہوا چہرہ یکخت بگر سا گیا تھا۔

”نوجوان۔ تم نواب اختیار الدولہ الی توہین کر رہے ہو۔ تمہارا کیا بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر عمران کے لئے تحسین کے تاثرات نمایاں تھے۔ شاید اسے جوزف اور جوانا جیسے افریقی اور ایکری بی بی دیو پسند آئے تھے۔

اختیار الدولہ نے یکخت غصے سے چیختے ہوئے لبجھ میں کہا۔ شاید عمران کی بات نے ان کی خاندانی آنا کو براہ راست مجروح کر دیا تھا۔

”یہ کون سی بڑی بات ہے۔ میرے دادا آنزنبل سر جہاں داد خان غلیل سے شیر مار لیا کرتے تھے۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو ہال میں موجود تمام افراد بے اختیار مسکرا دیئے لیکن عمران کے اس فقرے سے نواب اختیار الدولہ اس طرح اچھلے جیسے عمران نے انہیں کوڑا مار دیا ہو۔

”حضور آپ تشریف رکھیں۔ ہم شکار کے موضوع پر بعد میں بات کریں گے۔ آئیے میں آپ کی رہنمائی کروں۔“..... اچاک مختار نے آگے بڑھ کر عمران سے کہا اور پھر ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے ایک طرف موجود صوفے کی طرف چل پڑا اور عمران بھی

اختیار الدولہ بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہاں موجود افراد بھی چونکہ عمران اور اس کے دیو قامت باڈی گارڈز کو دیکھنے لگے۔

”آپ کی تعریف۔“..... نواب اختیار الدولہ نے بے اختیار آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر عمران کے لئے تحسین کے تاثرات نمایاں تھے۔ شاید اسے جوزف اور جوانا جیسے افریقی اور ایکری بی بی دیو پسند آئے تھے۔

”سیکرٹری۔ ہمارا تعارف نواب صاحب سے کرو۔“..... عمران نے بڑے باوقار لبجھ میں کہا۔

”جناب علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) اپنے والد سر عبدالرحمٰن ڈائریکٹر جزل ائیلی جنس بیورو کی یہاں نمائندگی کر رہے ہیں کیونکہ سر عبدالرحمٰن سرکاری دورے پر ملک سے باہر گئے ہیں اور جناب علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) کو یہاں ان کی جگہ سمجھا جائے۔“..... جوزف نے ایک تجربہ کار سیکرٹری کی طرح عمران کا تعارف کرتے ہوئے کہا۔

”اچھا تو آپ ہیں علی عمران۔ ہمارے بھتیجے۔ سر عبدالرحمٰن کے اکلوتے صاحبزادے۔ ہم آپ کو دلی طور پر خوش آمدید کہتے ہیں۔“

نواب اختیار الدولہ نے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے بڑے محبت بھرے لبجھ میں کہا۔ ان کے بازو کھلے ہوئے تھے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ عمران سے بھر پور انداز میں معافہ کرنا چاہتے ہیں۔

”یہ۔ یہ سارے شیر اصل ہیں یا۔“..... عمران نے دیواروں پر

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

مسکراتا ہوا اس کے پیچھے مڑ گیا کیونکہ اس نے نواب اختیار الدولہ کے چہرے پر جو تاثرات دیکھے تھے اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس کے دماغ کی ریسیں پھٹنے والی ہیں اور شاید ان کے مزاج شناس مختار نے بھی اسی لئے مداخلت کی تھی۔

”تشریف رکھیں جناب“..... مختار نے صوفے کے قریب رکوع کے بل جھک کر کہا لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا وہ ایک جھٹکے سے مڑا اور تیزی سے واپس چلا گیا جبکہ نواب اختیار الدولہ واپس اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گئے تھے لیکن ان کے چہرے پر تکدر کے تاثرات ابھی تک نمایاں تھے۔

”میرا نام جہان اکبر خان ہے اور میں دارالحکومت میں کنسٹرکشن برس سے متعلق ہوں۔ آپ نے نواب صاحب کو ناراض کر دیا ہے۔ دیسے شاید آپ کو معلوم نہیں ہے کہ وہ شکار کے معاملے میں بے حد پیچی واقع ہوئے ہیں“..... ساتھ وائل صوفے پر بیٹھے ایک آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ پیچی کہہ رہے ہیں جبکہ میرا خیال ہے کہ نواب صاحب نے کبھی خواب میں بھی شکار نہیں کھیلا۔ یہاں جتنے بھی شیروں کے سراور ان کی کھالیں نظر آ رہی ہیں یہ سب لگتا ہے پچھلی صدی کے شیر ہیں“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جہان اکبر خان بے اختیار نہیں پڑے۔

”ایسی بات نہیں ہے۔ ہم پرسوں بھی شکار پر راج گڑھ کے نواحی

جنگل میں گئے تھے مگر وہاں شیر، چیتے تو نہیں ہیں البتہ ہرن کا شکار بھر پور مل جاتا ہے“..... جہان اکبر خان نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”راج گڑھ کے نواح میں جنگل۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ راج گڑھ میں تو خود بہت گھنا جنگل ہے“..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں ہے لیکن وہاں خرگوش تک نہیں ملتے اور پھر وہاں بہت سی پابندیاں بھی ہیں اس لئے اب ادھر کوئی نہیں جاتا“..... جہان اکبر خان نے جواب دیا۔

”کیسی پابندیاں۔ کیا وہاں چیک پوسٹ بنی ہوئی ہیں“..... عمران نے ایک خیال کے تحت کہا۔

”جی ہاں۔ جہاں سے جنگل شروع ہوتا ہے وہاں ایک چیک پوسٹ ہے۔ وہ اول تو جنگل میں جانے سے منع کرتے ہیں لیکن اگر کوئی اصرار کرے تو اسے بھی سختی سے منع کر دیا جاتا ہے کہ باگڑی درختوں کے اندر نہ جائے۔ اس کے باوجود اگر کوئی چلا جائے تو پھر اس کی لاش ہی باہر آتی ہے“..... جہان اکبر خان بھی عام شکاریوں کی طرح بہت باقتوںی واقع ہوا تھا۔

”کیا ہے ان باگڑی درختوں میں۔ کوئی خطرناک درندے پیچے ہوئے ہیں“..... عمران نے بڑے معصوم سے لمحے میں کہا۔

”معلوم نہیں۔ میں تو کبھی نہیں گیا البتہ کل میں نے وہاں سے گزرتے ہوئے ایک کار سے دو غیر ملکیوں کو اترتے ہوئے دیکھا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

تھا۔ ایک مرد اور ایک عورت تھی وہ یورپین تھے اور وہ چیک پوسٹ کی طرف جا رہے تھے۔ ..... جہان اکبر خان نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”یہ کب کی بات ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے وہاں غیر ملکیوں کا داخلہ تو سختی سے بند ہے۔ ..... عمران نے اس بار سمجھیدہ لمحے میں کہا۔

”جی ہاں۔ اس سے پہلے میں نے بھی کبھی وہاں غیر ملکیوں کو جاتے نہیں دیکھا لیکن کل دوپہر کے وقت جب ہم وہاں سے گزرے تو ایک یورپی جوڑا وہاں موجود تھا۔ ..... جہان اکبر خان نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اسی لمحے کھانے کا اعلان ہو گیا تو عمران سمیت سب اٹھ کر بڑے ہال کی طرف بڑھ گئے جہاں کھانے کا انتظام کیا تھا لیکن عمران کی فراخ پیشانی پر شکنیں نمودار ہو گئی تھیں۔

جارج اور ریشا کمرے میں بیٹھے مختلف معاملات پر بات چیت میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نج اٹھی تو جارج نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔ رچڈ بول رہا ہوں۔ ..... جارج نے اپنا نیا نام لیتے ہوئے کہا۔

”کارس بول رہا ہوں جناب۔ ..... دوسری طرف سے کارس کی آواز سنائی دی۔

”لیں۔ کوئی اچھی خبر۔ ..... جارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ایک آدمی کے ساتھ رابطہ تو ہوا ہے اور وہ مخصوص اوقات میں چیکنگ روکنے پر بھی آمادہ ہو گیا ہے لیکن اس کا کہنا ہے کہ جنگل کی طرف سے اندر جانے کا کوئی راستہ موجود نہیں ہے۔ ..... جارج نے کہا۔

”آوریٹا۔ اس آدمی سے ملاقات کر لیں،“..... جارج نے اٹھتے ہوئے کہا تو ریٹا بھی اثبات میں سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد وہ کلب کے ایک مخصوص کمرے میں موجود تھے۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور کارس ایک ادھیزر عمر مقامی آدمی کے ساتھ اندر داخل ہوا تو جارج اور ریٹا دونوں بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

”یہ صلاح الدین صاحب ہیں۔ لیبارٹری کے دائمہ ونگ کے سیفٹی انچارج ہیں اور صلاح الدین صاحب یہ مسٹر رچڈ اور یہ میڈم ماریا ہیں،“..... کارس نے ان کا آپس میں تعارف کراتے ہوئے کہا اور ایک دوسرے سے مصافحہ کرنے اور بسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد وہ سب صوفوں پر بیٹھ گئے۔

”آپ لیبارٹری میں کیوں داخل ہونا چاہتے ہیں،“..... صلاح الدین نے بیٹھتے ہی کہا تو جارج اور ریٹا دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

”ہمیں معلوم ہے کہ جس جگہ اب لیبارٹری ہے یہاں قدیم دور میں ایک تاریخی مندر موجود تھا جسے راج مندر کہا جاتا تھا۔ ہم دونوں راج مندر پر یونیورسٹی کی طرف سے ایک تھیسز لکھ رہے ہیں اور اس سلسلے میں ہم یہاں پاکیشیا میں آئے ہیں۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہاں مقامی حکومت کی طرف سے کوئی سائنسی لیبارٹری بنائی گئی ہے جو اس مندر کے زیر زمین تہہ خانوں میں بنائی گئی ہے اور اس کا

”اگر ایسا ہوتا تو پھر جنگل میں آلات نصب کرنے کا کیا فائدہ۔ کیوں وہاں چینگ کی جاتی ہے۔ آپ کا یہ آدمی غلط بیانی کر رہا ہے،“..... جارج نے کہا۔

”آپ اس آدمی سے خود ملاقات کر لیں تو بہتر ہو گا۔“۔ کارس نے کہا۔

”لیکن جو آدمی اس طرح غلط بیانی کر رہا ہے کیا وہ قابل بھروسہ ثابت ہو گا،“..... جارج نے کہا۔

”جی ہاں۔ وہ قابل بھروسہ ہے۔ اس بات کی فکر مت کریں لیکن اس کی وہاں پوسٹنگ ابھی چھ ماہ قبل ہوئی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ اسے اس راستے کا ”اقعی علم نہ ہو،“..... کارس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ملاقات کب ہو سکتی ہے اور کہاں،“..... جارج نے کہا۔

”آپ میرے کلب میں آ جائیں لیکن میں گیٹ کی طرف سے نہیں بلکہ اس عقبی طرف سے جہاں سے میں نے آپ کو باہر بھجوایا تھا۔ وہاں آپ کی محفوظ طریقے سے ملاقات ہو سکے گی،“..... کارس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کب،“..... جارج نے پوچھا۔

”آپ آ جائیں۔ وہ آدمی بھی اس دوران آ جائے گا۔“۔ کارس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ ہم آ رہے ہیں،“..... جارج نے کہا اور رسیوز رکھ دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

راستہ چھاؤنی کی طرف سے ہے اور غیر متعلقہ آدمی کا داخلہ سختی سے بند ہے جبکہ اس کا ایک اور راستہ جو قدیم دور میں تھا وہ جنگل کی طرف سے ہے اس لئے وہاں بھی ایسے آلات نصب کئے گئے ہیں جن سے وہاں داخل ہونے والے افراد کو چیک کیا جاتا ہے اور شاید اسی سیکشن کے انچارج آپ ہیں۔ ہم صرف اتنا چاہتے ہیں کہ ہم خود اندر سے ان تھہ خانوں کو دیکھ کر ان کی تصاویر بنائیں۔ ہمیں لیبارٹری سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور نہ ہی یہ ہمارا سمجھیت ہے لیکن ہم یہ تھیسز ضرور مکمل کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔ جارج نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا کیونکہ یہاں پہنچنے پر پہلے کارس نے ان سے ملاقات کی تھی اور انہیں بتایا تھا کہ جب وہ اس آدمی کو ساتھ لے کر آئے تو اسے یہی بات بتائی جائے کیونکہ اس آدمی کو یہی بات کر کے تعاون پر آمادہ کیا گیا ہے۔

”اگر آپ کو میں اندروں نقشہ بنایا کر دے دوں تو آپ کا کام مکمل نہیں ہو گا“۔۔۔۔۔ صلاح الدین نے کہا۔

”نہیں جناب۔ ہم تھیسز میں کوئی غلط بیانی نہیں کرنا چاہتے کیونکہ اس تھیسز کے بعد بورڈ ہم سے سوال جواب کرے گا“۔ جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ کے پاس ایسے کاغذات ہیں جن سے یہ بات ثابت ہو سکے کہ آپ واقعی تھیسز لکھ رہے ہیں اور آپ کا تھیسز راج مندر کے بارے میں ہے“۔۔۔۔۔ صلاح الدین نے کہا تو جارج نے اثبات

میں سر ہلاتے ہوئے کوٹ کی اندروں جیب سے ایک لفافہ نکالا اور اسے کھول کر اس میں سے کاغذات نکال کر صلاح الدین کی طرف بڑھا دیئے۔ یہ کاغذات وہ پہلے ہی تیار کر ساتھ لے آئے تھے تاکہ کسی بھی شک کی صورت میں وہ اپنا دفاع کر سکیں۔ ان کاغذات کی باقاعدہ تصدیق کی جا سکتی تھی۔ صلاح الدین کافی دری تک کاغذات کو پڑھتا رہا اور پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کاغذ واپس جارج کی طرف بڑھا دیئے۔

”اب میری پوری تسلی ہو گئی ہے۔ معاف کیجئے۔ یہ لیبارٹری انتہائی اہمیت کی حامل ہے اور میں محبت وطن آدمی ہوں۔ جناب کارس نے مجھے یہ سب بتایا تھا لیکن میں نے ضروری سمجھا کہ آپ سے ملاقات کر کے اپنا اطمینان کر لوں“۔۔۔۔۔ صلاح الدین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ایسا آپ کو کرنا بھی چاہئے تھا۔ ہمارا اس لیبارٹری سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی ہمیں کسی سامنے پراجیکٹ سے کوئی دلچسپی ہے۔ ہماری دلچسپی صرف مندر، اس کے تھہ خانوں اور ان کی دیواروں پر بنی ہوئی قدیم دور کی تصاویر تک محدود ہے“۔۔۔۔۔ جارج نے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے۔ یہ واقعی کسی قدیم مندر کے تھہ خانہ جات ہیں کیونکہ وہاں دیواروں پر اور چھتوں پر عجیب و غریب سی تصاویر اور دیوتاؤں کی تصاویر اب بھی کہیں کہیں موجود ہیں لیکن

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

اصل مسئلہ آپ کے اندر جانے کا ہے۔ چھاؤنی کی طرف سے تو آپ کسی صورت اندر نہیں جا سکتے اور نہ میں کیسرہ لے کر اندر جا سکتا ہوں کہ میں تصاویر کھینچ کر آپ کو لا دیتا۔ وہاں تو انہائی سخت حفاظتی سائنسی انتظامات ہیں اور جنگل کی طرف سے کوئی راستہ ہے ہی نہیں۔..... صلاح الدین نے کہا۔

”اگر ایسی بات ہے تو پھر وہاں جنگل میں سائنسی چینگ کے جدید ترین آلات کیوں نصب کئے گئے ہیں؟..... جارج نے کہا۔

”اس لئے کہ وہاں کوئی آدمی زمین میں سرنگ لگا کر طاقتور بم کی مدد سے لیبارٹری کو تباہ کرنے میں کامیاب نہ ہو جائے۔“

صلاح الدین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جب وہاں مندرجتا تو ظاہر ہے اس کا راستہ اوپر سے ہی ہو گا۔ چھاؤنی والا راستہ تو لامحالہ اس وقت خفیہ راستہ ہی ہو گا۔“ جارج

”ہاں۔ لیکن اس راستے کو بند کئے سینکڑوں سال ہو گئے ہوں گے۔ اب وہ کیسے کھل سکتا ہے اور کسی کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ راستہ کہاں اور کس طرف تھا۔“..... صلاح الدین نے کہا۔

”ایک کام ہو سکتا ہے۔“..... خاموش بیٹھے ہوئے کارس نے اچانک پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔

”وہ کیا؟.....“..... جارج اور صلاح الدین دونوں نے چونکتے ہوئے کہا جبکہ ریٹا جواب تک خاموش بیٹھی سب باقیں سن رہی تھیں وہ بھی

چوک کر کارس کی طرف دیکھنے لگی۔

”آپ کوئی نائم دے دیں اور اس نائم میں چینگ بند کر دیں اور رچڑا اور ماریا دونوں وہاں اچھی طرح گھوم پھر کر چینگ کر لیں۔ شاید وہ راستہ بھی تلاش کر لیں اور اسے کھولنے کا بھی کوئی طریقہ سوچ لیں۔“..... کارس نے صلاح الدین سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے لیکن اس کے لئے میں علیحدہ معاوضہ لوں گا۔“..... صلاح الدین نے کہا۔

”معاوضے کی فکر مت کریں۔ وہ مل جائے گا۔“..... کارس نے جواب دیا۔

”تو پھر ایسا ہے کہ میں یہاں سے سیدھا لیبارٹری جا رہا ہوں۔ مجھے چھاؤنی کے راستے جانا ہو گا جبکہ آپ کو جنگل میں جانا ہو گا اور ہاں۔ وہاں ایک چیک پوسٹ ہے جو شکاریوں کو جنگل میں جانے سے روکتی ہے اور خاص طور پر غیر ملکیوں کو۔ وہ چیک پوسٹ میرے ہی تھت ہے۔ اس کا انچارج گلزار خان نامی آدمی ہے۔ میں اسے فون کر دیتا ہوں وہ آپ کو آگے جانے دے گا۔“..... صلاح الدین نے کہا تو جارج نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”وہ لاکھ ڈالر معاوضہ اس کا علیحدہ دے دیں اور اگر آپ لیبارٹری میں گئے تو اس کا معاوضہ پچاس لاکھ ڈالر علیحدہ ہو گا۔“..... صلاح الدین نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”اوے کے کارس صاحب۔ صلاح الدین صاحب کو چیکنگ کا معاوضہ اور اندر جانے کا معاوضہ دونوں کے چیک دے دیں۔ ان سے ہمارا معاملہ ہو گیا۔“..... جارج نے کہا۔

”لیں نہ۔“..... کارس نے کہا اور پھر جیب سے چیک بک نکال کر اس نے ایک چیک پر رقم لکھی اور نیچے اپنے مخصوص دستخط کر کے چیک کو بک سے علیحدہ کیا اور پھر چیک صلاح الدین کی طرف بڑھا دیا۔

”صلاح الدین صاحب۔ ایک بات کا خیال رکھیں کہ اگر آپ کو اتنی بھاری رقم دی جاسکتی ہے تو دھوکے کی صورت میں آپ کے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔“..... کارس نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ آپ تو مجھے طویل عرصے سے جانتے ہیں۔ میری طرف سے کوئی دھوکہ نہیں ہو گا۔ آگے آپ کی قسمت۔“..... صلاح الدین نے کہا تو کارس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”آپ انچارج چیک پوسٹ گزار خان کو فون کر رہے تھے۔“..... جارج نے کہا تو صلاح الدین نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”لاڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دیں۔“..... جارج نے کہا تو صلاح الدین نے آخر میں لاڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

”راج گڑھ چیک پوسٹ۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ جواب دیا۔

”ایک بات تو بتائیں مسٹر صلاح الدین۔“..... اچانک ریٹا نے کہا تو سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔  
”جی پوچھیئے۔“..... صلاح الدین نے کہا۔

”فرض کیا ہمیں راستہ مل جاتا ہے اور ہم اسے کھول کر اندر چلتے ہیں۔ آپ اس دوران مائنٹرینگ آلات بھی بند کر دیتے ہیں تو یہ بتائیں کہ اندر لیبارٹری میں آپ دوسرے لوگوں سے ہمارے بارے میں کیا کہیں گے۔“..... ریٹا نے کہا تو صلاح الدین بے اختیار مسکرا دیا۔

”لیبارٹری میں ایک گھنٹہ ایسا ہوتا ہے جب مجھے سمیت تمام لوگ دوپھر کے کھانے کے لئے سب سے نیچے والے تھے خانے میں جواب بنایا گیا ہے، موجود ہوتے ہیں اور پورا ایک گھنٹہ وہاں گزارا جاتا ہے کیونکہ کسی غیر کا لیبارٹری میں داخلے کا تو سوچا بھی نہیں جاسکتا۔ آپ کو اس ایک گھنٹے کے اندر اندر لیبارٹری میں اپنی تمام کارروائی مکمل کر کے واپس جانا ہو گا۔“..... صلاح الدین نے کہا۔

”اوے۔ ویسے لیبارٹری میں صاف ہوا کی آمد، آلووہ ہوا کی نکاسی، صاف پانی کا حصول اور آلووہ پانی کے نکاس کا کیا انتظام ہے۔“..... ریٹا نے پوچھا۔

”یہ تمام پاؤشش چھاؤنی کے اندر ہیں۔“..... صلاح الدین نے جواب دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

نے کہا۔

”لیں سر۔ کیا پہچان ہے ان کی سر“..... گلزار خان نے پوچھا۔

”ان کا نام مسٹر رچڈ اور میڈم ماریا ہوں گے اور وہ وہاں میرا نام لیں گے۔ یورپی نژاد ہیں۔ اور سنو۔ جتنا عرصہ وہ وہاں گھومنا پھرنا چاہیں تم نے کوئی پابندی نہیں لگائی“..... صلاح الدین نے کہا۔

”لیں سر۔ حکم کی تعییل ہو گی سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے“..... صلاح الدین نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”آپ چیک پوسٹ پر گلزار خان سے مل کر میرا نام لیں گے تو وہ آپ سے مکمل تعاون کرے گا“..... صلاح الدین نے فخریہ لجھے میں کہا تو جارج نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”آپ ہمیں وقت بتا دیں کہ آپ کب سے کب تک چینگ بند رکھیں گے“..... جارج نے کہا۔

”میں کل گیارہ بجے لیبارٹری پہنچوں گا۔ آج میں چھٹی پر ہوں۔ آج آپ یہاں سے کار پر روانہ ہوں تو کل دس گیارہ بجے راج گڑھ چیک پوسٹ پر پہنچیں گے اس لئے کل ایک سے دو بجے تک میں مائنٹر نگ بند رکھوں گا۔ اوکے“..... صلاح الدین نے کہا اور جارج کے سر ہلانے پر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر جارج اور ریٹا سے مصافحہ کر کے وہ کارس کے ساتھ کمرے سے باہر چلا گیا۔

”تم وہاں راستہ دیکھنے جا رہے ہو یا کوئی اور مسئلہ ہے“..... ریٹا

آواز سنائی دی۔

”گلزار خان سے بات کرائیں میں صلاح الدین بول رہا ہوں۔ سیفی انچارج“..... صلاح الدین نے کہا۔

”لیں سر۔ ہولہ کریں سر“..... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکخت مودبانہ ہو گیا تھا۔

”ہیلو۔ گلزار خان بول رہا ہوں“..... چند المحبوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ مودبانہ ہی تھا۔

”صلاح الدین بول رہا ہوں“..... صلاح الدین نے کہا۔

”لیں سر۔ حکم سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ایک یورپی جوڑا چیک پوسٹ پر پہنچے گا۔ وہ میرے ملنے والے ہیں اور راج گڑھ جنگل کی سیر کرنا اور وہاں کی تصاویر بنانا چاہتے ہیں۔ تم نے انہیں نہیں روکنا بلکہ ان سے مکمل تعاون کرنا ہے“..... صلاح الدین نے کہا۔

”کس قسم کا تعاون سر“..... گلزار خان کے لہجے میں حیرت تھی۔

”انہیں اس جنگل کے سرکاری نقشے کی ایک کاپی دے دینا اور ایک واکی ٹاکی بھی دے دینا تاکہ اگر انہیں ضرورت پڑے تو وہ تم سے رابطہ کر سکیں“..... صلاح الدین نے کہا۔

”لیں سر۔ لیکن سروہ ریڈ سرکل میں تو نہیں جا سکیں گے۔ اس بارے میں انہیں بتایا جائے یا نہیں“..... گلزار خان نے کہا۔

”وہ میں نے انہیں بتا دیا ہے۔ تم فُکرمٰٹ کرو“..... صلاح الدین

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

نے کہا۔

”مجھے راستے کا تو علم ہے۔ اصل بات اس بلاکنگ کو ختم کرنا ہے اور یہ بلاکنگ مشینری کے بغیر ختم نہیں ہو سکتی۔ میں وہاں اس بلاکنگ کو آف کرنے کی مشینری کو چیک کرنے جا رہا ہوں۔ اس کے بعد ہم جائیں گے اور مشینری کے ذریعے راستہ کھول کر اپنا مشن مکمل کریں گے۔“..... جارج نے کہا تو رینا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

جیپ خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی راج گڑھ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جوزف بیٹھا ہوا تھا۔ عقبی سیٹ پر اکیلا عمران موجود تھا۔ نواب اختیار الدولہ کی دعوت میں جہان اکبر خان نے اسے یہ بتا کر کہ اس نے ایک یورپی جوڑے کو چیک پوسٹ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تھا، چونکا دیا تھا کیونکہ ٹائیگر باوجود شدید کوشش کے ابھی تک اس جارج کو تلاش نہ کر سکا تھا جس نے سنٹرل نیشنل لائبریری سے منقطعہ چوری کرایا تھا۔ گو جو حلیہ کراون نے اس جارج کا بتایا تھا اس کے مطابق وہ ایکریمین نژاد تھا لیکن جب دونوں سائنس دانوں رشید سلیمان اور ڈاکٹر کاشف کو بے ہوش کیا گیا تھا تو اس سے پہلے جو جوڑا ساتھر والی کوٹھی کے چوکیدار نے کار میں جاتے ہوئے دیکھا تھا وہ یورپی نژاد تھا لیکن عمران جانتا تھا کہ موجودہ دور میں میک

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

عورت کو تم تلاش نہیں کر سکے۔ کوئی خاص وجہ ہے۔۔۔ عقیقی سیٹ پر بیٹھے ہوئے عمران نے نائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جارج اور اس کی ساہی عورت جس کا نام ریٹا بتایا گیا ہے بے حد ہوشیار اور چالاک ہیں۔ کراون نے انہیں جس کوٹھی میں رکھا ہے وہ بغیر کسی کو بتائے خاموشی سے وہاں سے نکل گئے اور انہوں نے کراون سے یکسر تمام رابطے ختم کر دیئے حالانکہ بظاہر اس کی کوئی وجہ بھی نہ تھی۔ اس کے بعد میں نے بڑی مشکل سے کھون لگایا کہ ریڈ شارکلب کے جیگر سے ان کے رابطے ہیں لیکن پھر وہی ہوا جو کراون کے معاملے میں ہوا تھا۔ اچانک انہوں نے جیگر کی دی ہوئی رہائش گاہ چھوڑ دی اور اس سے بغیر کسی ظاہری وجہ کے تمام رابطے ختم کر دئے،.....ٹائیگر نے جواب دتے ہوئے کہا۔

”تم نے ایکریمیا سے ان کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں یا نہیں؟“..... عمران نے پوچھا۔

”لیں بس۔ وہاں سے اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ ایکریمیا نے  
حال ہی میں ایک نئی ایجنسی قائم کی ہے جس کا نام کراوز ہے اور  
جس کا چیف انتہائی خفیہ رہتا ہے اور جارج اور ریٹا اس ایجنسی کے  
پر ایجنس ہیں اور وہ ان دونوں کسی مشن پر پا کیشیا گئے ہوئے  
ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے حلیے اور قدوقامت کی تفصیل  
معلوم ہو سکی ہے اور بس،“.....ٹائیگر نے جواب دیا۔

”ایئرپورٹ سے معلومات حاصل کی ہیں ان کے پارنے میں۔“

اپ کر لینا کوئی مسئلہ نہیں اور کراون نے جب سے بتایا تھا کہ ان کا تعلق ایکریمیا کی اپنی کراوز سے ہے تو وہ سمجھ گیا تھا کہ انہوں نے میک اپ تبدیل کر لیا ہو گا لیکن ایک یورپی جوڑے کی راج گڑھ جنگل میں جانے کی بات سن کر وہ اس لئے بھی چونکا تھا کہ اس نے اس لیبارٹری کے تحفظ کے لئے نہ صرف وہاں ملٹری انسپلی جس کے سیکشن انچارج کرنے شہامند کو بھی ارت کر دیا تھا اس کے ساتھ ساتھ چھاؤنی کے انچارج کرنے عزیز احمد کو بھی وزارت دفاع کی طرف سے خصوصی طور پر ارت کر دیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ صدر، چوبان اور نعمانی کو بھی اس نے چھاؤنی میں بھجوادیا تھا اس لئے وہ مطمئن تھا کہ چھاؤنی کے راستے لیبارٹری میں کوئی ایجنت داخل نہ ہو سکے گا لیکن جہان اکبر خان کی بات سن کر اسے خیال آیا تھا کہ لازماً جنگل میں سے لیبارٹری جانے کا کوئی نہ کوئی راستہ موجود ہو گا۔ گو وہاں باگڑی درختوں جسے ریڈ سرکل کہا جاتا تھا، میں آلات نصب تھے اور غیر ملکی تو ایک طرف کوئی مقامی آدمی بھی اس سرکل میں داخل نہ ہو سکتا تھا اور اسی بات کو چیک کرنے کے لئے وہ راج گڑھ جنگل میں جا رہا تھا۔ جوزف کو اس نے خصوصی طور پر اس لئے ساتھ لے لیا تھا کہ جنگل میں جوزف کی تمام حسینیں عام حالات کی نسبت سینکڑوں گنا زیادہ بڑھتی تھیں۔

”ٹائیگر۔ تمہارے بارے میں کہا جاتا ہے کہ تم تھتِ الشری سے بھی اپنے ٹارگٹ کو ڈھونڈ نکالتے ہو لیکن چارج اور اس کی ساتھی

عمران نے پوچھا۔

”لیں باس۔ یہ دلوں اپنے اصل چہروں اور اصل ناموں کے ساتھ پاکیشا پہنچے ہیں۔ اس کے بعد کراون سے ان کے رابطے ہوئے۔ پھر جیگر کے ساتھ اور اس کے بعد یہ کہاں ہیں ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔“.....ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بہر حال رابطے تو لازماً ان کے کسی نہ کسی گروپ کے ساتھ ہوں گے۔“.....عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ”باس۔ آپ کہہ رہے تھے کہ انہیں راج گڑھ کے جنگل میں دیکھا گیا ہے۔ کیا لیبارٹری کا کوئی راستہ جنگل میں سے بھی ہے۔“.....توہڑی دیر کی خاموشی کے بعد ٹائیگر نے پوچھا۔

”لازماً ہو گا۔ اسی لئے تو یہاں ایسے آلات نصب کئے گئے ہیں جن سے آنے والوں کی لیبارٹری کے اندر سے مائنٹرنس کی جاتی ہے۔“.....عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ایسی صورت میں تو فوری طور پر ان کی نشاندہی ہو سکتی ہے۔ کیا آپ کو بھی لیبارٹری کی طرف سے اطلاع دی گئی ہے۔“.....ٹائیگر نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر دو گھنٹوں کے مزید سفر کے بعد وہ ایک چیک پوسٹ کے قریب پہنچ گئے اور ٹائیگر نے جیپ چیک پوسٹ کی طرف موڑ دی جو عام سڑک سے تھوڑا اندر جا کر بنائی گئی تھی۔ یہ دو کمرے تھے جس کے باہر سڑک اور یہ ایسی بات تھی جس نے مجھے چونکا دیا تھا کیونکہ وہاں حکومت کی طرف سے باقاعدہ چیک پوسٹ بنائی گئی ہے جو عام لوگوں کو

اندر جانے سے روکتی ہے اور اگر کوئی جانے کی ضد کرے تو اس کے مکمل کوائف وہاں درج کئے جاتے ہیں لیکن غیر ملکیوں کا داخلہ تو انتہائی سختی سے منوع ہے۔“.....عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”لیکن باس۔ اس طرح لوگوں کو اندر جانے سے کیسے روکا جا سکتا ہے۔ وضع و عریض جنگل میں لوگ کہیں سے بھی اندر داخل ہو سکتے ہیں۔“.....ٹائیگر نے کہا۔

”نہیں۔ ہر طرف بڑے بڑے بورڈ لگائے گئے ہیں اور ایسے آلات نصب ہیں جو داخل ہونے والوں کو روک دیتے ہیں اور صرف ایک راستہ ہے جس پر وہ چیک پوسٹ بنی ہوئی ہے۔“.....عمران نے کہا۔

”لیکن حکومت کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت ہے جب وہاں کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔“.....ٹائیگر نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”لیبارٹری کو باہر سے بھی تباہ کیا جا سکتا ہو گا اس لئے ایسے انتظامات کئے گئے ہوں گے حالانکہ اتنے ایریا میں لوگوں کو روکنے سے بہتر تھا کہ اس راستے کو یا اس جگہ کو بم پروف بنا دیا جاتا۔“.....عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر دو گھنٹوں

کے مزید سفر کے بعد وہ ایک چیک پوسٹ کے قریب پہنچ گئے اور ٹائیگر نے جیپ چیک پوسٹ کی طرف موڑ دی جو عام سڑک سے تھوڑا اندر جا کر بنائی گئی تھی۔ یہ دو کمرے تھے جس کے باہر سڑک کی طرف سے باقاعدہ چیک پوسٹ بنائی گئی ہے جو عام لوگوں کو

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

پہلے ملٹری ائمیل جنس کے چھاؤنی میں انچارج کرنل شہامند سے بات کر لی تھی اور کرنل شہامند نے اسے بتا دیا تھا کہ ان کے بارے میں چیک پوسٹ پروفون کے ذریعے باقاعدہ اطلاع دے دی گئی ہے۔

”یہ بتائیں کہ دو تین روز پہلے ایک یورپی جوڑے کو جنگل میں جاتے دیکھا گیا ہے جبکہ غیر ملکیوں کا داخلہ ممنوع ہے۔“..... عمران نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود بھی کاؤنٹر کی جانب آری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”سر۔ ایک یورپی جوڑا آیا ضرور تھا۔ ان کے پاس ایکریمیا کی نیشنل یونیورسٹی کے کاغذات تھے اور ان کا تعلق قدیم تاریخ کے شعبے سے تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ یہاں قدیم دور میں ایک مندر تھا۔ وہ اس بارے میں جنگل میں جا کر معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں جس پر میں نے انہیں بتایا کہ غیر ملکیوں کا داخلہ جنگل میں ممنوع ہے۔ انہوں نے اصرار کیا اور کرنل صاحب سے بات کرنے کی خواہش ظاہر کی تو میں نے بات کر دی۔ کرنل صاحب نے بھی انہیں سمجھایا لیکن ان کے مزید اصرار پر انہوں نے انہیں ریڈ سرکل سے ہٹ کر صرف جنگل میں گھونٹنے پھرنے کی اجازت دے دی اطلاع دے دی تھی۔ میرا نام گزار خان ہے اور میں اس چیک اور وہ لوگ کئی گھنٹوں تک جنگل میں گھونٹنے کے بعد واپس چلے چکے کا انچارج ہوں۔ ہم آپ کی ہر خدمت کرنے کے لئے تیار ہیں۔“..... انچارج نے باقاعدہ سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔ یہ چیک پوسٹ ملٹری ائمیل جنس کے تحت تھی اور عمران نے یہاں آنے سے

گیا تھا۔ دونوں کروں کے باہر مشین گنوں سے مسلح یونیفارم پہنے ہوئے دو آدمی موجود تھے۔ نائیگر نے جیپ راؤ کے قریب لے جا کر روک دی اور عمران جیپ کا دروازہ کھول کر پیچے اتر آیا۔

”تم یہیں رکو۔ میں آ رہا ہوں۔“..... عمران نے کہا اور پھر قدم بڑھاتا ہوا وہ کمروں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”انچارج کہاں بیٹھتا ہے۔“..... عمران نے ایک مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اس کمرے میں جناب۔“..... اس مسلح آدمی نے ایک کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ موبدانہ تھا اور عمران سر ہلاتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران اندر داخل ہوا تو ایک کاؤنٹر کے پیچے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی یونیفارم پہنے بیٹھا ہوا تھا۔

”مجھے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کہا جاتا ہے۔“..... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو وہ آدمی ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ جناب۔ چیف نے مجھے آپ کے بارے میں اطلاع دے دی تھی۔ میرا نام گزار خان ہے اور میں اس چیک اور وہ لوگ کئی گھنٹوں تک جنگل میں گھونٹنے کے بعد واپس چلے گئے۔“..... انچارج نے باقاعدہ سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔ یہ چیک پوسٹ ملٹری ائمیل جنس کے تحت تھی اور عمران نے یہاں آنے سے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

نے حیرت بھرے لبجے میں کہا۔  
”لیں سر“..... گلزار خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
”یہاں سے بات ہو سکتی ہے کرنل صاحب سے“..... عمران نے پوچھا۔

”لیں سر“..... گلزار خان نے موڈبانہ لبجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔  
”بات کراو میری“..... عمران نے کہا تو گلزار خان نے کاؤنٹر پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”انچارج راج گڑھ چیک پوسٹ گلزار خان بول رہا ہوں۔  
کرنل شہامند صاحب سے بات کرائیں“..... گلزار خان نے کہا۔

”سر۔ جناب علی عمران صاحب میرے پاس چیک پوسٹ پر موجود ہیں۔ وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں“..... گلزار خان نے بڑھا دیا۔

”لیں سر“..... اس نے دوسری طرف سے بات سن کر کہا اور پھر رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں چیک پوسٹ راج گڑھ سے“..... عمران نے اپنے مخصوص لبجے میں کہا۔

”جی جناب۔ کوئی پرالیم ہے۔ میں نے آپ کے بارے میں

فون پر اطلاع دے دی تھی“..... دوسری طرف سے بھاری آواز میں کہا گیا لیکن لبجے قدر سے موڈبانہ تھا۔

”کرنل صاحب۔ انچارج ساحب بتا رہے ہیں کہ آپ نے ایک غیر ملکی جوڑے کو دو تین روز پہلے جنگل میں گھونٹنے پھرنے کی اجازت دی تھی۔ کیا یہ درست ہے“..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ گلزار خان نے مجھے بتایا تھا کہ وہ بے حد اصرار کر رہے ہیں اور ان کا تعلق ایکریمیا کی یونیورسٹی سے ہے اور گلزار خان نے ان کے کاغذات بھی چیک کئے تھے“..... کرنل شہامند نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”آپ نے ان کے کوائف تو درج کئے ہوں گے“..... عمران نے کہا۔

”لیں سر“..... گلزار خان نے ایک رجسٹر اٹھا کر اسے کھولتے ہوئے کہا اور پھر ایک صفحہ پلٹ کر اس نے رجسٹر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”یہ دیکھئے۔ یہ اندرج ہے“..... گلزار خان نے کہا تو عمران نے رجسٹر پر دیکھا۔ وہاں رچڑا اور ماریا کے نام درج تھے اور ان کا ایکریمیا کا پتہ درج تھا اور دستخط تھے۔

”ان کا مقامی ایڈریس نہیں لکھا گیا“..... عمران نے پوچھا۔

”انہوں نے بتایا تھا کہ وہ گرانڈ ہوٹ میں ٹھہرے ہوئے ہیں کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

ضرورت ہی پیش نہیں آئی تھی لیکن چونکہ یہ قانوناً دیا جانا ضروری ہوتا ہے اس لئے میں نے انہیں بھی دے دیا تھا۔..... گلزار خان نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے واکی ٹاکی جیب میں ڈالا اور پھر آفس سے باہر آ گیا۔ اس کے پیچھے گلزار خان بھی باہر آ گیا۔

”راڑ ہٹا دو۔..... گلزار خان نے مسلح افراد سے کہا تو ایک آدمی نے تیزی سے آگے بڑھ کر راڑ ہٹا دیا۔

آپ کے پاس اس جنگل کا نقشہ تو ہو گا۔..... اچانک ایک خیال کے تحت عمران نے گلزار خان سے پوچھا۔

”لیں سر۔ میں لے کر آتا ہوں۔..... گلزار خان نے کہا اور تیزی سے مڑ کر واپس آفس میں چلا گیا جبکہ عمران جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر اور جوزف بھی جیپ سے نیچے اتر کر کھڑے تھے۔ چند لمحوں بعد گلزار خان ایک تہہ شدہ نقشہ لئے آفس سے نکل کر عمران کی طرف بڑھا اور اس نے نقشہ عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”یہ اصل ہے یا کاپی۔..... عمران نے نقشہ لیتے ہوئے پوچھا۔

”یہ کاپی ہے۔ یہاں ہم نے کاپیاں کرائیں کر رکھی ہوئی ہیں۔ جو لوگ جنگل میں جانے پر اصرار کرتے ہیں تو ہم انہیں نقشے کی کاپی دے دیتے ہیں۔..... گلزار خان نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر گلزار خان کا شکریہ ادا کر کے عمران سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

اور دو روز بعد واپس جا رہے ہیں۔..... گلزار خان نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔

”سر۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ غیر ملکی جوڑا کون تھا جس کے لئے آپ ایسی انکواری کر رہے ہیں۔..... گلزار خان نے قدرے سمجھے ہوئے لجھے میں کہا۔

”یہ ملک دشمن ایجنس تھے۔..... عمران نے مختصر سا جواب دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”کیا ہمیں بھی اندرجات کرنے ہوں گے جنگل میں جانے لئے۔..... عمران نے کہا۔

”لیں سر۔ یہ قانونی ضابطہ ہے۔..... گلزار خان نے بھی اٹھتے ہوئے مودبانہ لجھے میں کہا تو عمران نے اپنا، ٹائیگر اور جوزف کے نام لکھ کر اپنا پتہ لکھا اور پھر دستخط کر دیے۔

”تھینک یوسر۔..... گلزار خان نے کہا اور پھر اس نے کاؤنٹر کے نیچے موجود خانے سے ایک واکی ٹاکی نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”یہ واکی ٹاکی رکھیں۔ کسی بھی ایر جنسی کی صورت میں آپ ہمیں مطلع کر سکتے ہیں۔..... گلزار خان نے کہا۔

”کیا آپ نے اس یورپی جوڑے کو بھی واکی ٹاکی دیا تھا۔۔۔

”لیں سر۔ لیکن انہوں نے کال نہیں کی تھی۔ انہیں اس کی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”جوزف کے لئے ممکن ہے اور اسی لئے میں اسے ساتھ لایا ہوں۔ جنگل میں اس کی تمام حیات اس قدر تیز ہو جاتی ہیں کہ شاید درندوں کی حیات بھی اتنی تیز نہ ہوتی ہوں گی اور یہاں تو افراد بہت کم آتے ہیں اور یقیناً جارج اور ریتا یہاں گھومتے رہے ہوں گے تو ان کی مخصوص بو جنگل میں موجود ہو گی جسے جوزف کی تاک سونگھ سکتی ہے۔ کیوں جوزف؟“..... عمران نے کہا۔

”لیں باس۔ میں یہاں بھی انسانوں کی ہلکی سی بو سونگھ رہا ہوں۔“  
جوزف نے جواب دیا۔

”تو ٹھیک ہے۔ پھر ہماری رہنمائی کرو۔“..... عمران نے کہا تو جوزف سر ہلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر کافی آگے جا کر وہ رک گیا۔

”باس۔ یہاں تو بو تیز ہو گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ یہاں کار سے نیچے اترے ہیں۔“ جوزف نے کہا۔

”باس۔ ہو سکتا ہے وہ جیپ پر آئے ہوں جیسے ہم آئے ہیں۔“  
ٹائیگر نے کہا۔

”وہ نہیں۔ وہ کار میں آئے ہیں۔ اس لئے پیچھے ان کی بو بے حد ہلکی تھی۔ یہاں بہت تیز ہے۔ اگر وہ جیپ میں آتے تو جیپ کے

کھلے دروازوں کی وجہ سے ان کی بو اس قدر ہلکی نہ ہوتی۔“ جوزف نے جواب دیا اور اس بار ٹائیگر کو اثبات میں سر ہلانا پڑا۔ ویسے اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ شاید اس کے

”چلو جنگل کے اندر۔“..... عمران نے نقشہ کھولتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے جیپ شارٹ کر کے ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی۔ عمران نے نقشے کو کھول کر اسے اپنے گھنٹوں پر بچھا لیا اور پھر اس نے جیپ سے بال پاؤں نکال کر اس جگہ پر نشان لگایا جہاں چیک پوسٹ ظاہر کی گئی تھی۔ اس کے بعد اس نے ریڈ سرکل تک جانے والے راستے کو مارک کیا اور پھر چند لمحے نقشے کو غور سے دیکھنے کے بعد اس نے بال پاؤں بند کر کے واپس جیپ میں رکھا اور نقشہ تہہ کر کے اسے جیپ کے ذیش بورڈ کے اوپر رکھ دیا۔ جیسے جیپ آگے بڑھی چلی جا رہی تھی جنگل گھنا ہوتا جا رہا تھا۔ سڑک بھی تنگ ہوتی جا رہی تھی اس لئے ٹائیگر نے جیپ کی رفتار آہستہ کر دی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جیپ جب کافی گھنے جنگل میں داخل ہو گئی تو عمران نے ٹائیگر کو جیپ روکنے کے لئے کہا اور پھر جیپ کے رکتے ہی عمران جیپ سے اتر گیا تو ٹائیگر اور جوزف بھی جیپ سے نیچے اتر آئے۔ جیپ سے باہر آتے ہی جوزف کا چہرہ اس طرح کھل اٹھا جیسے بچے اپنے کسی پسندیدہ جگہ پر پہنچ کر خوش ہو جاتے ہیں۔

”جوزف۔ کیا تم سونگھ سکتے ہو کہ وہ غیر ملکی یہاں کہاں گئے ہوں گے؟“..... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ کیسے ممکن ہے باس۔“..... جوزف کے جواب دینے سے پہلے ٹائیگر نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”وہ سامنے جو سرخ پھولوں والے اونچے درخت نظر آ رہے ہیں اور یہ باقاعدہ سرکل میں ہیں۔“..... عمران نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”تو بس۔ یہ دونوں اس سرکل میں بھی گئے ہیں۔ مجھے وہاں سے ان کی بوآ رہی ہے۔“..... جوزف نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ تم دیکھ نہیں رہے کہ یہاں ہر درخت اور ہرشاخ پر آلات موجود ہیں۔ وہ چاہے سلیمانی ٹوپیاں پہن کر جاتے تب بھی ان آلات سے پوشیدہ نہ رہ سکتے تھے اور میں یہ بات کنفرم کر چکا ہوں کہ وہ چیک نہیں ہوئے۔“..... عمران نے کہا۔

”باس۔ وہ ایکریمین ایجنت ہیں۔ ہو سکتا ہے انہوں نے ان تمام آلات کو زیر د کرنے کا کوئی آلہ ساتھ رکھا ہوا ہو۔“..... نائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ اب ہمیں ریڈ سرکل کو بھی چیک کرنا پڑے گا۔“..... عمران نے کہا اور پھر جیب سے گلزار خان کا دیا ہوا واکی ناکی نکال کر اس نے اس کا بٹن پر لیں کر دیا۔

”گلزار خان بول رہا ہوں۔“..... چند لمحوں بعد واکی ناکی سے گلزار خان کی آواز سنائی دی۔

”تم فون کر کے کرنل شہامند سے کہہ دو کہ ہم ریڈ سرکل کو چیک

ذہن میں یہ بات ہی نہ تھی کہ جوزف جیسا آدمی اس قدر گہری بات بھی سوچ سکتا ہے اور پھر جوزف آگے آگے چلتا رہا اور عمران اور نائیگر اس کے پیچھے۔

”جس سمت میں تم چل رہے ہو اس کا مطلب ہے کہ انہیں جنگل سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ سید ہے باگڑی درختوں کے سرکل کی طرف جا رہے تھے جسے ریڈ سرکل کہا جاتا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”مجھے باگڑی کے بارے میں معلوم نہیں ہے بس لیکن یہ یورپی جوزا ادھر ہی گیا ہے۔“..... جوزف نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”باس۔ ریڈ سرکل میں تو چینکنگ کے جدید ترین آلات نصب ہیں۔ پھر تو وہ چینکنگ میں آگئے ہوں گے۔“..... نائیگر نے کہا۔

”چینکنگ میں بھی نہیں آئے۔ میں پہلے معلوم کر چکا ہوں۔“..... گزشتہ چھ ماہ سے کوئی آدمی ریڈ سرکل میں داخل نہیں ہوا۔ البتہ جانوروں کی اور بات ہے۔“..... عمران نے جواب دیا اور پھر چلتے چلتے اچانک جوزف رک گیا۔

”کیا ہوا۔“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”باس۔ یہاں ان کی بوگھری اور تیز ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ کافی دیر تک یہاں رکے رہے ہیں۔ اور بس وہ باگڑی کے درخت کہاں ہیں۔“..... جوزف نے یوچھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”اس احاطے کا فرش گلڈ سٹون سے بنایا گیا ہے جس پر ایتم بم بھی اٹھنہیں کر سکتا اور نہ ہی اسے کسی طرح اکھاڑا جا سکتا ہے اور اس کی میعاد بھی ہزاروں سال تک ہو سکتی ہے اور اس میں سرنگ بھی نہیں لگائی جا سکتی۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
”کیا یہ قدیم دور کا پتھر ہے؟“..... نائیگر نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”نہیں۔ یہ جدید ترین دور کی ایجاد ہے۔ یہ ریڈ بلاکس سے بھی زیادہ سخت اور پائیدار چیز ہے اور ابھی حال ہی میں ایجاد کیا گیا ہے۔ تقریباً میں سال قبل۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
”پھر اسے یہاں کیوں استعمال کیا گیا ہے؟“..... نائیگر نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”میرا خیال ہے کہ یہاں مندر کے تہہ خانوں میں جانے کا راستہ تھا جسے پہلے ریڈ بلاکس سے بند کیا گیا ہو گا لیکن پھر مزید حفاظت کے لئے اس پر گلڈ سٹون بھی لگا دیا گیا ہو گا اور جارج اور ریانا اس راستے کی تلاش میں یہاں آئے اور پھر انہوں نے اس احاطے میں کھدائی کر کے چیک کیا۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ ادھر سے وہ کسی صورت اندر نہیں جاسکتے؟“..... نائیگر نے کہا۔

”ہاں۔ یہی بات ہے۔“..... عمران نے جواب دیا۔  
”پھر تو وہ لازماً چھاؤنی والا راستہ ہی اختیار کریں گے۔“..... نائیگر

کرنے کے لئے اس میں داخل ہو رہے ہیں۔ وہ پریشان نہ ہوں۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیں سر۔ حکم کی تقلیل ہو گی سر۔“..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے واکی ٹاکی آف کر کے اسے واپس جیب میں رکھ لیا۔

”چلو آگے بڑھو اور مجھے بتاؤ کہ یہ لوگ ریڈ سرکل میں کہاں کہاں گئے ہیں۔“..... عمران نے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”لیں باس۔“..... جوزف نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دری بعد وہ ریڈ سرکل میں داخل ہو گئے اور جوزف ادھر ادھر گھونٹنے کے بعد اچانک ایک ٹھنڈر نما جگہ کے قریب رک گیا۔ یہ ایک کنویں نما جگہ تھی لیکن گھرا کنوں نہ تھا بلکہ کنویں کی طرح زمین پر احاطہ سا بنا ہوا تھا لیکن یہ احاطہ اور اس کی ایٹھیں بھی قدیم دور کی تھیں۔

اچانک عمران اس احاطے کے کونے میں کھدی ہوئی جگہ کو دیکھ کر چونک پڑا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور پھر احاطے کی چھوٹی سی دیوار کو کراس کر کے وہ اندر داخل ہوا اور اس کونے میں کھدی ہوئی جگہ پر پہنچ کر رک گیا۔ اس کے پیچھے نائیگر اور جوزف بھی احاطے کے اندر آگئے۔ عمران اس کھدی ہوئی جگہ کے قریب اکڑوں بیٹھ گیا اور اس نے ہاتھ کھدی ہوئی جگہ پر رکھ کر اسے حرکت دی اور پھر ایک طویل سانس لیتا ہوا انٹھ کھڑا ہوا۔

”کیا ہے یہاں باس۔“..... نائیگر نے پوچھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

نے کہا۔

”وہاں سے بھی ان کا لیبارٹری میں داخل ہونا ناممکن ہے۔“  
عمران نے جواب دیا۔

”وہ اندر کے کسی آدمی کو خرید سکتے ہیں۔“.....ٹائیگر نے کہا۔

”خرید تو سکتے ہیں لیکن وہ آدمی ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔“  
وہ انہیں اندر لے جاسکتا ہے اور نہ ہی وہ خود کوئی فارمولہ وغیرہ باہر  
لا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اہم دستاویزات یا کوئی بھی ہتھیار اندر لے  
جاسکتا ہے۔ وہاں کمپیوٹر کی حکمرانی ہے۔“.....عمران نے جواب دیتے  
ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ یہ لوگ ناکام واپس چلے جائیں گے۔“  
ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ایجنٹوں کو پہلا سبق ہی یہی پڑھایا جاتا ہے کہ وہ ناکام واپس  
لوٹنے کا تصور ہی ذہن میں نہ لائیں۔“.....عمران نے مسکراتے  
ہوئے کہا۔

”تو پھر یہ کیا کریں گے۔ کس طرح اپنا مشن مکمل کریں گے۔“  
ٹائیگر نے کہا۔

”یہی تواب سوچنا ہے۔ آؤ واپس چلیں۔“.....عمران نے کہا اور  
پھر مژ کر کر وہ تینوں احاطے سے باہر آئے اور واپس اس طرف  
بڑھنے لگے جہاں ان کی جیپ موجود تھی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

جارج اور ریٹا کے چہرے مسرت کی شدت سے گلاب کے  
پھول کی طرح کھلے پڑ رہے تھے کیونکہ انہیں محسوس ہو رہا تھا کہ  
اب ان کے مشن کی تکمیل میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہ گئی۔ وہ کار  
میں سوار راج گڑھ گئے تھے جہاں چیک پوسٹ پر انچارج گلزار  
خان نے ان کا خوش دلی سے استقبال کیا تھا اور پھر انہیں ضروری  
ہدایات دے کر وہ انہیں خود اندر ورنی راستے پر چھوڑ گیا تھا۔ جارج  
نے کار ریڈ سرکل کے قریب لے جا کر روکی۔ صلاح الدین نے  
 وعدہ کیا تھا کہ وہ ایک گھنٹہ مانیٹرینگ بند رکھے گا اس لئے وہ  
اطمینان سے ریڈ سرکل میں داخل ہو گئے اور پھر ادھر ادھر گھونٹے  
کے بعد انہیں وہ احاطہ نظر آ گیا جس کے گرد منڈری سی بنی ہوئی  
تھی۔ جارج نے جیب سے ایک چھوٹا سا آله نکالا اور اس احاطے  
میں داخل ہو کر اس نے ایک کونے پر مشی کو کھودا تو نیچے سیاہ رنگ

کی سخت چٹان نظر آئی تو وہ چونک پڑا۔  
”گلڈ سنون۔ کمال ہے اس پسمندہ ملک کو بھی گلڈ سنون کا علم  
ہے۔ حیرت ہے۔“..... جارج نے اوپنی آواز میں کہا۔  
”کیا ہوا ہے جارج۔ کوئی خاص بات؟“..... ریٹا نے کہا تو  
جارج نے اسے بتایا کہ اس راستے کو گلڈ سنون سے بلاک کیا گیا  
ہے اور یقیناً اس کے نیچے ریڈ بلاکس ہوں گے۔  
”پھر اب کیا ہو گا۔ کیا ہم اسے کھول سکیں گے؟“..... ریٹا نے  
کہا۔

”ہاں۔ لیکن گلڈ سنون اور ریڈ بلاکس دونوں کے لئے مشینری  
ایکریمیا سے منگوانی ہو گی۔ خالی ریڈ بلاکس کو توڑنے والی مشینری تو  
میں نے منگوالی تھی لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ لوگ گلڈ سنون بھی  
استعمال کر سکتے ہیں۔ بہر حال ایک ہفتہ لگے گا۔ اس کو توڑنے والی  
مشینری یہاں آ جائے گی۔“..... جارج نے کہا اور پھر وہ دونوں کار  
میں بیٹھ کر راج گڑھ سے واپس دارالحکومت پہنچ گئے اور جارج نے  
کارس کو مشینری کے بارے میں تفصیل لکھوا دی تھی اور اس بات کو  
دو روز گزر چکے تھے اور انہیں معلوم تھا کہ ایک ہفتے کے اندر مشینری  
پہنچ جائے گی اور پھر ان کے مشن کو کامیاب ہونے سے کوئی نہ  
روک سکے گا۔

”یہ تو بڑا آسان مشن رہا۔ میں تو سمجھی تھی کہ اس مشن میں کافی  
مشکلات پیش آئیں گی۔“..... ریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اصل میں کسی کو ہماری کارروائی کا علم ہی نہیں ہو سکا اور اس  
میں ہماری احتیاطی تدایر بھی کام آئی ہیں۔ مثلاً اچاک کراون سے  
لا تعلقی اختیار کر لینا پھر اسی طرح جیلر سے لا تعلقی۔ اس طرح ٹائیگر  
ہمیں ٹریس ہی نہ کر سکا اور سب سے اہم بات یہ کہ لیبارٹری کے  
بارے میں ان کو کیس سے اطلاع ملی ہے یا نہیں۔ اگر ملی بھی ہوئی  
تو وہ یہی سمجھیں گے کہ ہم چھاؤنی کے راستے لیبارٹری میں داخل  
ہوں گے اور اسے تباہ کریں گے اس لئے انہوں نے اگر کوئی  
حافظتی انتظامات کئے بھی ہوں گے تو چھاؤنی میں ہی کریں گے جبکہ  
جنگل کے راستے اندر داخل ہو کر اور کام کر کے ہم واپس ایکریمیا  
بھی پہنچ جائیں گے۔“..... جارج نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور ریٹا  
بے اختیار فاتحانہ انداز میں ہنس پڑی۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید  
کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی نج اٹھی تو جارج نے ہاتھ پڑھا کر  
رسیور اٹھا لیا۔

”رجڑو بول رہا ہوں۔“..... جارج نے کہا۔

”کارس بول رہا ہوں جناب۔“..... دوسری طرف سے کارس کی  
آواز سنائی دی۔

”لیں۔ کوئی خاص بات؟“..... جارج نے کہا۔

”لیں سر۔ بہت اہم واقعات سامنے آئے ہیں۔ صلاح الدین  
آپ سے فوری ملنا چاہتے ہیں۔ وہ میرے پاس موجود ہیں۔“  
کارس نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”آ جائیں“..... جارج نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”کیسے واقعات“..... ریٹا نے کہا کیونکہ لاڈر کا بٹن مستقل پریسٹ ہونے کی وجہ سے کارس کی بات اس نے بھی سن لی تھی۔

”کوئی بات ہوئی ہو گی۔ ویسے یہ پاکیشائی وہی بھی بہت ہوتے ہیں“..... جارج نے جواب دیا لیکن اس کا پھول کی طرح کھلا ہوا چہرہ اب لٹک سا گیا تھا اور پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیل گیا تھا اور پھر تقریباً پون گھٹنے بعد صلاح الدین اور کارس دونوں کمرے میں موجود تھے۔

”کیا ہوا ہے۔ کیسے واقعات ہوئے ہیں“..... جارج نے قدرے سرد لبجھے میں کہا۔

”آپ پاکیشائی سکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے خطرناک ایجنت عمران کو تو جانتے ہیں جس کا شاگرد ٹائیگر آپ کو تلاش کرتا پھر رہا تھا اور میں نے آپ کو بتایا تھا“..... کارس نے کہا۔

”ہا۔ کیوں۔ کیا ہوا ہے“..... جارج نے چونکر کہا۔ ریٹا کے چہرے پر بھی پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”عمران آپ کے پیچھے راج گڑھ جنگل میں گیا اور اسے معلوم تھا کہ دو روز پہلے ایک یورپی جوڑا جنگل میں گیا ہے“..... اس بار صلاح الدین نے کہا۔

”یہ کیسے ممکن ہے۔ اسے کیسے معلوم ہو سکتا ہے“..... جارج نے

ایسے لبجھے میں کہا جیسے اسے صلاح الدین کی بات پر یقین نہ آیا ہو۔

”اس نے گلزار خان انصار ج چیک پوسٹ سے طویل جرح کی۔ پھر کرنل شہامند سے فون پر بات کی اور پھر جب یہ آدمی ریڈ سرکل میں گیا تو اس نے گلزار خان کے ذریعے مجھے اطلاع بھجوائی کہ میں مانیٹرنگ بند کر دوں لیکن میں نے مانیٹرنگ بند نہیں کی اس لئے اس کے ثبوت میرے پاس ہیں کہ وہ لوگ ریڈ سرکل میں کیا کرتے رہے ہیں۔ یہ دیکھیں۔“..... صلاح الدین نے کہا اور جیب سے ایک لفافہ نکال کر اس نے جارج کی طرف بڑھا دیا۔ جارج نے لفافہ کھولا اور اس میں سے دس بارہ تصویریں نکال لیں۔

”یہ دیکھیں۔ یہ عمران ہے۔ یہ اس کا شاگرد ٹائیگر اور یہ افریقی جوشی ہے عمران کا باڑی گارڈ“..... کارس نے تصویر پر انگلی رکھتے ہوئے کہا اور ریٹا بھی آگے جھک کر دیکھنے لگی اور پھر تھوڑی دیر بعد جارج اور ریٹا دونوں نے تشکیم کر لیا کہ عمران اور اس کے ساتھی نہ صرف ریڈ سرکل میں گئے ہیں بلکہ انہوں نے اس جگہ کو بھی چیک کر لیا ہے جہاں جارج نے مشینزی سے گلڈ سٹون کو چیک کیا تھا۔

”اس کا کیا نتیجہ نکلے گا“..... جارج نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”نتیجہ یہ جناب کہ آپ اس راستے سے لیبارٹری میں داخل نہیں ہو سکتے۔ یہ لوٹ اب باقاعدہ چیکنگ کریں گے اور دوسری صلاح الدین نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اور یہ دونوں اسی طرح باتیں کر رہے تھے کہ فون کی گھنٹی نج اٹھی تو  
جارج نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”لیں۔ رچڈ بول رہا ہوں۔“..... جارج نے کہا۔

”کارس بول رہا ہوں جناب۔ میں نے اس وقت آپ کے  
چہروں کے تاثرات دیکھ لئے تھے جب صلاح الدین کے سامنے  
میں نے کھل کر بات کر دی تھی لیکن جناب یہ صلاح الدین اور  
گلزار خان دونوں چونکہ ہمارے لئے خطرناک ہو گئے تھے اس لئے  
میں نے ان دونوں کے خاتمے کا فیصلہ کر لیا تھا اور اب تک ان  
دونوں کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔“..... کارس نے جواب دیتے ہوئے  
کہا۔

”خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ کیسے۔“..... جارج نے پوچھا۔ چونکہ فون  
میں لاڈر کا بٹن مستقل پریزڈ کر دیا گیا تھا اس لئے کارس کی آواز  
ریٹاک بھی پہنچ رہی تھی۔

”گلزار خان کو تو انتہائی زہریلے سانپ نے ڈس لیا ہے اور  
صلاح الدین اپنی کار میں واپس چا رہا تھا کہ اچانک بریک فیل ہو  
گئے اور وہ روڈ ایکسٹریٹ میں موقع پر ہی ہلاک ہو گیا۔“..... کارس  
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ گڑ۔ تم واقعی سمجھہ دار آدمی ہو۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ صلاح  
الدین کے تم سے ملنے کی رپورٹ ان تک پہنچ جائے۔“..... جارج  
نے کہا۔

بات یہ کہ جس کار میں آپ گئے تھے اس کار کو بھی اب ڈرمپ کرنا  
پڑے گا۔ اس کے علاوہ آپ کو ایک بار پھر میک آپ کرتا ہو  
گا۔“..... کارس نے بڑے کھلے لبجے میں کہا تو جارج اور ریٹا دونوں  
کے چہروں پر غصے کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ شاید سوچ بھی نہ  
سکتے تھے کہ کارس، صلاح الدین کے سامنے اس طرح کھل کر بات  
کر دے گا لیکن صلاح الدین کی وجہ سے وہ کچھ نہ کہہ سکے۔

آپ یہ معاملات ہم پر چھوڑ دیں۔“..... جارج نے غصیلے لبجے  
میں کہا تو کارس اٹھا اور اس نے صلاح الدین کو ساتھ آنے کا کہا  
اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار کے پھانک  
سے باہر جانے اور پھر پھانک بند ہونے کی آواز سنائی دی۔  
”یہ آدمی حق ہے۔ اب ہم اور کسی کا آسرائیں گے۔“..... ریٹا  
نے کہا۔

”اب ہمیں واقعی اسے بھی چھوڑنا ہو گا لیکن اصل مسئلہ یہ ہے  
کہ اب مشن کیسے مکمل کیا جائے۔“..... جارج نے کہا۔

”دونوں راستے بند ہو گئے۔ اب تیراراستہ کہاں سے تلاش کیا  
جائے۔“..... ریٹا نے کہا۔

”لیکن انہیں معلوم کیے ہوا کہ ہم اس دوسرے راستے سے حملہ  
کرتا چاہتے ہیں۔ آج تک ہمارا ان سے مکراو نہیں ہوا پھر یہ  
ہمارے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں۔ پہلے وہ نائیگر ہمیں تلاش کرتا رہا  
اب یہ ہمارے پیچھے ریڈ سرکل تک پہنچ گئے ہیں۔“..... جارج نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”نہیں جناب۔ وہ ہمیشہ عقبی راستے سے آتا تھا اور عقبی راستے سے ہی واپس جاتا تھا۔ البتہ آپ کے لئے سیرے ذہن میں ایک تجویز ہے۔ اگر آپ سننا پسند کریں تو میں بتا دوں۔“..... کارس نے ”ہا۔ ضرور بتاؤ۔“..... جارج نے کہا۔

”جناب۔ اگر آپ تھوڑی سی زیادہ رقم خرچ کریں تو آپ کو چھاؤنی کے راستے اندر بھجوایا جا سکتا ہے۔“..... کارس نے کہا۔

”یہ کیسے ممکن ہے۔ تم نے خود ہی معلوم کر کے بتایا تھا کہ تمام معاملات کمپیوٹرائزڈ ہیں۔ کوئی کاغذ تک اندر نہیں جا سکتا۔ ہم کیسے بم لے کر جائیں گے۔“..... جارج نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ ”جناب۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں معلوم کر کے بتاؤں کہ یہ کام کیسے ہو سکتا ہے۔“..... کارس نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ضرور معلوم کرو۔ ہم نے بہر حال مشن مکمل کرنا ہے چاہے اس پر ہماری کتنی ہی رقم کیوں نہ خرچ ہو جائے۔“..... جارج نے کہا۔

”اوکے۔ میں پھر آپ کو فون کروں گا۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی جارج نے رسیور رہ دیا۔

”اس مشن میں حالات ہر لمحہ بدل رہے ہیں۔ میں تو اسے آسان مشن قرار دے رہی تھی لیکن اب لگتا ہے کہ یہ سب سے مشکل مشن ہو گا۔“..... ریٹا نے کہا۔

”سمجھ نہیں آتی کہ یہ عمران اور ٹائیگر کیوں ہمارے پیچھے لگ گئے ہیں۔ ان کو مخبری کون کر رہا ہے۔“..... جارج نے کہا۔

”مخبری کس نے کرنی ہے۔ ہم نے لاہوری سے وہ مخطوطہ کہا۔“..... یقیناً اس اہم مخطوطے کی چوری کی رپورٹ اعلیٰ حکام کو چوری کرایا۔ یقیناً اس اہم مخطوطے کی چوری کی رپورٹ اعلیٰ حکام کو کی گئی ہو گی اور یہ معاملہ اٹھیلی جنس بیورو میں پہنچ گیا لیکن ہم کراون سے پہلے ہی لتعلق ہو چکے تھے۔ پھر سائنس و انوں کی بے ہوشی کا معاملہ سامنے آ گیا۔ ہم نے تو اس لئے انہیں ہلاک نہیں کیا تھا کہ حکومت حرکت میں نہ آ جائے۔ لیکن شاید وہاں ان کی بے ہوشی کی وجہ سے پولیس پہنچ گئی اور وہاں پولیس کی انکوارری پر معلوم ہوا کہ کسی ہمایے نے ہمیں دیکھ لیا تھا۔ اس طرح ہمارے نئے حلیئے سامنے آ گئے اور ٹائیگر ہمیں ہر جگہ ٹریس کرنے لگ گیا۔ ایک بار پھر یہ بات ہمارے حق میں گئی کہ ہم جیگر سے بھی لتعلق ہو چکے تھے۔ اس کے بعد ہم نے کارس کے ذریعے مشن کو آگے بڑھایا اور صلاح الدین اور گلزار خان کے ذریعے ہم اس جنگل اور ریڈ سرکل میں پہنچ گئے لیکن یا تو ہمیں دیکھ لیا گیا یا پھر اس گلزار خان نے مخبری کی۔ نتیجہ یہ کہ عمران اور اس کا شاگرد ٹائیگر وہاں پہنچ گئے اور کارس نے گلزار خان اور صلاح الدین کو ہلاک کر کے ہمیں فوری طور پر تو محفوظ کر لیا لیکن ہمارے دونوں راستے بند ہو گئے۔ اب ہم نہ چھاؤنی کی طرف سے جا سکتے ہیں اور نہ ہی جنگل کی طرف سے اور بظاہر تیسرا کوئی راستہ نہیں ہے۔“..... ریٹا نے سابقہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

تمام حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے بہترین انداز میں تجزیہ کیا ہے ریٹا۔ لیکن ہم نے بہر حال آگے بڑھنا ہے اس لئے ہم سابقہ حالات پر تغور کرنے کی بجائے آگے کا سوچیں۔ کارس کی تجویز ہے کہ ہم اندر کے آدمی کو اپنے ساتھ ملائیں لیکن میں اس تجویز کے خلاف ہوں۔ اب اس عمران نے یقیناً وہاں سیکرٹ سروس کے آدمی بھی پہنچا دیئے ہوں گے اور جنگل میں بھی اب معاملات کوختی سے چیک کیا جا رہا ہو گا۔"..... جارج نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ اب ہم ایک بار پھر خاموشی سے کارس سے بھی لاتعلق ہو جائیں"..... ریٹا نے کہا۔

"ہاں۔ ہمارا تحفظ اسی میں ہے لیکن ہمارے پاس چوتھے کسی آدمی کی شپ نہیں ہے۔ البتہ ایک آدمی کے بارے میں میرے ذہن میں آ رہا ہے۔ اس کا نام ڈوٹ کی ہے حد کوشش کی ہے لیکن کوئی ایکریسا میں میری اس سے آٹھ سال پہلے ملاقاتیں ہوئی تھیں اور اس نے مجھے اپنے بارے میں بتایا تھا اور پھر میں نے اپنے طور پر بھی اس کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔ اس آدمی کے فوج میں بہت گہرے تعلقات ہیں کیونکہ یہ اعلیٰ ترین فوجی حکام کو ان کی مرضی کی تمام سہولیات مہیا کرتا ہے اور اس کے پاس ایک چھوٹا سا لیکن منظم افراد کا گروپ بھی ہے اور وہ اسمگنگ کے ہر شبے میں خاصاً کامیاب ہے اور اب تو اسے مزید آٹھ سال گزر

چکے ہیں اور اب تو یقیناً اس کی تنظیم مزید مضبوط ہو چکی ہو گی۔"..... جارج نے کہا۔

"جہاں ملٹری ائمیلی جنس اور سیکرٹ سروس کام کر رہی ہو وہاں ڈوٹ کے تعلقات کیا کر سکیں گے۔ نہیں جارج۔ ہمیں مشن کی تکمیل کے لئے اب بالکل کوئی نیا اور منفرد راستہ اپنانا ہو گا"۔ ریٹا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جارج اس کی بات کا کوئی جواب دیتا سامنے موجود فون کی گھٹنی بخ نہیں تو جارج نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"لیں۔ رچڈ بول رہا ہوں"..... جارج نے کہا۔

"کارس بول رہا ہوں جناب"..... دوسری طرف سے کارس کی آواز سنائی دی۔

"لیں۔ کیا رپورٹ ہے"..... جارج نے کہا۔

"جناب۔ میں نے اپنے طور پر بے حد کوشش کی ہے لیکن کوئی ترکیب کامیاب نہیں ہو سکی۔ چھاؤنی میں اس وقت ریڈ الرٹ ہے اور جنگل میں بھی ملٹری ائمیلی جنس کا ایک گروپ باقاعدہ ریڈ سرکل کے قریب کمپ لگائے موجود ہے اور تیرا کوئی راستہ نہیں ہے۔" کارس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر اب کیا کیا جائے"..... جارج نے کہا۔

"میرا تو خیال ہے کہ آپ فی الحال واپس ایکریسا چلے جائیں۔ دو تین ماہ بعد لامحالہ حالات معمول پر آ جائیں گے تو آپ خاموشی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

سے نئے ناموں اور نئے میک اپ میں یہاں واپس آئیں کے کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ صلاح الدین کی موت کی وجہ سے کہیں یہ عمران اور ٹائیگر، کارس تک نہ پہنچ جائیں۔ اس طرح جب انہیں معلوم ہو گا کہ ہم کافرستان کے راستے واپس ایکریمیا چلے گئے ہیں اور دو تین ماہ بعد واپس آ جائیں گے تو وہ مطمئن ہو جائیں گے جبکہ ہم واپس آ کر اپنا مشن مکمل کر لیں گے۔..... جارج نے کہا تو ریٹا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

سے واپس آ کر اپنا مشن مکمل کر سکتے ہیں۔..... کارس نے کہا۔ ”ٹھیک ہے۔ تمہاری تجویز ابھی ہے۔..... جارج نے ریٹا کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا اور ریٹا بھی بے اختیار مسکرا دی۔ ”اگر آپ کہیں تو میں فوری طور پر چارڑڈ طیارے سے آپ کو کافرستان بھجو سکتا ہوں۔ وہاں سے آپ اطمینان سے ایکریمیا پہنچ سکتے ہیں۔..... کارس نے کہا۔ ”اوکے۔ پھر ہم کب ایئر پورٹ پہنچ جائیں۔..... جارج نے کہا۔

”کوئی پر موجود میرے آدمی ڈیگر سے کہیں کہ وہ آپ کو ایئر پورٹ پہنچا دے گا۔ میں خود وہاں موجود ہوں گا تاکہ آپ تو بحفاظت یہاں سے روانہ کیا جائے اور صرف ایک گھنٹہ کے ہواں سفر کے بعد آپ کافرستان پہنچ کر مکمل طور پر محفوظ ہو جائیں گے۔ البتہ چارڑڈ فلاٹ کے اخراجات اور اب تک میرے ہونے والے اخراجات ملا کر آپ کو پچاس لاکھ ڈالر کا چیک مجھے دینا ہو گا۔“ کارس نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم تیار ہیں۔..... جارج نے کہا۔ ”اوکے۔ پھر آپ پہنچ جائیں ایئر پورٹ۔ اب وہیں آپ سے ملاقات ہو گی۔..... کارس نے اطمینان بھرے لمحے میں کہا تو جارج نے بھی اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ ”چلو۔ ہمیں فوری طور پر کافرستان پہنچنا ہو گا۔ پھر ہم وہاں

واپس کال کر لیا ہے جبکہ اسے اس بارے میں معلوم ہی نہ تھا۔  
چنانچہ اس نے کار کے ڈیش بورڈ میں موجود ٹرانسمیٹر پر بلیک زیر و کی  
فریکوئی ایڈ جسٹ کی اور ٹھن آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ پنس کالنگ۔ اور۔“..... عمران نے اپنا نام لیٹے کی  
بجائے پنس کا نام لیا کیونکہ پارکنگ پلیک جگہ تھی اور اس کی بات  
سنی جاسکتی تھی۔

”لیں۔ بلیک انڈنگ یو۔ اور۔“..... دوسری طرف سے بلیک  
زیر و نے بھی اپنا نام نہ لیا تھا۔

”کیا تم نے راج گڑھ چھاؤنی سے صدر اور نعمانی کو واپس بلا  
لیا ہے۔ اور۔“..... عمران نے پوچھا۔

”میں نے واپس نہیں بلا�ا البتہ صدر کی کال آئی تھی۔ اس کا  
کہنا تھا کہ وہ چند گھنٹے دار الحکومت میں گزارنا چاہتا ہے اور جولیا کی  
اپنے فلیٹ میں دی جانے والی ہفتہ وار دعوت میں شرکت کرنا چاہتا  
ہے جس پر میں نے اس لئے اجازت دے دی کہ نعمانی وہاں  
موجود ہے اور فوری طور پر کوئی خطرہ سامنے نہ تھا۔ اور۔“..... بلیک  
زیر و نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ میں بھی اس وقت جولیا کے رہائشی پلازو کی پارکنگ  
میں موجود ہوں۔ جولیا نے مجھے فون کر کے کال کیا تھا لیکن یہاں  
پارکنگ میں صدر کی کار کھڑی دیکھی تو وہ بے اختیار چونک پڑا  
کیونکہ صدر اور نعمانی کو تو وہ راج گڑھ چھاؤنی میں بھجوا چکا تھا لیکن  
صدر تو یہاں موجود تھا۔ ان کا مطلب تھا کہ بلیک زیر و نے اسے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

ایڈ آل۔..... عمران نے کہا اور زنسیمیر آف کر کے اس نے ڈلش بورڈ میں رکھ دیا اور نیچے اتر کر اس نے کار لاک کر دی اور پھر لفت کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تیسری منزل پر موجود جولیا کے فلیٹ کے بند دروازے پر کھڑا تھا۔ اس نے کال بیل کا ٹین پر لیں کر دیا۔

”کون ہے؟..... ڈور فون سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

”تم بتاؤ کہ در دل پر کون دستک دے سکتا ہے؟..... عمران نے اپنے خاص انداز میں کہا تو دوسری طرف سے جواب دینے کی بجائے ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور ڈور فون بند کر دیا گیا۔ عمران کے لبou پر بے اختیار مسکراہت ابھر آئی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو دروازے پر صدر موجود تھا۔

”کمال ہے۔ یہ فلیٹ ہے یا جنس بد لئے کا کوئی کلینک۔ آواز نسوانی تھی نمودار مرد ہوا ہے؟..... عمران نے لمحے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کی جنس بد لئے سے بہت سوں کا بھلا ہو جائے گا اس لئے آپ انداز آئیے؟..... صدر نے کہا۔

”اچھا۔ کس کا بھلا ہو گا؟..... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”سلیمان، جوزف، جوانا اور خاص طور پر تنوری کا؟..... صدر نے دروازہ بند کر کے واپس ہرتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا

کر ہنس پڑا۔

”یہ کس بات پر اتنی زور سے ہنسا جا رہا ہے عمران صاحب؟“  
ڈرائینگ روم میں موجود صالح نے کہا۔

”صدر مجھے مردوں والا لطیفہ سنا رہا تھا۔..... عمران نے کہا تو ڈرائینگ روم میں موجود سب افراد کے چہروں پر بے اختیار مسکراہت ابھر آئی۔

”مردوں والا لطیفہ۔ کیا مطلب۔ کیا لطیفے بھی جنس کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں؟..... صالح نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”خواتین ایک دوسرے کو جو مخصوص لطیفے سناتی ہیں انہیں نسوانی لطیفے کہا جاتا ہے اور مرد جو لطیفے اپنے بے تکلف دوستوں کو سناتے ہیں وہ مردوں والے لطیفے کہلاتے ہیں۔..... عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”آپ نے خواہ مخواہ تجسس پیدا کر دیا ہے عمران صاحب۔ چلیں یہاں جو مرد موجود ہیں انہیں وہ لطیفہ سنا دیں۔..... صالح نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مس صالح۔ عمران صاحب مذاق کر رہے ہیں اور تم بھی سنجیدہ ہو گئی ہو؟..... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جولیا ٹرالی ڈھکیلتی ہوئی کچن سے باہر آئی تو صالح اٹھ کر تیزی سے اس کی طرف بڑھ گئی۔

”یہ آج کوئی خاص معاملہ درپیش ہے کہ سب کے چہروں پر

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

سنجیدگی نظر آ رہی ہے۔ عمران نے سب ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ چیف نے اب ہمیں نظر انداز کرنا شروع کر دیا ہے۔“ صدر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”وہ کیسے۔“ عمران نے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”میں بتاتی ہوں تمہیں۔ صدر اور نعمانی کو چیف نے راج گڑھ چھاؤنی میں بھجوادیا ہے کہ وہاں غیر ملکی اینجنیوں کے حملے کا خطرہ ہے۔ وہاں ملٹری ائیلی جنس کا ایک پورا سیکشن بھی کام کر رہا ہے۔ صدر نے وہاں جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق راج گڑھ کے جنگل میں سے لیبارٹری کا دوسرا راستہ جاتا ہے جہاں تم ٹائگر اور جوزف گھومتے رہے ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ چیف نے اصل مشن تو تمہارے ذمے لگا دیا ہے اور صدر اور نعمانی کو صرف پرده داری کے لئے وہاں بٹھا دیا ہے اور باقی کسی کو اس بارے میں معلوم ہی نہیں ہے جبکہ سب کو یقین ہے کہ تمہیں اس بارے میں سب کچھ معلوم ہے۔“ جو لیا نے کہا۔

”ہاں۔ یہ بات درست ہے کہ مجھے سب کچھ معلوم ہے لیکن اگر تمہارے ذہن میں یہ بات ہے کہ اس کیس پر چیف نے مجھے لگایا ہے تو تمہاری یہ رائے غلط ہے۔ میں نے اس لیبارٹری کے بارے میں تمہارے چیف کو اطلاع دی تھی اور میں نے اس سے درخواست کی تھی کہ وہ سیکرت سروس کے دو ارکان وہاں تعینات کر

دیں۔ پھر مجھے بتایا گیا کہ صدر اور نعمانی کو وہاں بھیج دیا گیا ہے لیکن صدر اس وقت یہاں نظر آ رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ چیف نے انہیں بلا لیا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”میں مس جولیا کی اس ہفتہ وار دعوت میں شرکت کرنے کے لئے چیف سے باقاعدہ اجازت لے کر آیا ہوں۔“ صدر نے اپنے طور پر وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”تم کسی بھی مشن کے بارے میں ہم سے رابطہ نہیں کرتے۔ تم ہمیں بتاتے تک نہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ کیا تم سیکرت سروس کے ممبران سے نفرت کرتے ہو۔“ جو لیا نے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر نہیں پڑا۔

”تم ہمارا مذاق ازار ہے ہو۔“ جو لیا نے غصیلے لجھے میں کہا۔

”میں تو تنویر سے بھی نفرت نہیں کرتا جو میرا رقیب رو سیاہ۔ اوہ سوری۔ رقیب رو سفید ہے۔ اس کے بعد تم خود سوچو کہ تم سے اور ان سب افراد سے میں کیسے نفرت کر سکتا ہوں۔ اصل بات میں نے تمہیں پہلے بھی ہزاروں بار بتائی ہوئی ہے کہ تمہیں بھاری تنخوا ہیں، الاؤنسز ملتے ہیں اور تمہارے پاس ان رقم کو خرچ کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے اس لئے تم اطمینان سے دعویٰں کھاتے رہتے ہو اور چیف کی کال کا انتظار کرتے رہتے ہو کہ کب کوئی کیس شروع ہو اور چیف تمہیں کام پر لگا دے جبکہ میرا حساب الٹا ہے اس لئے مجھے کیس کو ٹریس کرنے کے لئے مسلسل خوار ہونا پڑتا ہے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

کلب کے جزل مینجر کراون سے تھا۔ پھر کراون کو پکڑا گیا تو اس کے گرفت میں آنے سے پہلے انہوں نے اس کی دی ہوئی رہائش گاہ بھی چھوڑ دی۔ اس کے بعد جب سائنس دانوں کی بے ہوشی کا مسئلہ سامنے آیا تو ہم نے معلوم کر لیا کہ ان کا رابطہ ریڈ شارکلب کے جیگر سے تھا لیکن پھر جیگر سے بھی انہوں نے بغیر کسی وجہ کے لاتعلقی اختیار کر لی۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ راج گڑھ جنگل کی چیک پوسٹ پر موجود انچارج گلزار خان سانپ کے کائنے سے ہلاک ہو گیا حالانکہ دلچسپ بات یہ ہے کہ راج گڑھ جنگل میں زہریلے سانپ پائے ہی نہیں جاتے۔ اس طرح جو آدمی لیبارٹری میں بیٹھ کر جنگل کی مانیٹرنگ کرتا ہے اس کا نام صلاح الدین ہے۔ یہ صلاح الدین کارائیکٹرٹ میں ہلاک ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ بریک اچانک فیل ہو گئے لیکن ماہرین نے ایکسٹرٹ شدہ کار کی چیکنگ کے بعد رپورٹ دی ہے کہ بریک اتفاقاً فیل نہیں ہوئے بلکہ ان کا فیول ضائع کر دیا گیا تھا اس لئے جیسے ہی بریکس کو فیول نہ ملا تو وہ کام کرنا چھوڑ گئے اور ٹائیگر نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ صلاح الدین کا رابطہ دار الحکومت کے ایک کلب کے مالک کارس سے تھا اور ایکسٹرٹ سے پہلے بھی وہ کارس سے ملنے آیا تھا۔

عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ گلزار خان اور صلاح الدین کو اس کارس نے ہلاک کیا ہے۔ کیوں؟“..... صدر نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

اور ہوتا رہتا ہوں۔ اب بھی یہی پوزیشن ہے۔ میں کیس ٹریس کرتا پھر رہا ہوں اور تم یہاں اطمینان سے بیٹھے دعویٰ میں بھی کھار ہے ہو اور بھی پرالزمات بھی لگا رہے ہو۔ اسے کہتے ہیں اونٹ نہ رویا بلکہ اونٹ پر لدے ہوئے بورے رو پڑے۔..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

”عمران صاحب۔ کم از کم ہمیں ساتھ ساتھ بتاتے تو رہا کریں۔ ہم آپ کے ساتھ عمل کر کام تو کر سکتے ہیں اور آپ ٹائیگر کو حرکت میں لے آتے ہیں اور ہمیں نہیں،“..... صدر نے کہا۔

”ٹائیگر اصل میں اندر ورلڈ سے متعلق ہے اور کسی بھی کیس کی ابتداء میں معاملات کا زیادہ تر تعلق اندر ورلڈ سے ہی ہوتا ہے اس لئے ٹائیگر اس معاملے میں زیادہ اچھا مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”اچھا۔ اس کیس کے بارے میں کچھ تو بتائیں،“..... اس بار صدیقی نے کہا تو عمران نے لاہبری سے مخطوطے کی چوری سے لے کر راج گڑھ جنگل میں جانے تک کے بارے میں مختصر طور پر بتا دیا۔

”لیکن وہ جوڑا جارج اور ریٹا۔ وہ کہاں ہے؟“..... جولیا نے کہا۔

”وہ واقعی بے حد محتاط لوگ ہیں۔ میں نے ایسے محتاط لوگ پہلے کبھی نہیں دیکھے۔ لاہبری سے کتاب اڑانے میں ان کا رابطہ ایک

”عمران صاحب۔ آپ کا تجزیہ درست ہے۔ سلیمان وہ واپس آ کر کیا کریں گے۔ لیبارٹری کے دوراستے ہیں۔ ایک چھاؤنی کے اندر۔ وہاں فوج بھی کام کر رہی ہے۔ ملٹری ائمیل جنس کا سیکیشن بھی اور سیکرٹ سروس کے دوارکاں بھی وہاں موجود ہیں۔ پھر لیبارٹری کا راستہ اندر سے کھولا اور بند کیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہاں ہر چیز کمپیوٹرائزڈ ہے۔ ایک بال بھی بغیر چینٹ کے اندر نہیں لے جایا جا سکتا اس لئے یہ راستہ تو مکمل طور پر محفوظ ہے۔ دوسری راستے جنگل کا ہے۔ اس راستے کو بقول آپ کے گلڈ شون اور رینڈ بلاکس سے بند کیا گیا ہے اور اس سارے ایریا کی کمروں سے مانیٹرنگ کی جا رہی ہے۔ وہاں اب ملٹری ائمیل جنس کا یکمپ لگا دیا گیا ہے اس لئے اب یہ راستہ بھی محفوظ ہو گیا ہے۔ اب آپ بتائیں کہ وہ دونوں پاکیشیا واپس آ کر مشن کیسے مکمل کریں گے۔۔۔ کیپشن شکلیں نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”اسی بات میں تو اصل راز پہنچا ہے۔ چلو تم سب بتاؤ کہ تم نے اگر یہ مشن مکمل کرنا ہو اور حالات یہی بنا دیئے جائیں تو تم کیا کرو گے۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں میزانکوں سے پورے ریڈ سرکل کو ہی اڑا دیتا اور لیبارٹری کے اندر بھی میزانکل فائر کر دیتا۔ طاقت کے سامنے کوئی کمپیوٹر نہیں ہھر سکتا۔۔۔ سب سے پہلے تحریر نے بات کرتے ہوئے کہا تو سب مسکرا دیئے۔۔۔

”تاکہ جارج اور رینا اوپن نہ ہو سکیں۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

”اصل کام تو پھر ان دونوں کو تلاش کرنا ہے۔۔۔ صدر نے کہا۔

”یہ دونوں چارٹرڈ طیارے سے کافرستان جا پکے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ طیارہ کارس نے بک کرایا اور ایئر پورٹ پر بھی وہ انہیں سی آف کرنے کے لئے موجود تھا۔۔۔ عمران نے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا یہ دونوں فرار ہو گئے ہیں۔۔۔ اس بار صدیقی نے حیرت بھرے نجھے میں کہا۔

”میرا ذاتی خیال ہے کہ ان دونوں کو وقتی طور پر سکرین سے آف کیا گیا ہے تاکہ ہم مطمئن ہو جائیں اور وہ کام کر سکیں۔۔۔ عمران نے کہا۔

”کافرستان سے کیا وہ ایکریمیا چلے گئے ہیں۔۔۔ صدر نے کہا۔

”میں۔ کافرستان پہنچ کر وہ غائب ہو گئے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں انہوں نے میک اپ تبدیل کر لئے ہوں گے اور نئے کاغذات تیار کر لئے ہوں گے لیکن ایسا کیوں کرنا پڑا۔ اگر انہوں نے کاغذات تیار کر لئے ہوں گے ایسا کیوں کرنا پڑا۔ اگر انہوں نے کافرستان سے ایکریمیا جانا ہوتا تو انہیں میک اپ تبدیل کرنے یا کاغذات بنوانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ یہ ضرورت انہیں نئے روپ میں پاکیشیا آنے کے لئے تھی۔۔۔ عمران نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہے۔۔۔ چوہاں نے کہا۔

”میں نے وہ راستہ چیف سے تہلووا کر بند کرا دیا ہے۔ اب اس راستے سے چھاؤنی میں داخل نہیں ہوا جا سکتا۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب تو تم خود ہی اپنی جادوگری کی پوٹلی سے کوئی شعبدہ نکال سکتے ہو۔۔۔ جو یا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”اسی لئے تو میں تم لوگوں سے اس وقت تک بات نہیں کرتا جب تک تمام راستے کھل نہ جائیں۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

”آپ چاہتے ہیں کہ تمام راستے آپ خود ہی کھولیں۔ ان کے کھولنے میں آپ ہمیں شامل کیوں نہیں کرتے؟۔۔۔ صدر نے کہا۔

”ابھی تک تو میری اس جوڑے سے دون ٹوون ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ بس اتنا معلوم ہوا ہے کہ راج گڑھ لیبارٹری ان کا ٹارگٹ ہے اس لئے تمام توجہ اس ٹارگٹ پر ہے۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ اگر آپ اجازت دیں تو اس جوڑے کو ہم چھاؤنی بھی۔۔۔ کیپشن ٹھیکیل نے کہا۔

”کیا لائچہ عمل اختیار کر دے گے ان کی تلاش کے لئے۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”یہ بات تو طے ہے عمران صاحب کہ بغیر کسی مقامی گروپ کی

”میرا خیال ہے عمران صاحب کہ اگر ہماری جگہ آپ ہوتے تو آپ یقیناً تیسرا راستہ تلاش کرتے۔۔۔ صدر نے کہا۔

”تیسرا راستہ کہاں سے آ گیا۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں نے یہ نہیں کہا کہ تیسرا راستہ موجود ہے۔ میں نے کہا۔۔۔ ہے کہ تیسرا راستہ تلاش کیا جاتا اور یہ راستہ ضروری نہیں کہ باقاعدہ زمینی راستہ ہو۔ ہوا کے حصول یا نکاسی کے پوائنٹ۔ لیبارٹری کے آلووہ پانی کی نکاسی۔ کوئی بھی اس قسم کا اور راستہ ہو سکتا ہے۔۔۔ صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ سب پوائنٹس چھاؤنی میں دیئے گئے ہیں اور کسی طرف موجود نہیں ہیں۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں ایک بات کروں۔۔۔ اچانک چوہاں نے کہا تو عمران سمیت سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔۔۔

”ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ ضرور کرو۔۔۔ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ میں نے وہ جنگل بھی دیکھا ہوا ہے اور چھاؤنی بھی۔ البتہ لیبارٹری کے اندر میں نہیں گیا لیکن اس چھاؤنی کی جو پچونیش ہے اس کا عقبی طرف سے بھی باقاعدہ راستہ موجود ہے جو کالاش پہاڑی علاقے سے نکلتا ہے۔ اگر مجرم کالاش پہاڑی علاقے کے راستے کے ذریعے چھاؤنی کے اندر پہنچ جائیں اور پھر وہاں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دیں تو ان کا کام ہو سکتا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

مد کے یہ جوڑا ٹارگٹ کو ہٹ نہیں کر سکتا اور اس جوڑے کا تعلق ایکریمیا کی ایک سرکاری ایجنٹس سے ہے اس لئے دارالحکومت میں ایسے گروپس کو ٹریس کیا جائے جن کا تعلق ایکریمیا سے ہو۔ کیپشن شکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ تو بہت وسیع کام ہے اور اس میں تو مہینوں لگ سکتے ہیں جبکہ ایجنٹس اتنی دیر انتظار نہیں کر سکتے۔ دوسری بات یہ کہ یہ کام ٹائیگر زیادہ اچھے انداز میں اور جلدی کر سکتا ہے اور وہ کربجھی رہا ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اصل میں تم خود نہیں چاہتے کہ سیکرٹ سروس کے ممبران کام کریں تاکہ تم چیف پر ثابت کر سکو کہ صرف تم اور تمہارا شاگرد کام کر سکتے ہیں۔“..... جولیا نے غصیلے لمحے میں کہا۔

”میں نے کب تمہیں منع کیا ہے اور میرا تم پر کیا زور چل سکتا ہے۔ میں تو دیے بھی سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہوں۔ جہاں تک تعلق ہے وہ میں نے بتا دی ہے۔ اب اگر تمہارا چیف تمہاری ڈیوٹی لگائے تو بے شک کام کرو۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں بات کرتی ہوں چیف سے۔“..... جولیا نے اسی طرح غصیلے لمحے میں کہا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ ”ایکسٹو،“..... چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”جوڑا بول رہی ہوں چیف۔“..... جولیا نے مودبانہ لمحے میں کہا۔

”لیں۔ کس لئے فون کیا ہے۔“..... ایکسٹو نے اپنے مخصوص سرد شکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ عمران اور سیکرٹ سروس کے تمام ساتھی اسی وقت میرے فلیٹ میں موجود ہیں۔ عمران نے ہمیں راج گڑھ لیبارٹری کے خلاف ایکریمیں ایجنٹس کراوز کے ایجنٹوں کے مشن کے بارے میں تفصیل بتا دی ہے اور ہم اس مشن پر کام کرنا چاہتے ہیں لیکن عمران نے ہماری یہ تجویز مسٹر دکر دی ہے۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ آپ ہمیں اپنے طور پر اس مشن پر کام کرنے کی اجازت دے دیں۔“..... جولیا نے تیز تیز لمحے میں کہا۔

”تم اور تمہارے ساتھی اس مشن پر اپنے طور پر کام کر سکتے ہیں لیکن تم نے نہ ہی لیبارٹری کے سسٹم کو ڈسٹرپ کرنا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا اقدام کرنا ہے کہ دشمنوں کو اس سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل جائے۔“..... ایکسٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہم ان ایجنٹوں کو تلاش کرنے کا کام تو کر سکتے ہیں۔“..... جولیا نے کہا۔

”لیکن اس شرط پر کہ ان ایجنٹس کو تمہارے بارے میں علم نہ ہو سکے۔“..... ایکسٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا۔ اتنی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کا موقع بھی مل سکتا ہے۔۔۔ صدر نے اپنے طور پر تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

”اسی لئے تو کہہ رہی ہوں کہ جب کوئی کام ہی نہیں کر سکتے تو ہمیں ان سیس سے چھٹے رہنے کا بھی کوئی حق نہیں ہے۔ ہمیں مستغفی ہو جانا چاہئے۔۔۔ جولیا نے اسی طرح جھلانے ہوئے لجھ میں کہا۔

”چیف نے ہمیں اپنے طور پر کام کرنے کی اجازت دے دی ہے لیکن تم سب اس عمران کے پیچھے کام کرنا چاہتے ہو اور یہ جان بوجھ کر تمہاری کارکردگی کو زیر و پر رکھنا چاہتا ہے اس لئے اس کی عدم موجودگی میں اپنا لائچہ عمل طے کرو اور کام شروع کر دو۔ پھر دیکھو کیسے کامیابی نہیں ہوتی۔۔۔“ تنویر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تو پھر مجھے اجازت دو اور تم اپنا لائچہ عمل طے کرو۔۔۔“ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”بیٹھو اور ہمیں بتاؤ کہ ہم اس مشن پر کیسے کام کر سکتے ہیں۔ چیخو۔۔۔“ جولیا نے ایسے لجھ میں کہا جیسے استاد اپنے شاگرد سے ڈانٹ کر بات کرتے ہیں۔

”اگر تنویر درخواست کرے تو پھر میں کچھ نہ کچھ کر سکتا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”کس بات کی درخواست؟۔۔۔“ تنویر نے بھڑکتے ہوئے لجھ میں کہا۔

بات تو وہ بھی سمجھتی تھی کہ چیف نے انکار کرنے کی بجائے ان کے ہاتھ باندھ دیئے ہیں۔ وہ لیبارٹری پر کام نہیں کر سکتے اور کھل کر ایجنٹوں کو بھی ٹریں نہیں کر سکتے۔ اس کا بظاہر تو یہی مطلب تھا کہ وہ خاموش رہیں۔

”اب مجھ سے تو کوئی گلہ نہیں رہا۔ میں نے تو تمہیں سب کچھ بتا دیا ہے۔۔۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہمیں سیکرٹ سروس سے استغفاری دے دینا چاہئے۔ اب ہم اس قابل نہیں رہے کہ کسی مشن پر کام کر سکیں۔۔۔“ جولیا نے یکلخت پڑنے والے لجھ میں کہا۔

”یہ ساری گڑبرد عمران کی ہے۔۔۔“ تنویر نے غصیلے لجھ میں کہا۔

”چیخ کہتے ہیں کہ پانی تشبیہ کی طرف ہی بڑھتا ہے۔ چیف پر تمہارا بس چلتا نہیں اور غصہ مجھے غریب پر نکال رہے ہو۔۔۔“ عمران نے کہا۔

”چیف کی بات درست ہے۔ ہمیں خود اس کا احساس کرنا چاہئے کہ پورے دارالحکومت میں جب ہم کبوں اور ہوٹلوں میں ان ایجنٹوں کے بارے میں پوچھ پچھ کریں گے تو ظاہر ہے ہمارے بارے میں لوگ مشکوک ہو کر ہماری اصلاحیت ٹریں کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس طرح ہماری اصلاحیت سامنے آ سکتی ہے اور جہاں تک لیبارٹری کا تعلق ہے لیبارٹری کا ایک حفاظتی نظام قائم کیا گیا اس میں مداخلت سے واقعی ایجنٹوں کو اپنا کام سرانجام دینے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”اچھا چلو بتا، بتا ہوں۔ تو پھر کافیوں کے پردے صاف کر کے سکتے ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”تو تمہاری نظر میں ہم بچے ہیں۔ کیوں؟“..... تنویر نے پھنکا رتے ہوئے لبچے میں کہا۔

”کل کے اخبار میں اشتہار شائع کرا دو کہ ایکریمیا کی کراوز اپنی کے اینجنس راج گڑھ لیبارٹری تباہ کرانے کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔ کامیابی کی ضمانت دی جاتی ہے اور۔“..... عمران بات کرتے کرتے رک گیا کیونکہ جولیا سمیت سب کے چہرے بگڑنے لگ گئے تھے۔ ظاہر ہے وہ سب کچھ گئے تھے کہ عمران ان کا مذاق اڑا رہا ہے۔

”اور یچے کوئی فرضی پتہ دے کر اس جگہ کی گمراہی شروع کر دینا۔ پھر وہ جیسے ہی خدمات حاصل کرنے آئیں انہیں پکڑ کر چیف کے حوالے کر دینا اور مشن مکمل،“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم ناقابل علاج ہو۔ تم زندگی بھر نہیں سدھ سکتے۔ تم سے تو بات کرنا ہی عذاب ہے۔ ہم خود کر لیں گے کام۔ تم جا سکتے ہو۔“..... جولیا نے غصے سے سرخ ہوتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ بجائے خوش ہونے کے کہ میں نے اتنا اچھا مشورہ مفت میں دے دیا ہے تم اتنا مجھ پر ناراض ہو رہی ہو۔ حیرت ہے۔ بھلانی کا زمانہ ہی نہیں رہا،“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس بات کی کہ بچوں کو سمجھایا جائے کہ وہ کس طرح کام کر سکتے ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”تو تمہاری نظر میں ہم بچے ہیں۔ کیوں؟“..... تنویر نے پھنکا رتے ہوئے لبچے میں کہا۔

”چلو بچے نہ کہو اگر تمہیں بچوں پر اعتراض ہے حالانکہ بچے تو فرشتوں کی مانند ہوتے ہی معلوم ہیں۔ تم اپنے آپ کو سٹوڈنٹس سمجھو لو اور سٹوڈنٹ یعنی طالب علم تو ساری عمر طالب علم ہی رہتا ہے۔“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

”سوری۔ مجھے تم سے کچھ سیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔“..... تنویر نے منہ پھلاتے ہوئے کہا۔

”تنویر کی جگہ میں درخواست کرتی ہوں،“..... جولیا نے کہا۔

”اور میں بھی تنویر کی جگہ آپ سے درخواست کرتی ہوں،“..... صالحہ نے بھی فوراً ہی جولیا کی پیرودی کرتے ہوئے کہا۔

”اور میں بھی تنویر کی جگہ آپ سے درخواست کرتا ہوں،“..... صدر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے۔ تم شاید صالحہ کی طرف سے انتظار کر رہے تھے۔ فوراً پیرودی کی ہے تم نے۔“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار کھلکھلا کر نہیں پڑے۔

”عمران صاحب پلیز۔ ہمیں گائیڈ کریں۔ ہم اب مزید فارغ نہیں رہ سکتے،“..... کیپشن شکیل نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”میرا خیال ہے کہ عمران صاحب کے سامنے فی الوقت کوئی راستہ نہیں ہے اس لئے یہ بھی کچھ نہیں بتا پا رہے۔ کراوز ایجنسی ضرورت سے زیادہ تیز اور محتاط ہے۔ اب دیکھیں وہ کافرستان جا کر غائب ہو چکے ہیں۔ لازماً وہ نئے کاغذات، نئے ناموں اور نئے میک اپ میں واپس آئیں گے یا آچکے ہوں گے اور دارالحکومت میں لاکھوں کی تعداد میں غیر ملکی موجود ہوں گے اور ہم بغیر کسی خاص کلیو کے انہیں ٹریس بھی نہیں کر سکتے۔ اب ایک ہی صورت ہے کہ ہم چھاؤنی اور جنگل کی نگرانی کریں۔ جیسے ہی یہ ایجنسی کوئی اقدام کریں گے تو یہ ٹریس بھی کئے جاسکیں گے۔“ کیپشن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لمحے میں کہا تو سب کے بڑے ہوئے چہرے اس کی بات سن کر نارمل ہونا شروع ہو گئے کیونکہ انہیں بھی سمجھ آ رہی تھی کہ عمران کے سامنے بھی کوئی راستہ نہیں ہے اس لئے وہ آئیں بائیں شامیں کر رہا ہے۔

”اس کا مطلب ہے کہ انہیں پاکیشیا کے خلاف مشن مکمل کرنے کی کھلی چھٹی دے دی جائے۔“..... تنوری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ ”چیف یقیناً اس پر کام کر رہا ہو گا اور جیسے ہی یہ لوگ ٹریس ہوں گے ان پر پوری قوت سے ہاتھ ڈال دیا جائے گا۔“..... صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اب مزید کیا کیا جا سکتا ہے۔“..... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اسی لمحے فون کی گھنٹی نج

اٹھی تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور سب فون کی طرف متوجہ ہو گئے۔

”جولیا بول رہی ہوں۔“..... جولیا نے کہا۔

”مس جولیا۔ میں سلیمان بول رہا ہوں۔“..... عمران صاحب آپ کے ہاں ہوں تو ان سے بات کر دیں۔“..... دوسری طرف سے سلیمان کی موڈبانہ آواز سنائی دی تو جولیا نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”سلیمان کی کال ہے تمہارے لئے۔“..... جولیا نے کہا اور خود ہاتھ بڑھا کر لاڈر کا بٹن پر لیں کر دیا۔

”لیں۔ کیوں کال کی ہے۔“..... عمران نے سرد لمحے میں کہا۔

”صاحب۔ ٹائیگر نے فون کیا ہے کہ وہ آپ سے فوری طور پر بات کرنا چاہتا ہے لیکن ٹرانسمیٹر سے کال لٹک نہیں ہو رہی۔ وہ اس وقت اپنے ہوٹل میں موجود ہے۔“..... دوسری طرف سے سلیمان نے جواب دیا۔

”اچھا ٹھیک ہے۔“..... عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ لاڈر کا بٹن چونکہ پہلے ہی پریسٹھا اس لئے دوبارہ اسے پر لیں کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ دوسری طرف گھنٹی بجھنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں۔“..... ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ کیا ایمر جسی ہے تمہاری؟“..... عمران نے سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”باس۔ میں نے کافرستان کی اندر ورلہ سے اطلاعات حاصل کی ہیں اور ان اطلاعات کے مطابق ہمارے مطلوبہ افراد نے وہاں کے معروف گروپ مہاند گروپ کی حمایت کی ہے اور مہاند گروپ کی پاکیشیا میں سینٹھ قاسم گروپ نمائندگی کرتا ہے۔ سینٹھ قاسم گروپ دارالحکومت کے بدنام کلب سینٹھ کلب سے متعلق ہے۔ اس کا چیف سینٹھ قاسم ہے جو اس کلب کا چیئرمین بھی ہے اور جزل مینجر بھی۔ سینٹھ قاسم کو یقیناً ان ایکریمین ایجنسیوں کے بارے میں معلوم ہو گا،“..... ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”تو سینٹھ قاسم سے بات کرنے کے لئے کیا تمہارے ساتھ فوجی دستہ بھیجا جائے؟“..... عمران نے سرد لمحے میں کہا۔

”صرف آپ کی اجازت کی ضرورت ہے باس،“..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ کہیں کرنل فریدی کا ساتھی سینٹھ قاسم تو نہیں ہے۔ میرا خالہ جاؤ،“..... عمران نے چونک کر کہا۔

”نہیں باس۔ وہ تو کافرستان میں ہے باس،“..... ٹائیگر نے کہا۔

”اس سینٹھ قاسم سے بات کرنے کے لئے تمہیں کہاں جانا ہو گا،“..... عمران نے پوچھا۔

”باس۔ وہ کلب میں بیٹھتا ہے لیکن اس تک پہنچنے کے لئے خاصی جدوجہد کرنا ہوگی،“..... ٹائیگر نے کہا۔

”تم سینٹھ کلب کے باہر پہنچ جاؤ۔ وہاں جولیا اور صالحہ بھی پہنچ رہی ہیں۔ وہ خود ہی سینٹھ قاسم سے معلومات حاصل کر لیں گی۔ تم نے ان کو اسکت کرتا ہے،“..... عمران نے جولیا اور صالحہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ان دونوں کے چہرے کھل اٹھے۔

”باس،“..... ٹائیگر نے شاید کچھ کہنا چاہا لیکن پھر رک گیا۔

”میں تم سے زیادہ اس سینٹھ قاسم کو جانتا ہوں۔ جب یہ صرف قاسم ملاح کہلاتا تھا اور اس نے بندرگاہ پر ایک چھوٹا سا ہوٹل بنایا ہوا تھا۔ تم سے زیادہ آسانی سے جولیا اور صالحہ اسے کوئی کر لیں گی،“..... عمران نے کہا۔

”لیکن باس۔ میں سینٹھ کلب دس منٹ میں پہنچ جاؤں گا۔“..... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے مزید کچھ کہے بغیر رسپورٹ کھ دیا۔

”سنو جولیا اور صالحہ۔ میں نے تم دونوں کا انتخاب اس لئے کیا ہے کہ تم دونوں ہر قسم کی پھوٹیشن کو آسانی سے کوئی کر سکتی ہو۔ سینٹھ قاسم سے ملاقات ہر کسی کے بس کا روگ نہیں ہے۔ وہ انتہائی وہی اور شکی آدمی ہے۔ اس لئے ٹائیگر کو اس تک پہنچنے کے لئے خاصی طویل جدوجہد کرنا پڑ جاتی اور اس کے باوجود یہ بات طے نہ تھی کہ وہ اس سے مل بھی سکتا ہے یا نہیں لیکن تم نے اپنے آپ کو سوکھ ظاہر کرنا ہے اور صالحہ بھی تمہاری ساتھی ہوگی۔ سینٹھ قاسم فوراً تم

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

سے ملاقات کے لئے تیار ہو جائے گا۔..... عمران نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ مس جولیا اور صالحہ کی بجائے میں اور سوریہ وہاں پلے جائیں۔..... صدر نے قدرے جھکتے ہوئے انداز میں کہا۔

”تم جو کچھ سوچ رہے ہو معاملات دیے نہیں ہیں۔ ہمارے مخالف ایجنت انتہائی محتاط لوگ ہیں۔ سینٹھ کلب میں معمولی سی گڑبڑ بھی ہوئی تو وہ سینٹھ قاسم گروپ سے فوراً اتعلق ہو جائیں گے اور ہم ایک بار پھر پہلے کی طرح مکمل اندھیرے میں داخل ہو جائیں گے۔..... عمران نے کہا اور اس بار سب نے اس انداز میں سر ہلا دیے جیسے وہ عمران کی بات بخوبی سمجھ گئے ہوں۔

سیاہ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے دارالحکومت کے شمال مغرب کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار کی ڈرائیور سینٹ پر ایک مقامی آدمی تھا جبکہ عقبی سینٹ پر جارج اور ریٹا گریٹ لینڈ کے باشندوں کا مخصوص میک اپ کئے ہوئے موجود تھے۔ دونوں نے جیمز کی پیش اور جیمز کی جیکش پہنی ہوئی تھیں۔ ریٹا کی آنکھوں پر سرخ رنگ کے شیشوں والی گاگل تھی۔

”تمہیں راؤ ہاشم کے گھر کا علم ہے مسٹر ڈرائیور۔..... جارج نے گریٹ لینڈ کی زبان اور لمحے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”لیں سر۔ بہت اچھی طرح۔ میں کئی بار ان کے ہاں جا چکا ہوں۔ سینٹھ صاحب کے خصوصی مہمانوں کو لے کر۔..... ڈرائیور نے مواد بانہ لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو جارج نے اطمینان بھرے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

انداز میں سر ہلا دیا۔

”کتنا فاصلہ رہ گیا ہے“.....ریٹا نے پوچھا۔

”میدم۔ ہم اس وقت کارشان سے چالیس کلومیٹر دور ہیں۔ یہاں سے دس کلومیٹر کے بعد دوسری سڑک جو مغرب کی طرف جاتی ہے پر مڑیں گے اور پھر تیس کلومیٹر کے سفر کے بعد کارشان آجائے گا“.....ڈرائیور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور ریٹا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وہ ایک خاصے بڑے اور کافی وسیع حدود میں پہلی ہوئے شہر میں داخل ہو گئے اور پھر تھوڑا فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ ایک قلعہ نما مکان کے جہازی سائز کے گیٹ کے سامنے پہنچ گئے۔ ڈرائیور نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے لکڑی کے بننے ہوئے بڑے سے پھانٹک نما دروازے پر لٹکتی کنڈی کو زور زور سے بجا�ا تو اس بڑے پھانٹک کی ایک چھوٹی کھڑکی کھل گئی اور ایک شخص یونیفارم پہنے اور کاندھوں پر مشین گن لٹکائے باہر آ گیا۔ وہ بڑے غور سے کار اور اس میں بیٹھے ہوئے جارج اور ریٹا کو دیکھ رہا تھا۔

”سیئہ قاسم کے مہمان ہیں“.....ڈرائیور نے کہا تو آنے والے کے جسم نے سیئہ قاسم کا نام سن کر بے اختیار ایک جھٹکا سا کھایا۔

”اوہ اچھا۔ میں پھانٹک کھولتا ہوں“.....اس دربان نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کھڑکی کے اندر چلا گیا جبکہ ڈرائیور واپس آ کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھانٹک کھل گیا اور

ڈرائیور کار اندر لے گیا۔ حولی اندر سے کافی وسیع و عریض تھی۔ ایک طرف بڑا سا پورچ تھا جس میں دو بڑی اور جدید ماذل کی گاڑیاں موجود تھیں۔ پورچ میں کار رکتے ہی جارج اور ریٹا دونوں کار سے نیچے اترے تو اسی لمبے سامنے برآمدے میں سوت پہنچے بھاری جسم کا ایک آدمی نظر آیا۔ وہ برآمدے کی سڑھیاں اتر کر تیزی سے جارج اور ریٹا کی طرف بڑھا جو بڑے اشتیاق آمیز انداز میں اس قدیم دور کی بنی ہوئی حولی کو دیکھ رہی تھی۔

”میرا نام امان ہے اور میں راؤ صاحب کا میخرا ہوں۔ میں آپ کو اس حولی میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ تشریف لے آئیں“۔ آنے والے نے سر جھکا کر انتہائی مودبادا نہ لجھے میں کہا تو جارج اور ریٹا دونوں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر اس کی رہنمائی میں وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے جسے سٹنگ روم کے انداز میں سجا گیا تھا۔ وہاں دیواروں پر بڑی بڑی موچھوں والے آدمی کی قد آدم تصویریں موجود تھیں اور پھر چند لمحوں بعد دروازے کا پردہ ہٹا اور بڑی بڑی سفید موچھوں اور دبلے پتلے لیکن تیر کی طرح سیدھے جسم کا مالک اندر داخل ہوا۔ اس کے سر پر موجود بال بھی برف کی طرح سفید تھے۔ موچھوں اور بھنوؤں کے بال بھی سفید تھے لیکن اس کا چہرہ اس قدر صحیت مند تھا کہ جیسے وہ نوجوان ہو۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی جارج اور ریٹا دونوں انٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ”میں راؤ ہاشم ہوں“.....آنے والے نے بھاری سے لجھے میں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کہا۔

”میرا نام رو بڑ ہے اور یہ میری ساتھی ہے ذوگی“..... جارج نے اپنا اور ریٹا کا نیا نام بتاتے ہوئے کہا اور راؤ ہاشم نے جارج اور ریٹا دونوں کے ساتھ بڑے گر بخوشانہ انداز میں مصافحہ کیا۔ البتہ اس کی نظر میں اس طرح ریٹا پر بھی ہوئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس سے چھٹ جاتا ہے۔

”بینھو“..... راؤ ہاشم نے ایک جھٹکا کھاتے ہوئے کہا اور پھر وہ ان دونوں کے سامنے صوف پر بینھ گیا۔ جارج اور ریٹا بھی سامنے والے صوف پر بیٹھ گئے۔ اسی لمحے وہ منیر اندر داخل ہوا۔ اس نے نے سائیڈ پر موجود میز پر ٹرے رکھی اور پھر بوتل کھول کر اس نے تینوں گلاس آدھے آدھے بھرے اور پھر بوتل کا ڈھلن بند کر کے اس نے ایک ایک گلاس ان تینوں کے سامنے رکھا اور پھر ٹرے اور بوتل اٹھائے خاموشی سے واپس مڑ گیا۔

”سنو“..... راؤ ہاشم نے کہا تو منیر اس طرح جھٹکا کھا کر مڑا جیسے کسی نے اسے کوڑا مار دیا ہو۔

”لیں سر“..... منیر نے انتہائی موبدانہ لمحے میں کہا۔

”ہم نے گفتگو کرنی ہے جو باہر کسی کو سنائی نہیں دینی چاہئے“۔ راؤ ہاشم نے بڑے بار عرب لمحے میں کہا۔

”لیں سر“..... منیر نے کہا اور ایک بار پھر مڑ کر وہ آگے بڑھا

اور پھر دروازے کے قریب رک کر اس نے دروازے کی سائیڈ پر دیوار پر موجود سونچ بورڈ پر موجود ایک بٹن پر بیس کیا اور پھر دروازے سے باہر نکل کر اس نے دروازہ بند کر دیا جبکہ اس دوران راؤ ہاشم نے گلاس اٹھا کر شراب کا ایک گھونٹ لیا اور پھر گلاس واپس رکھ دیا۔

”ہاں۔ اب بتائیے راج گڑھ میں آپ کو کیا کام ہے“..... راؤ ہاشم نے جارج سے مخاطب ہو کر کہا۔

”راج گڑھ کے جنگل میں جہاں قدیم دور میں ایک مندر تھا اس کے نیچے تھے خانوں میں ان دونوں حکومت پاکیشیا نے ایک لیبارٹری قائم کر رکھی ہے جس کا راستہ راج گڑھ فوجی چھاؤنی میں ہے جبکہ دوسرا راستہ اور جنگل میں تھا لیکن اب وہاں بھی ملٹری انسٹیلی ٹینوں گلاس آدھے آدھے بھرے اور پھر بوتل کا ڈھلن بند کر کے اس نے ایک ایک گلاس ان تینوں کے سامنے رکھا اور پھر ٹرے اور بوتل اٹھائے خاموشی سے واپس مڑ گیا۔

”کس فارمولے کی“..... راؤ ہاشم نے پوچھا۔

”میزائل اپ ڈیٹ اس کا کوڈ نام ہے“..... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ خود لیبارٹری میں جانا چاہتے ہیں یا صرف فارمولے کی کاپی آپ کو چاہئے“..... راؤ ہاشم نے کہا۔

”جو بھی آسانی سے ہو سکے“..... جارج نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہوئی ہے لیکن بھر حال وہ اس راج گڑھ والے مندر کے نیچے ایک چھوٹے سے تہہ خانے میں جا نکلتی ہے۔ اس تہہ خانے میں کوئی مشینی خطرہ موجود نہیں ہے بلکہ اس میں کاٹھ کباز رکھا گیا ہے جہاں سے آسانی سے لیبارٹری میں داخل ہوا جا سکتا ہے لیکن لیبارٹری میں یہ فارمولہ کہاں ہے اور اندر موجود سائنس دانوں کا کیا ہو گا یہ کام سیٹھ قاسم کا ہے۔ اگر آپ وہاں جائیں تو میرا آدمی کا شو آپ کے ساتھ جائے گا اور اگر سیٹھ قاسم کے آدمی جائیں گے تو پھر بھی کا شو ساتھ جائے گا۔ اب آپ جیسے کہیں،..... راؤ ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ولیکن لازماً یہ راستہ حکومت نے بند کر دیا ہو گا۔ وہ کیسے کھلا رہا سکا ہے؟.....“ جارج نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”یہ راستہ نہیں ہے۔ قدیم دور کی سرگنگ ہے جس کا علم ہمارے آدمیوں کے علاوہ اور کسی کو نہیں ہے لیکن چونکہ پہلے اس سرگنگ سے ہمارا کوئی مفاد وابستہ نہیں تھا اس لئے ہم نے اس کی بھی پرواہ نہیں کی اب جب سیٹھ قاسم نے ہمیں بتایا کہ ہم اگر راج گڑھ لیبارٹری تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ پیدا کر سکتے ہیں تو ہمیں منه مانگا معاوضہ ملے گا تو ہم نے اپنے خاص آدمی کا شو سے بات کی۔ کا شو کو ہم سرگنگ راج گڑھ کے مندر کے تہہ خانوں میں جا کر نکلتی ہے اور سیٹھ قاسم نے جب مجھے فون کر کے اس معاملے میں آپ کی مدد کرنے کے لئے کہا تو میں نے اپنے خاص آدمی کا شو کو اس سرگنگ کی چیکنگ کے لئے بھجوایا۔ اس نے واپس آ کر بتایا کہ سرگنگ گوٹوئی

”دونوں ہی باتیں ہمارے لئے ممکن ہیں،“..... راؤ ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر ہم لیبارٹری میں جا کر خود وہاں سے فارمولہ واپس لانا زیادہ پسند کریں گے،“..... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ایک کروڑ ڈالر رقم خرچ ہو گی جو آپ کو پیشگی دینا ہو گی اور اس کے ساتھ ساتھ مس ڈوگی بھی ایک روز یہاں میری حولی میں میری خاص مہمان کے طور پر رہے گی،“..... راؤ ہاشم نے ریٹا کی طرف شوق بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”مجھے منظور ہے لیکن ڈوگی واپسی پر آپ کے ساتھ رہے گی۔“

البتہ رقم ہم آپ کو سیٹھ قاسم کی ضمانت پر پیشگی دے سکتے ہیں لیکن پہلے آپ کو ہمیں بتانا ہو گا کہ آپ ہمیں کس راستے سے لیبارٹری میں لے جائیں گے اور وہاں کے حفاظتی انتظامات کا کیا ہو گا۔“

”سیٹھ قاسم کو معلوم ہے کہ راج گڑھ سے متحقہ علاقہ جسے چتوڑ گڑھ کہا جاتا ہے وہ ہماری ملکیت ہے۔ چتوڑ گڑھ میں بھی ایک مندر تھا جو کہ اب ختم ہو چکا ہے لیکن اس کے تہہ خانوں سے ایک سرگنگ راج گڑھ کے مندر کے تہہ خانوں میں جا کر نکلتی ہے اور سیٹھ قاسم نے جب مجھے فون کر کے اس معاملے میں آپ کی مدد کرنے کے لئے کہا تو میں نے اپنے خاص آدمی کا شو کو اس سرگنگ کی چیکنگ کے لئے بھجوایا۔ اس نے واپس آ کر بتایا کہ سرگنگ گوٹوئی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

پر اسے چیک کرنے کا حکم دیا۔ اس کی چیلنج کے بعد اس نے آپ کے آنے سے تھوڑی دیر پہلے ہمیں رپورٹ دی ہے۔ ”راوہ ہاشم نے کہا لیکن جارن کے حق سے یہ بات نیچے نہ اتر رہی تھی کہ اس قدر انتظامات کے بعد اس سرگ کو نظر انداز کر دیا گیا ہو گا۔ اس کے ذہن میں بار بار یہی خیال آ رہا تھا کہ مشرقی لوگ دوسروں کو دھوکہ دے کر دولت ہتھیانے کی سازشیں کرتے رہتے ہیں اس لئے اس کے خیال کے مطابق راوہ ہاشم ان سے ایک کروڑ ڈالر وصول کر کے انہیں دھوکہ دینا چاہتا ہے۔

”راوہ صاحب۔ کیا ہماری ملاقات اس کا شو سے ہو سکتی ہے؟“

”ہا۔ لیکن اسے چتوڑ گڑھ سے یہاں پہنچنے میں تقریباً ایک دن لگ جائے گا کیونکہ اس نے بسوں میں سفر کرنا ہے۔ البتہ اگر آپ وہاں جائیں تو وہاں وہ موجود ہے۔“..... راوہ ہاشم نے کہا۔

”ہم کل دوبارہ حاضر ہو جائیں گے۔“..... جارج نے کہا۔

”آپ کو واپس جانے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ یہاں میرے ساتھ مہماں رہیں۔ آپ کی اور مس ڈوگی کی ہر طرح کی خدمت کی جائے گی۔“..... راوہ ہاشم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”راوہ صاحب۔ چونکہ آپ نے ہماری توقع سے کافی زیادہ بڑی رقم کا مطالبه کیا ہے اس لئے ہم نے کل ایکریمیا فون کر کے اس رقم کے گارینگ چیک کا انتظام بھی کرنا ہے اور جہاں تک ڈوگی کا

تعلق ہے میں نے پہلے بھی آپ کی آفس شرط پر منظور کی تھی کہ کام ہو جانے کے بعد ڈوگی ایک رات آپ کی خصوصی مہماں رہے گی۔“..... جارج نے کہا۔

”یہ ہمارے لئے معمولی رقم ہے۔ اگر مس ڈوگی کہے تو ہم نے صرف یہ رقم چھوڑ سکتے ہیں بلکہ اتنی ہی رقم مس ڈوگی کے ہمیشہ کے لئے یہاں رہنے کی صورت میں آپ کو دینے کے لئے تیار ہیں۔“..... راوہ ہاشم نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا۔

”آپ واقعی ایسے ہی ہیں جیسے سینٹھ قاسم نے ہمیں بتایا تھا۔ ڈوگی واپسی پر یقیناً یہاں رہے گی اور یہ معاوضہ بھی آپ کا حق ہے اس لئے آپ کو ضرور ملے گا۔ البتہ ایک درخواست ہے کہ آپ اس بارے میں کسی کو اشارہ تک نہیں کریں گے کیونکہ سرکاری ایجنسی ہمارے اس کام کے خلاف حرکت میں ہیں۔ وہ آپ تک بھی پہنچ سکتے ہیں۔“..... جارج نے کہا۔

”ہمیں سرکاری افراد کی کوئی پرواہ نہیں ہے کیونکہ ہمارا بھائی راوہ لیاقت ملک کے صدر کے پرنسپل سیکرٹری ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہم یہاں کے وڈیے جا گیرداروں میں سے ہیں۔ جس علاقے میں آپ موجود ہیں یہاں ہزاروں ایکڑ زمینیں ہمارے خاندان کی ملکیت ہیں۔ اسی طرح پہاڑی علاقوں میں بھی ہماری وسیع زمینیں ہیں۔ پورا چتوڑ گڑھ ہماری ملکیت ہے۔“..... راوہ ہاشم نے بڑے فخریہ لمحے میں کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”ٹھیک ہے۔ آپ درست فرمائے ہیں۔ سینھ قاسم نے ہمیں پہلے ہی بتا دیا تھا۔“..... جارج نے کہا۔

”اوکے۔ پھر کل آپ سے ملاقات ہوگی۔ کاشو کو میں ابھی کال کر لیتا ہوں۔ کل وہ یہاں موجود ہو گا۔“..... راؤ ہاشم نے اٹھتے ہوئے کہا تو جارج اور رینا بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ راؤ ہاشم ان سے مصافحہ کرنے کے بعد پلٹا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کے ساتھ دیوار پر موجود سونچ بورڈ پر ایک بٹن پر لیس کیا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

”آؤ رینا۔“..... جارج نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھنے لگا لیکن دروازے سے باہر نکلتے ہی میجر تیزی سے چلتا ہوا ان کے پاس پہنچ گیا اور پھر چند لمحوں بعد وہ دونوں ایک بار پھر کار میں سوار واپس دارالحکومت کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

سیاہ رنگ کی جدید ماڈل کی کار خاصی تیز رفتاری سے دارالحکومت سے مشرق کی طرف مسافت میں جانے والی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرامیونگ سیٹ پر جولیا اور سائیڈ سیٹ پر صالحہ بیٹھی ہوئی تھی۔ دونوں نے جیز کی چیتھس اور اوپر بلیک لیدر کی لیڈریز جیکیٹس پہنی ہوئی تھیں جبکہ پیروں میں بند جوگر تھے۔

”عمران صاحب نے ساری ٹیم میں سے خصوصی طور پر ہمیں بھیجا ہے۔ اس کی اصل وجہ ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آئی۔“  
صالحہ نے کہا تو جولیا بے اختیار نہ پڑی۔

”ان غنڈوں، بدمعاشوں اور جرائم پیشہ افراد کی ذہنیت کے مطابق مردوں کی نسبت عورتیں آسان شکار ثابت ہوتی ہیں اس لئے وہ ان سے ملنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے جبکہ ہو بھی تم جیسی

ہیں اور پھر انہیں مکمل یقین ہوتا ہے کہ تم اس میدان سے کامیاب لوٹو گی۔ اس قدر اعتماد کے باوجود جب شادی کی پات ہوتی ہے تو سوائے مذاق کے اور کچھ ان کے منہ سے نہیں نکلتا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟..... صالح نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

”تمہیں ابھی عمران کی فطرت اور مزاج کا اندازہ ہی نہیں ہوا۔ ویسے تمہیں ایک بات بتاؤں کہ عمران کے بار بار کہنے کی وجہ سے صدر کے دل میں تمہارے لئے نرم گوشہ پیدا ہو گیا ہے اور تمہارے دل میں صدر کے لئے۔ کیا میں غلط کہہ رہی ہوں؟..... جولیا نے کہا۔

”تم صحیح کہہ رہی ہو۔ صدر کے لئے واقعی میرے دل میں نرم گوشہ خود بخود پیدا ہو گیا ہے۔ میرے نہ چاہنے کے باوجود اور یہ سارا سلسلہ عمران صاحب کے بار بار کہنے کی وجہ سے ہوا ہے لیکن پھر وہی بات کہ دوسروں کو تو وہ اس حد تک لے جاسکتے ہیں لیکن خود کسی حد تک بھی نہیں جاتے“..... صالح نے باقاعدہ بحث کرتے ہوئے کہا۔

”صدر مرد ہے اور تم عورت۔ اب بتاؤ کیا صدر نے تمہیں اس نظر سے دیکھا ہے جس نظر سے مرد عورتوں کو دیکھتے ہیں؟..... جولیا نے سنجیدہ لبجے میں کہا۔

”نہیں جولیا۔ صدر کی نظروں میں کبھی میں نے ہوس نہیں دیکھی۔ بلکہ میں نے محسوس کیا ہے کہ اس کی کوشش ہوتی ہے کہ

خوبصورت لڑکی“..... جولیا نے کہا تو صالح بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”بے چارے مرد جو تمہیں دیکھ کر یہی سمجھیں گے کہ تم یونیورسٹی سے سیدھی کلب آ رہی ہو۔ اب انہیں کیا معلوم کہ کس قیامت سے ان کا پالا پڑ رہا ہے۔ سارے جسم کی ہڈیاں تڑوا کر باقی عمر پڑے ہائے ہائے کرتے رہیں گے“..... صالح نے کہا تو جولیا بھی بے اختیار ہنس پڑی۔

”تم نے بدله چکانے میں ایک لمحہ بھی دری نہیں لگائی۔ بہر حال تمہیں اب معلوم ہو گیا ہے کہ عمران نے ہمیں اس سیٹھ قاسم کے پاس کیوں بھیجا ہے“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بدله نہیں۔ یہ حقیقت ہے۔ بہر حال تمہاری بات کا مطلب ہے کہ عمران صاحب نے ہمیں چارہ بنانا کر بھیجا ہے“..... صالح نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ تم غلط سمجھ رہی ہو۔ ہم نے اس سے ان غیر ملکی ایجنٹوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں۔ ہمیں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ ہم مردوں کی نسبت آسانی سے اس تک رسائی حاصل کر لیں گی“..... جولیا نے کہا۔

”اوکے۔ اب بات سمجھ میں آ گئی ہے۔ ویسے ایک بات بتاؤ جو لیا۔ عمران صاحب تم پر اس قدر اعتماد کرتے ہیں کہ آنکھیں بند کر کے تمہیں بڑے سے بڑے میدان کا رزار میں جھونک دیتے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اصل ہے۔ البتہ جو لوگ غیر اخلاقی ماحول میں زندگی بسر کرتے ہیں، غیر اخلاقی انداز میں سوچتے ہیں ان کی زندگی مصنوعی ہوتی ہے۔۔۔ جولیا نے کہا۔

”حیرت ہے جولیا۔ میں بعض اوقات سوچتی ہوں کہ کیا کوئی فرد اپنے آپ کو اس قدر تبدیل کر سکتا ہے۔ تم جس ماحول میں پیدا ہوئی، جس ماحول میں تم نے پورش پائی، تعلیم حاصل کی وہ قطعاً مختلف ماحول تھا۔ اس کے بعد تم یہاں آئی اور پھر یہیں رہ گئی۔ یہاں کا ماحول قطعاً مختلف ہے۔ تم نے اپنے آپ کو یہاں کس طرح ایڈ جسٹ کیا۔ کیا تمہیں اپنا وطن، اپنے رشتہ داروں کی یاد نہیں آتی۔ خاص طور پر اس وقت جب رات کو تم اکیلی ہوتی ہو۔۔۔ صالحہ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تم سوال اس انداز میں کرتی ہو جیسے سوالات کی بوچھاڑ کر سے ہٹا دیا گیا ہے۔ اب وہ انجوئے منش جو عام لوگ محسوس کرتے ہیں وہ ہمیں محسوس ہی نہیں ہوتیں۔۔۔ صالحہ نے کہا تو جولیا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

”یہ تم کیا کہہ رہی ہو صالحہ۔ کیا تمہیں اپنی زندگی یا اپنے ساتھیوں کی زندگی میں کبھی مصنوعی پن کا احساس ہوا ہے۔۔۔ جولیا نے کہا۔

”نہیں۔ مصنوعی پن کا تو واقعی کبھی احساس نہیں ہوا۔۔۔ صالحہ نے کہا۔

”کمال ہے۔ ایسے معاملات میں واقعی انسانی عقل بے کار ہو

اے مجھ سے کم مخاطب ہوتا ہے اور جس قدر ہو سکے وہ میری طرف کم دیکھے۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے۔۔۔ صالحہ نے کہا۔

”ہاں۔ اس کی خاص وجہ ہے۔ چیف نے اپنی ٹیم کی تربیت اس انداز میں کی ہے کہ انہیں اچھے اخلاقی اصولوں کے انتہائی سخت سانچے میں ڈھال دیا ہے۔ ہم دونوں عورتیں ہیں لیکن عورت ہونے کے باوجود ہمیں اپنے ساتھی مردوں کے لئے ایسے جذبات کبھی محسوس نہیں ہوئے جیسے جوان عورتوں کے جوان مردوں کے لئے ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ ہمارا اپنا خود ساختہ کنشروں نہیں ہے بلکہ ہماری سوچ ہی اس انداز میں ڈھال دی گئی ہے۔۔۔ جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا یہ مطلب بھی تو ہو سکتا ہے کہ ہمیں عام نارمل لاٹف سے ہٹا دیا گیا ہے۔ اب وہ انجوئے منش جو عام لوگ محسوس کرتے ہیں وہ ہمیں محسوس ہی نہیں ہوتیں۔۔۔ صالحہ نے کہا تو جولیا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

”یہ تم کیا کہہ رہی ہو صالحہ۔ کیا تمہیں اپنی زندگی یا اپنے ساتھیوں کی زندگی میں کبھی مصنوعی پن کا احساس ہوا ہے۔۔۔ جولیا نے کہا۔

”کمال ہے۔ ایسے معاملات میں واقعی انسانی عقل بے کار ہو

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”اس کا مطلب ہے کہ یہ زندگی مصنوعی نہیں ہے۔ قدرتی اور

جاتی ہے۔..... صالح نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی جولیا نے کار کا رخ دائیں ہاتھ پر جانے والی سڑک پر سیٹھ کلب کی نہ صرف تصویر دی گئی تھی بلکہ نام بھی لکھا ہوا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک چار منزلہ وسیع و عریض عمارت تک پہنچ گئے۔ عمارت کا کمپاؤنڈ خاصاً وسیع و عریض تھا اور خاصی تعداد میں کاریں اندر جا کر پارکنگ کی طرف مڑ رہی تھیں۔

”ٹائیگر کہاں ہو گا۔“..... صالح نے اوہرا ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہیں کہیں موجود ہو گا۔“..... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل کر کے ایک طرف بنی ہوئی وسیع و عریض پارکنگ کی طرف موڑ دی جس میں اچھی خاصی تعداد میں کاریں موجود تھیں۔ جولیا نے کار کو ایک خالی جگہ پر روکا اور پھر وہ دونوں کار سے نیچے اتریں۔ جولیا نے کار کو لاک کیا اور اسی لمحے ایک آدمی نے آگے بڑھ کر پارکنگ کا رڈ جولیا کے ہاتھ میں دے دیا۔ جولیا نے کارڈ لے کر اپنی جیکٹ کی جیب میں ڈال لیا۔

”مس جولیا۔ میں حاضر ہوں۔“..... اچانک ایک طرف سے ٹائیگر کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔ لہجہ مودبانہ تھا۔ جولیا اور صالح اس کی آواز سن کر مڑیں تو وہ ان کے عقب میں میک اپ میں موجود تھا۔ اس نے کششی رنگ کا سوت پہنا ہوا تھا۔ اس پر گھرے سرخ رنگ کی ٹائی جس پر پیلے رنگ کے پھول بنے ہوئے تھے، پہنی

ہوئی تھی۔

”کیا پوزیشن ہے معاملے کی۔“..... جولیا نے ایک خالی سائیڈ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ صالح بھی خاموشی سے ان کے ساتھ چل رہی تھی۔

”سینئر قاسم اپنے مخصوص آفس میں موجود ہے لیکن وہ کسی سے ملتا نہیں ہے۔ تمام کام اس کے مینجرز کرتے ہیں۔ ملاقاتیں بھی ان سے ہوا کرتی ہیں۔“..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ اپنے آفس میں موجود ہے۔“..... جولیا نے چونک کر کہا۔

”اس کا ایک اسٹنٹ مینجر میرا دوست ہے۔ اس سے معلوم ہوا ہے اور یہ بات تو سارا دارالحکومت جانتا ہے کہ سینئر قاسم سوائے چند مخصوص لوگوں کے اور کسی سے نہیں ملتا۔“..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن ہم نے تو نہ صرف اس سے ملا ہے بلکہ اس سے پوچھ گچھ بھی کرنی ہے۔ تم بتاؤ کیا کرنا چاہئے۔“..... جولیا نے کہا۔

”مس جولیا۔ باس نے آپ کو بھیجا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو کیوں بھیجا ہے لیکن سینئر قاسم تک آپ کی آمد کی اطلاع ہی نہیں پہنچنے دی جائے گی اور یہی اصل مسئلہ ہے کہ اس کے خصوصی آفس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا کہ کہاں ہے۔“..... ٹائیگر نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

بڑے چوکنا انداز میں کھڑا تھا۔ اس کا سر گنجنا اور پچھوٹی چھوٹی آنکھوں میں تیز سرخی اور چہرے پر پھریلی سمجھیدگی نمایاں تھی اور اس کی نظریں جولیا، صالحہ اور ان کے پیچھے چلتے ہوئے ہیں۔

”لیں مس“..... ایک لڑکی نے جولیا اور صالحہ کے کاؤنٹر کے قریب پہنچنے پر ان سے مخاطب ہو کر کہا جبکہ وہ آدمی اس طرح ہونٹ پھینچ کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا لیکن وہ خاموش رہا تھا۔

”سینٹھ قاسم“ سے کہو کہ بیوی بڑوڑ ملنا چاہتی ہیں“..... جولیا نے بڑے باوقار سے لبجے میں کہا اور جولیا کا فقرہ سن کر خاموش کھڑے اس آدمی کے چہرے پر تسلیخانہ مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

”سوری مس۔ سینٹھ صاحب کسی سے نہیں ملتے اور نہ ہی ملاقات کا وقت دیتے ہیں۔ آپ ان کے کسی مینجر سے مل لیں“..... لڑکی نے معدرت خواہانہ لبجے میں کہا۔

”اس کا وہ مینجر کون ہے جس کا رابطہ اس سے ہے“..... جولیا نے کہا۔

”مارٹن مس صاحبہ“..... لڑکی نے جواب دیا۔

”اس مارٹن کا آفس کہاں ہے“..... جولیا نے کہا تو لڑکی نے فون کا رسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس آدمی نے آگے بڑھ کر اس لڑکی کو ایسا کرنے سے روک دیا۔

”سنو۔ خاموشی سے واپس چلی جاؤ۔ کوئی کسی سے نہیں ملتا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”اس صورت میں تم اکیلے ہوتے تو کیا کرتے“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں تو اس کے مینجروں سے بات کرتا اور پھر ان کی مدد سے اس تک رسائی حاصل کرتا لیکن اس میں وقت کافی لگ سکتا تھا۔ فوری طور پر یہ کام نہیں ہو سکتا“..... ٹائیگر نے کہا۔

”اوے کے۔ آؤ ہمارے ساتھ اور دیکھو کہ ہم کس طرح سینٹھ قاسم کی طرف بڑھنے لگی۔ صالحہ بھی اس کے ساتھ ہی وہ میں گیٹ کچھ کہنا چاہا لیکن پھر اس نے ہونٹ پھینچ لئے۔ میں گیٹ پر موجود دربان نے سر جھکا کر ان کا استقبال کیا اور دروازہ کھول دیا۔ اندر وسیع و عریض ہال تقریباً ایک چوٹھائی بھرا ہوا تھا۔ باقی خالی تھا البتہ سیاہ رنگ کے لباس میں ملبوس دس بارہ مشین گنوں سے مسلح افراد وہاں موجود تھے۔ وہ مختلف کونوں میں کھڑے خاموشی سے آنے جانے والوں اور وہاں بیٹھے ہوئے لوگوں کو اس انداز میں دیکھ رہے تھے جیسے ایک ایک آدمی کی نظروں ہی نظروں میں سکرینگ کر رہے ہوں۔ جولیا اور صالحہ ہال میں داخل ہو کر چند لمحوں کے لئے رک گئیں اور انہوں نے ایک طائرانہ نظر ہال پر ڈالی اور پھر ایک طرف بنے ہوئے وسیع و عریض کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئیں جہاں پانچ لڑکیاں کام کر رہی تھیں جبکہ کاؤنٹر کے کونے میں ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی جس نے سیاہ رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا پیر پھیلائے

کی طرح پھٹ پڑی۔ ہر طرف شور سا بھر گیا اور ساتھ ہی ایک طرف سے دو سیاہ پوش کاؤنٹر کے طرف آنے لگے۔

”کروفون مارٹن کو“..... جولیا نے یکخت چیخ کر کہا تو لڑکی نے تیزی سے رسیور اٹھا لیا۔

”رک جاؤ۔ خبردار اگر آگے بڑھے تو“..... یکخت صالحہ نے چیخ کر آنے والے سیاہ پوشوں سے کہا تو وہ یکخت رک گئے۔

”تمہارے اس جیری نے بلیو برڈز کی توہین کی تھی جبکہ تم دیکھنا بھی تمہارا میخبر مارٹن ننگے پیر دوڑتا ہوا ہمارے استقبال کے لئے یہاں آئے گا“..... صالحہ نے چیختے ہوئے کہا۔

”تم۔ تم کون ہو“..... ان میں سے ایک سیاہ پوش نے قدرے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”بلیو برڈز“..... صالحہ نے جواب دیا تو وہ ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئے جبکہ لڑکی نے رسیور اٹھا کر نمبر پر لیں کر دیئے۔

”کاؤنٹر سے میسی بول رہی ہوں۔ دو عورتیں اور ایک مرد یہاں کاؤنٹر پر آئے ہیں۔ ان میں سے ایک عورت غیر ملکی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ بلیو برڈز ہیں اور رسیٹھ صاحب سے ملتا چاہتے ہیں۔“

جب میں نے انہیں بتایا کہ رسیٹھ صاحب کسی سے نہیں ملتے تو انہوں نے آپ سے ملنے کی بات کی۔ میں آپ سے بات کرنے کے لئے رسیور اٹھا ہی رہی تھی کہ جیری نے مجھے روک دیا اور انہیں واپس جانے کا کہا جس پر اس غیر ملکی لڑکی نے اس جیری کا سینہ موجود باقی لڑکیوں کا تھا اور جولیا کے بولتے ہی جیسے خاموشی طوفان

جاو۔ ورنہ“..... اس آدمی نے غراتے ہوئے لجھے میں کہا۔

”تم کون ہو“..... جولیا نے چونک کر اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”میرا نام جیری ہے اور تمہیں انتہائی شرافت سے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ واپس چلی جاؤ ورنہ تمہاری لاشیں بھی غائب کر دی جائیں گی۔ نہ سیٹھ قاسم تم سے ملے گا اور نہ ہی مارٹن کیونکہ تم میری نظروں میں مشکوک ہو۔ جاؤ“..... جیری نے سائیڈ ہولسٹر میں موجود ریوالور کے دستے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بڑے غصیلے لجھے میں کہا۔

”اگر اس کو گولی مار دی جائے تو تمہیں تو کوئی اعتراض نہ ہو گا“..... جولیا نے اس لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا جو اس سے بات کر رہی تھی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی یا جیری کچھ بوتا جو لیا کا ہاتھ انتہائی تیزی سے جیب سے باہر آیا اور دوسرے لمبے ہال فائرنگ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی جیری کے حلق سے نکلنے والی چیخ اور پھر اس کے پشت کے بل پچھلی دیوار سے نکلا کر ریت کے خالی ہوتے ہوئے بورے کی طرح کاؤنٹر کے اندر گرنے کی آواز سنائی دی تو ہال میں یکخت گھم بیر خاموشی طاری ہو گئی۔

”اب کروفون“..... جولیا نے بڑے اطمینان بھرے لجھے میں اس لڑکی سے کہا جو بت بنی کھڑی تھی اور یہی حال کاؤنٹر کے پیچھے موجود باقی لڑکیوں کا تھا اور جولیا کے بولتے ہی جیسے خاموشی طوفان

”تم نے اسے ہلاک کیا ہے۔ تم نے۔ حیرت ہے۔ اور ہاں۔ ہوئی ہے۔ اب آپ جیسے کہیں۔“..... مارٹن نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”کیا تم نے ساری باتیں یہیں ہاں میں کھڑے کھڑے کرنی ہیں۔ کیا اسکیلے آفس میں بات کرتے ہوئے ڈرتے ہو؟“..... جولیا نے یکنخت کاٹ کھانے والے لجھے میں کہا تو مارٹن کے چہرے پر یکنخت غصے کی لہری پھیل گئی۔

”ٹھیک ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔ وہیں آفس میں ہی تم سے بات ہو گی۔ اور سنو۔ جیری کی لاش اٹھا کر بر قی بھٹی میں ڈلوادو؟“..... مارٹن نے کہا اور واپس لفت کی طرف مڑ گیا۔

”آپ دوسری لفت سے جائیں گے۔ یہ لفت صرف چیف کے لئے مخصوص ہے۔“..... لڑکی نے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو بھی اس لفت کی طرف بڑھتے دیکھ کر کہا جس میں وہ مارٹن گیا تھا۔

”ہمارے ساتھ کوئی آدمی بھیجو جو ہمیں وہاں تک پہنچا دے۔“..... جولیا نے مڑ کر ایسے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا جیسے اب تک ان کے درمیان کوئی غلط بات ہی نہ ہوئی ہو۔

”گوگی۔ ان کے ساتھ جاؤ۔“..... لڑکی نے ایک طرف خاموش کھڑے ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں مس۔ آئیے مس۔“..... اس نوجوان نے چونک کر کاؤنٹر گرل کو جواب دیا اور پھر جولیا سے مخاطب ہو گیا۔ دوسری لفت کے ذریعے وہ تیسرا منزل پر پہنچے۔ وہاں چار مسلخ سیاہ پوش موجود تھے

گولیوں سے چھلنی کر دیا ہے۔ اس کی لاش کاؤنٹر کے اندر پڑی ہوئے لجھے میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”جیری کو مارنے کے باوجود وہ ابھی تک زندہ ہیں۔“..... دوسری طرف سے چخ کر کہا گیا۔

”لیں۔ لیں سر۔“..... لڑکی نے گھبرائے ہوئے لجھے میں کہا۔

”میں خود آ رہا ہوں۔“..... مارٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو لڑکی نے رسیور رکھ دیا۔

”چیف مارٹن خود آ رہے ہیں۔“..... لڑکی نے کہا تو صالحہ نے فاتحانہ نظریوں سے ان دونوں سیاہ پوشوں کی طرف دیکھا اور وہ ہونٹ بھینچے واپس مڑ گئے اور دوبارہ اسی جگہ پر کھڑے ہو گئے جہاں پہلے کھڑے تھے۔ ہال پر سکوت طاری تھا۔ تھوڑی دیر بعد لفت نیچے آ کر رکی۔ اس کا دروازہ کھلا اور ایک گینڈے کی طرح پلا ہوا آدمی چوڑے چہرے پر چھوٹی چھوٹی لیکن اکڑی ہوئی موچھیں نمایاں نظر آ رہی تھیں۔

”کہاں ہے جیری۔“..... آنے والے نے جولیا، صالحہ اور اس کے پیچھے کھڑے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”اونٹر کاؤنٹر کے اندر اس کی لاش پڑی ہے۔“..... لڑکی نے سہے ہوئے لجھے میں کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اور بھی وضاحت کروں۔۔۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو مارٹن ساتھیوں کو کچھ نہ کہا اور گوگی انہیں راہداری کے تقریباً درمیان میں موجود دروازے کے قریب لے جا کر خود رک گیا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم بہت کچھ جانتی ہو۔ بہر حال بولو۔ کیا چاہتی ہو،۔۔۔ مارٹن نے کہا۔ اس کا لہجہ اب پہلے کی نسبت خاصاً زرم ہو گیا تھا۔

”سینہ قاسم کے ساتھ تمہارا رابطہ ہے اور ہم نے اس سے ملتا ہے،۔۔۔ جولیا نے کہا۔

”سوری۔ سینہ کسی سے نہیں ملتا حتیٰ کہ پاکیشیا کے صدر سے بھی نہیں۔ جو بات ہے مجھے بتاؤ۔ وہ سینہ قاسم تک پہنچ جائے گی۔۔۔“ مارٹن نے کہا۔

”فون پر ہماری بات کراوو،۔۔۔“ جولیا نے کہا۔

”سوری۔ اس کے پیش آفس میں فون نہیں ہے،۔۔۔“ مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر پیغام کیسے پہنچے گا،۔۔۔“ جولیا نے چہرے پر حیرت کے نثارات پیدا کرتے ہوئے کہا۔

”وہ جب خفیہ آفس میں ہوتا ہے تو پھر وہاں کے فون پر بات کرتا ہے،۔۔۔“ مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ پھر پیغام دینا ہی بے کار ہے کیونکہ بیلو برڈز جس الزام سے اسے بچانا چاہتے ہیں وہ الزام اس تک پیغام پہنچنے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

لیکن گوگی کے ساتھ ہونے کی وجہ سے انہوں نے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو کچھ نہ کہا اور گوگی انہیں راہداری کے تقریباً درمیان میں موجود دروازے کے قریب لے جا کر خود رک گیا۔

”تشریف لے جائیں،۔۔۔“ گوگی نے کہا تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور جولیا اندر داخل ہو گئی۔ اس کے پیچے صالحہ اور آخر میں ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ یہ ایک خاصاً وسیع کمرہ تھا جسے بہترین انداز اور اعلیٰ فرنیچر سے سجا یا گیا تھا لیکن کمرہ خالی تھا۔ وہ مارٹن وہاں موجود نہ تھا اور پھر اس سے پہلے کہ جولیا اور صالحہ صوفوں پر بیٹھتیں سائیڈ دیوار میں موجود ایک دروازہ کھلا اور مارٹن اندر داخل ہوا۔

”بیٹھو،۔۔۔“ مارٹن نے میز کے پیچے رووالنگ چیئر پر بیٹھتے ہوئے بڑے خشک اور کھردے لبجے میں کہا تو جولیا، صالحہ اور ٹائیگر تینوں سائیڈ صوفوں پر بیٹھنے کی بجائے میز کی دوسری طرف موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”تم نے اس طرح کھلے عام جیری کو ہلاک کر کے ناقابلِ معاف جرم کیا ہے۔ تمہیں وہیں ہال میں ہی گولیوں سے بھون دیا جاتا لیکن میں تمہیں اس لئے یہاں لے آیا ہوں کہ میں معلوم کر سکوں کہ تم نے بیلو برڈز کا نام کہاں سے سن لیا ہے اور کیوں یہ نام لے کر یہاں آئی ہو،۔۔۔“ مارٹن نے کہا۔

”اس کے ڈانٹے کافرستان سے ملتے ہیں۔ کافی ہے یا کچھ

سے پہلے ہی اس کے سر پر پہنچ چکا ہو گا،..... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”بیٹھو۔ بیٹھو۔ تم کس ازام کی بات کر رہی ہو۔ تمہاری باتیں اور تمہارا روایہ کچھ عجیب سا ہے۔ بچ بتاؤ کہ کون ہوتم“..... مارٹن نے کے لمحے میں حیرت تھی۔

”مجھے کہا گیا ہے کہ سینٹھ قاسم سے کہہ دوں کہ وہ ایکریمین کراوز انجنسی کے اینجنیؤں کی مدد بند کر دے ورنہ ملٹری انٹیلی جنس اس تک کسی بھی لمحے پہنچ سکتی ہے۔..... جولیا نے کہا تو مارٹن کا منہ یکنخت کھلے کا کھلا رہ گیا۔

”یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ کیا۔ کیا مطلب“..... مارٹن نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لمحے میں کہا۔

”جاو اور جا کر یہ پیغام سینٹھ تک پہنچا دو۔ شاید وہ اور تم سب بچ جاو اور ہمیں آ کر بتاؤ کہ پیغام پہنچ گیا ہے یا نہیں تاکہ ہم ہیڈ کوارٹر کو رپورٹ دے سکیں“..... جولیا نے کہا تو مارٹن ہونٹ بھینچے چند لمحے ساکت بیٹھا رہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ذہنی طور پر کسی فیصلے پر نہ پہنچ رہا ہو۔

”ٹھیک ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔ میں تمہاری ملاقات سینٹھ سے کرا دیتا ہوں۔ پھر سینٹھ جانے اور تم“..... مارٹن نے یکنخت ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”یہ تم نے عقل مندانہ فیصلہ کیا ہے۔ تم واقعی ذہین آدمی ہو۔

میں ہیڈ کوارٹر کو جو رپورٹ دوں گی اس میں خصوصی طور پر تمہاری کہا۔

”اپنا اسلحہ یہیں چھوڑ دو ورنہ راستہ نہیں کھلے گا۔..... مارٹن نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے سخت لمحے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔..... جولیا نے جیب سے مشین پسلوں نکال کر میز پر رکھتے ہوئے کہا اور پھر اس کی پیروی کرتے ہوئے صالحہ اور ٹائیگر نے بھی جیبوں سے مشین پسلوں نکال کر میز پر رکھ دیئے۔

”مزید تو کوئی اسلحہ نہیں ہے۔..... مارٹن نے کہا۔

”نہیں۔..... جولیا نے جواب دیا۔

”آؤ۔..... مارٹن نے کہا اور اس سائیڈ دروازے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے وہ کمرے میں داخل ہوا تھا۔ جولیا، صالحہ اور ٹائیگر تینوں اس کے پیچے اس دروازے سے دوسری طرف موجود کمرے میں پہنچے تو وہ انہیں لئے ہوئے اس کمرے کے عقبی طرف موجود ایک دروازے میں لے گیا۔ دروازے کے دوسری طرف ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے آخر میں ایک لوہے کا دروازہ تھا جو بند تھا۔ مارٹن نے قریب جا کر اس پر اپنا دایاں ہاتھ رکھ کر زور سے دبایا اور پھر ہاتھ ہٹا کر اس نے بایاں ہاتھ اسی جگہ پر رکھ کر دبایا تو دروازے کے اوپر موجود ایک کیمرا نما آئے میں سے سرخ رنگ کی

تیز روشنی نکل کر مارٹن، جولیا اور اس کے ساتھیوں پر ایک لمحے کے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

میں آفس نیبل تھی جس پر ایک دبلا پتلا سا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ گھوڑے کی طرح لمبورزا تھا۔ آنکھیں چھوٹی لیکن چمکدار تھیں۔ اس نے براؤن رنگ کا سوت پہنا ہوا تھا۔ اس کی نظریں جولیا اور ہوئے نیچے جا رہی تھیں۔ اس کے پیچھے آنے والی صالحہ اور نائیگر پر جمی ہوئی تھیں۔

”بیٹھو“..... اس دلبے پتلے آدمی نے اپنی باریک لیکن چھری کی دھار کی طرح تیز آواز میں کہا۔

”تم ہو سیٹھ قاسم“..... جولیا نے سیٹھ کی طرح منہ گول کرتے ہوئے کہا۔ اس کے لبھ میں ہلکی سی حقارت تھی۔

”ہاں۔ میں ہوں“..... اس آدمی نے کہا۔

”میں سمجھی تھی کہ تم بھی کافرستان کے سیٹھ قاسم کی طرح بہت موٹے ہو گے کیونکہ اب ذہن میں سیٹھ قاسم کا نام آتے ہی اس کا موٹا پانظر آنے لگ جاتا ہے“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

”تم کرنل فریدی والے سیٹھ قاسم کی بات کر رہی ہو“..... سیٹھ قاسم نے کہا۔

”تم جانتے ہو کرنل فریدی کو“..... جولیا نے چونک کر کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم دونوں عورتوں کا تعلق پاکیشی سینکڑ سروں سے ہے“..... سیٹھ قاسم نے کہا تو جولیا اس طرح نہ پڑی وہ اپس مڑ کر سیٹھیاں چڑھتا ہوا اوپر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ نظر آنا بند ہو گیا۔ اسی لمحے ہلکی سی کلک کی آواز کے ساتھ ہی سامنے موجود دروازہ کھلتا چلا گیا۔

”ہمارا تعلق بلیو برڈز سے ہے“..... جولیا نے منہ بناتے ہوئے

لنے پڑی اور پھر بجھ گئی۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ دوسری طرف ایک بند گیلری سی تھی جس کے اندر سیٹھیاں ہوئے نیچے جا رہی تھیں۔ وہ سب مارٹن کی رہنمائی میں سیٹھیاں اترتے ہوئے نیچے ایک بند دروازے کے سامنے جا کر رک گئے۔ دروازے کے ساتھ ایک ٹک سے فون پیس لٹکا ہوا تھا۔ مارٹن نے وہ فون پیس ٹک سے نکالا اور اس پر موجود بٹن پر لیں کر دیئے۔

”مارٹن بول رہا ہوں سپر بس“..... مارٹن نے کہا مگر اس کا لہجہ بے حد موادبانہ تھا۔

”لیں۔ سپر ماسٹر۔ تینوں دروازے کے باہر موجود ہیں اور آپ سے ملاقات میں انتہائی اہم پیغام دینا چاہتے ہیں“..... مارٹن نے دوسری طرف سے بات سن کر موادبانہ لبھ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ چونکہ فون پیس میں لاڈرنے تھا اس لئے دوسری طرف کی آواز اس کے علاوہ جولیا اور اس کے ساتھی نہ سن سکتے تھے۔

”اوکے سپر بس“..... مارٹن نے ایک بار پھر دوسری طرف سے بات سن کر کہا اور پھر فون پیس کو ٹک میں لٹکا کر وہ پیچھے ہٹا۔

”میں جا رہا ہوں۔ ابھی دروازہ کھل جائے گا۔ اندر سپر بس سیٹھ قاسم موجود ہیں“..... مارٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ وہ اپس مڑ کر سیٹھیاں چڑھتا ہوا اوپر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ نظر آنا بند ہو گیا۔ اسی لمحے ہلکی سی کلک کی آواز کے ساتھ ہی سامنے موجود دروازہ کھلتا چلا گیا۔ یہ ایک مستطیل شکل کا کمرہ تھا جس کے آخر

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”تو پھر تم نے یہ بھی سنا ہو گا کہ میں نے مارٹن سے کہا تھا کہ تم ایکریمین ایجنٹی کراوز کے ایجنٹوں کی مدد نہ کرے ورنہ ملٹری انسٹیل جنس تمہیں کسی بھی وقت گھیر سکتی ہے۔“..... جولیا نے جواب دیا۔

”ہاں۔ سنا ہے میں نے۔ لیکن،“..... سیٹھ قاسم بات کرتے کرتے رک گیا۔

”ہمارا تعلق ملٹری انسٹیل جنس سے ہے۔ سیکرٹ سروس سے نہیں۔ ٹائیگر ہمارا گائیڈ ہے اور ہمارے چیف کرنل شہامند نے عمران کو فون کر کے اسے ہمارے ساتھ بھیجا ہے۔“..... جولیا نے بڑے اطمینان بھرے لبھے میں کہا۔

”لیکن ملٹری انسٹیل جنس غیر ملکیوں کو کیسے رکھ سکتی ہے۔“..... سیٹھ قاسم نے ابھے ہوئے لبھے میں کہا۔

”تو کیا سیکرٹ سروس غیر ملکیوں کو رکھ سکتی ہے۔ میں پیش میک اپ میں ہوں،“..... جولیا نے کہا تو سیٹھ قاسم نے اس انداز میں ایک طویل سائنس لیا جیسے کسی خاص نتیجے پر پہنچ گیا ہو۔

”ٹھیک ہے۔ میں نے مان لیا۔ اب بتاؤ کہ کیوں تم یہاں آئے ہو؟“..... سیٹھ قاسم نے کہا۔

”اور کتنی بار بتاؤ کہ تم ایکریمین ایجنٹی کراوز کے ایجنٹوں جو کہ ایک مرد اور ایک عورت پر مشتمل ہیں، کے حق میں یہاں پاکیشی میں کافرستان کے مہاند گروپ کے کہنے پر کام کر رہے ہو جبکہ ”سن لی ہیں،“..... سیٹھ قاسم نے جواب دیا۔

”دیکھو۔ تمہارے ساتھ جو آدمی بیٹھا ہے یہ ٹائیگر ہے۔ جب تم مارٹن کے کمرے میں داخل ہوئے تھے تو میں نے یہاں تمہارے چہرے دیکھے تھے۔ کمرے میں موجود مخصوص ریز کی وجہ سے یہاں تمہارے چہرے بغیر میک اپ کے نظر آ رہے تھے اور ٹائیگر کو میں بہت اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ چونکہ یہ لڑکی واقعی غیر ملکی تھی اس لئے میں نے مارٹن کو پیغام دے دیا کہ تمہیں مجھ تک پہنچا دیا جائے۔ ٹائیگر کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے علی عمران کا شاگرد ہے لیکن میں جانتا چاہتا ہوں کہ تم دونوں کون ہو۔ جہاں تک بلیو برڈز کا تعلق ہے تو میں نے بلیو برڈز کے چیف وشنو سکار سے بات کر لی ہے۔ اس نے تمہیں نہیں بھیجا۔ اس کے بعد یہاں آ کر تم نے جب کرنل فریدی اور اس کے ساتھی موٹے سیٹھ قاسم کی بات کی تو میں سمجھ گیا کہ تم دونوں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہی ہو سکتا ہے اور اسی وجہ سے تم اب تک زندہ بھی ہو۔ سنو۔ میں کسی سرکاری ایجنٹی سے لڑنا نہیں چاہتا اس لئے تم کھل کر بات کرو کہ تم کیا چاہتی ہو۔“..... دبلے پتلے سیٹھ قاسم نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تم نے مارٹن کے کمرے میں ہونے والی باتیں سن لی ہیں یا نہیں،“..... جولیا نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

دینے کی بجائے میز پر رکھے ہوئے اپنے ہاتھ کو ہلکا سا جھٹکا دیا تو یکخت میز کے ان کناروں سے جس طرف جولیا اور اس کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے نارنجی رنگ کی تیز روشنی نکلی اور اس کے ساتھ ہی جولیا اور اس کے ساتھیوں کے ذہنوں پر جیسے یکخت گپ اندر ہرا سا چھا گیا لیکن یہ اندر ہرا صرف چند لمحوں کے لئے تھا۔ چند لمحوں بعد جب ان کے ذہن میں دوبارہ روشنی نمودار ہوئی تو جولیا اور اس کے ساتھی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ اس آفس نما کمرے کی بجائے ایک تھہ خانے نما کمرے میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے لیکن ان کے جسم مکمل طور پر بے حرکت تھے۔ کمرہ خالی تھا۔ وہاں نہ کوئی آدمی تھا اور نہ ہی کوئی اسلحہ یا فرنیچر۔

”یہ سب کیا ہے۔ ہم کہاں ہیں“..... جولیا کے منہ سے انک کر لکھا۔

”کسی تھہ خانے میں ہیں“..... ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو جولیا نے گردن موڑی تو وہ مڑ تو گئی لیکن حرکت بے حد آہستہ تھی جیسے سلوموشن فلم چلتی جا رہی ہو۔

”اس احمد نے ایسا کیوں کیا ہے“..... جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تم نے گفتگو کو بے حد طویل کر دیا تھا اور سارے پتے کھول کر سامنے رکھ دیئے تھے۔ یہ اس کا نتیجہ ہے“..... صالح نے کہا۔

”یہ بات نہیں۔ اگر میں ایسا نہ کرتی تو ہماڑی لاشیں کسی برقی ہو۔ کیوں“..... جولیا نے کہا لیکن اس بار سیٹھ قاسم نے جواب

تمہیں معلوم ہے کہ وہ پاکیشیا کی ایک اہم سرکاری لیبارٹری کے خلاف کام کر رہے ہیں“..... جولیا نے کہا۔

”یہ سب غلط ہے۔ مہاندگروپ سے ہمارا تعلق ضرور ہے لیکن ہم ایسے کسی پراجیکٹ پر کام نہیں کر سکتے جس کا تعلق حکومت یا ملک سے ہو۔ ہم تو اسمگنگ جس میں اسلحہ، منشیات اور اس ٹائپ کے دوسرے کاروبار ہیں، میں ملوث ہو سکتے ہیں لیکن ملک اور قوم کے مفاد کے خلاف ہم بھی کام نہیں کرتے“..... سیٹھ قاسم نے کہا۔

”اس قدر حوالوں کے باوجود تمہیں یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی کہ ہم صرف اندازوں کی بناء پر تمہارے پاس نہیں آئے۔ ہمارے پاس مصدقہ اطلاعات ہیں اور ہم نے کوئی بات تم سے اس لئے نہیں چھپائی کہ اگر تم حکومت سے تعاون کرو تو ملٹری ائیلی جنس کو اس سے کوئی ڈچپی نہیں ہے کہ تم کیا کرتے ہو اور کیا نہیں کرتے۔ اس کے باوجود تم ایسی باتیں کر رہے ہو“..... جولیا کا لہجہ یکخت سخت

”میں نے بھی جواب دے دیا ہے کہ ہم ایسے کسی معاملے میں ملوث نہیں ہیں اور جو کچھ میں نے کہا ہے وہی درست ہے“۔ سیٹھ قاسم نے بھی بڑے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو تم ایک غیر ملکی جوڑے کی خاطر اپنا سارا سیٹ اپ، اپنی زندگی اور اپنے سب آدمیوں کی زندگیاں ختم کرانے پر تسلی ہوئے ہو۔ کیوں“..... جولیا نے کہا لیکن اس بار سیٹھ قاسم نے جواب

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

بھٹی میں راکھ کی جا چکی ہوتیں یا کسی گڑھ میں بہہ رہی ہوتیں۔ لیکن اب وہ ہمیں زندہ سلامت واپس بھجوانے کا پابند ہے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ ہم ہیڈکوارٹر کے حکم پر اس کے پاس آئے ہیں اور اگر ہم زندہ سلامت واپس نہ گئے تو پھر اس کا سب کچھ تباہ ہو سکتا ہے۔..... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مس جولیا نے بڑے اچھے انداز میں اس خطرناک اور گرگ باراں دیدہ ٹائپ مجرم کو کور کیا ہے۔ جہاں تک اس اقدام کا تعلق ہے میرا خیال ہے کہ اس نے ایسا اس لئے کیا ہے کہ ایک تو وہ ملٹری انسٹیلی جنس سے معلومات حاصل کر سکے کہ کیا واقعی ہمارا تعلق ملٹری انسٹیلی جنس سے ہے یا نہیں۔ ایسے لوگوں کے آدمی وہاں موجود ہوتے ہیں اور اگر اسے وہاں سے ہمارے بارے میں تصدیق نہ ہوئی تو یہ ہمیں ہلاک کرنے کا حکم دے دے گا اور اگر تصدیق ہو گئی تو یہ اس غیر ملکی جوڑے کو واپس کافرستان مہاند گروپ کے پاس پہنچا کر پھر ہمیں زندہ سلامت شہر کے کسی پارک میں پہنچا دے گا اور غیر ملکیوں کی امداد سے صاف انکار کر دے گا اور وہ غیر ملکی جوڑا پاکیشیا میں موجود نہیں ہو گا اس لئے ہم اس پر کوئی الزام بھی ثابت نہیں کر سکیں گے۔..... نائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

تصدیق نہ ہو سکے گی۔ پھر،..... جولیا نے کہا تو نائیگر کا چہرہ اپنی تعریف سن کر بے اختیار کھل اٹھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا اچانک دھماکے سے اس تہہ خانے کا سامنے کا دروازہ کھلا اور تین آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان تینوں نے سیاہ لباس پہنے ہوئے تھے اور ان کے کانڈھوں سے مشین گنیں لٹک رہی تھیں۔ ان میں سے ایک نے ایک پلاشک کی کرسی اٹھائی ہوئی تھی جو اس نے جولیا اور اس کے ساتھیوں کی کرسیوں سے کافی فاصلے پر رکھ دی اور خود پیچھے ہٹ کر دروازے کے ساتھ دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور وہی دبلا پتلہ سیٹھ قاسم اندر داخل ہوا۔ اس کے لمبوڑے چہرے پر کریہہ مسکراہٹ نمایاں تھی اور چہرے پر طنزیہ تاثرات بجے ہوئے تھے۔ وہ قدم بڑھاتا ہوا اس کرسی پر جو اس کے لئے ہی رکھی گئی تھی، بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی ان تینوں مسلح افراد نے مشین گنیں کانڈھوں سے اتار کر ہاتھوں میں پکڑ لیں اور آگے بڑھ کر سیٹھ قاسم کے پیچھے آ کر کھڑے ہو گئے۔ ان میں سے ایک کرسی کے عین پیچھے ایک سیٹھ قاسم کے دائیں طرف اور ایک بائیں طرف کھڑا تھا اور ان کا انداز ایسا تھا جیسے ابھی چند لمحوں بعد وہ جولیا اور اس کے ساتھیوں پر فائرنگ کھولنے والے ہوں۔

”تمہیں حیرت تو ہو گی کہ تم کو میں نے کرسیوں پر رسی سے یا کسی زنجیر سے باندھا کیوں نہیں۔ تو تمہیں یہ بتا دوں کہ جن ریز

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
C  
O  
M

سیکرٹ سروس تمہارے پیچھے آئے لیکن ان چوبیں گھنٹوں میں کسی نے تمہارے بارے میں یہاں پوچھ پکھنئیں کی اور اس کے ساتھ ساتھ میں نے پیش میک اپ واشر سے تمہارا میک اپ بھی چیک کرایا ہے۔ تم میک اپ میں نہیں ہو بلکہ تم واقعی سوس نژاد ہو اس لئے تمہاری ساری باتیں غلط ثابت ہوئی ہیں۔ اب تم خود بتاؤ گی کہ تم کون ہو اور تمہارا کس ایجنسی سے تعلق ہے کیونکہ سوس حکومت کو تو اسی لیبارٹری سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی اور نہ ہی سوس حکومت میزانلوں کی دوڑ میں شامل ہے۔..... سیمہ قاسم نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جو کچھ میں نے بتایا ہے وہ درست ہے۔ تمہارا آدمی جس نے تمہیں یہ بات بتائی ہے کہ ہمارا کوئی تعلق ملٹری انسٹیلی جنس سے نہیں ہے، ہمارے بارے میں علم نہیں رکھتا ہو گا کیونکہ ایجنسی میں ایک گروپ تو نہیں ہوتا۔ لاتعداد گروپس ہوتے ہیں اور ان کی کارروائیاں بھی ایک دوسرے سے خفیہ ہوتی ہیں۔..... جولیا نے کہا۔

”جو کچھ بھی ہے بہر حال اب تمہاری موت یقینی ہے۔ جو ہو گا ہم خود نہ لیں گے۔..... سیمہ قاسم نے اچانک کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”سنو۔ نہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں بر قی بھٹی میں ڈال دینا۔..... سیمہ قاسم نے ایک سیاہ پوش سے کہا اور خود مڑ کر تیزی

کے ذریعے تمہیں بے ہوش اور بے حس کیا گیا تھا تو ان ریز کی فائرنگ کے بعد ہوش تو چوبیں گھنٹوں کے بعد آتا ہے لیکن جسم کی صحیح حرکت چار روز بعد جا کر نارمل ہوتی ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ تمہیں چوبیں گھنٹوں کے بعد ہوش آیا ہے اور تم جتنی مرضی آئے کوشش کر لو لیکن تم اٹھ کر کھڑے نہیں ہو سکتے۔..... سیمہ قاسم نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم نے ہمیں بے ہوش کر کے اس وقفے میں اپنے مقاصد پورے کر لئے ہیں یا نہیں۔..... جولیا نے پہلے کی طرح اطمینان بھرے لجھے میں کہا۔

”کون سے مقاصد۔..... سیمہ قاسم نے چونک کر اور حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”یہی کہ تم ان غیر ملکی ایجنسیوں کے ثبوت مٹانے کے لئے وقت طور پر انہیں ملک سے باہر بھجا دو اور سنو۔ اگر تم نے ایسا کیا بھی ہے تو یہ بات ذہن میں بٹھا لو کہ ہم نے بہر حال ان کا سراغ لگا لینا ہے لیکن ساتھ ساتھ تمہاری نگرانی بھی ہوتی رہے گی۔..... جولیا نے جواب دیا۔

”میں ایسا ضرور کرتا اگر تمہارے بارے میں تصدیق ہو جاتی کہ تمہارا تعلق واقعی ملٹری انسٹیلی جنس سے ہے جبکہ ملٹری انسٹیلی جنس سے میں نے کفرم کر لیا ہے کہ تمہارا کوئی تعلق اس سے نہیں ہے۔ اس کے بعد اب تک میں نے تمہیں اس لئے زندہ رکھا ہے کہ شاید

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے پیچھے دو مشین گن بردار واپس چلے گئے۔ اب اس تہہ خانے میں صرف ایک مشین گن بردار رہ گیا تھا۔ اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

”تم نے اگر کوئی دعا میں مانگی ہو تو مانگ لو“..... اس آدمی نے ایسے لمحے میں کہا جیسے دعاوں کی مہلت دے کر اس نے ان پر بہت بڑا احسان کر دیا ہو۔

”دعا میں تو ہم مانگ لیں گے لیکن ہمیں مرنے سے پہلے دو گھونٹ پانی پوا دو“..... جولیا نے کہا۔

”سوری۔ میں تمہیں ہلاک کرنے سے پہلے یہاں سے باہر نہیں جاسکتا اور اب وقت ختم ہوا۔ مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ“..... اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین گن کو کاندھے سے لگالیا۔

”تمہارا نام کیا ہے“..... اس بار مائیگر نے پوچھا۔

”میرا نام جیکب ہے۔ جیکب۔ دوسری دنیا میں بھی اس نام سے خوف کھاتے رہنا“..... اس آدمی نے کہا۔

”کیا تم میں اتنی بھی انسانیت نہیں ہے کہ کسی انسان کو مارنے سے پہلے دو گھونٹ پانی ہی پلا دو۔ ہم حرکت نہیں کر سکتے۔ اس کے باوجود تم سے ڈر رہے ہو“..... اس بار صالحہ نے کہا۔

”میں تم جیسے کیڑے مکوڑوں سے ڈروں گا۔ یہ کیا کہہ رہی ہو۔ اگر سیئٹھ قاسم کا حکم نہ ہوتا تو میں تم دونوں کو مارنے کی بجائے اپنے

پاس رکھ لیتا۔ بہر حال میں تمہیں پانی پلا دیتا ہوں“..... جیکب نے کہا اور مشین گن کاندھے سے لٹکا کر وہ مڑا اور دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔ دروازہ اس کے عقب میں بند ہو گیا۔

”پانی پینے سے ہمارے جسم میں حرکت آ جائے گی۔ اس کے بعد اس آدمی کو زندہ رکھ کر اس سے پوچھ گچھ کرنی ہے“..... جولیا نے تیز تیز لمحے میں کہا تو صالحہ اور مائیگر دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور جیکب اندر داخل ہوا۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں پانی کی ایک ایک بڑی بوتل موجود تھی۔

”میں نے سوچا کہ جب پانی پی کر مرتا ہی ہے تو اچھی طرح پی لو“..... جیکب نے اس انداز میں مسکراتے ہوئے کہا جیسے وہ سب پکنک منانے کے لئے یہاں جمع ہوں۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ جیکب نے پہلے جولیا جو سایہ پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے بعد صالحہ اور آخر میں مائیگر کے قریب آ کر اس نے دوسرے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل نیچے رکھی اور پہلے ہاتھ میں موجود بوتل کا ڈھلن ہٹا کر اس نے بوتل کا دہانہ جولیا کے منہ سے لگا دیا۔ جولیا نے غٹاغٹ پانی پینا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد جولیا نے منہ ہٹایا تو جیکب نے بھی بوتل ہٹا لی۔

”اوہ۔ بہت پیاسی تھی تم“..... جیکب نے آدمی بوتل کو دیکھتے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

دونوں پیر اس کے سینے پر مارے اور ایک بار پھر اچھل کر ایک طرف جا کھڑا ہوا۔ جیکب کا جسم چند لمحوں کے لئے سمنا اور پھیلا اور پھر ساکت ہو گیا۔ نائیگر نے اس کے کاندھے سے ابھی بھی لٹکی ہوئی مشین گن اتاری اور جولیا اور صالحہ کی طرف مڑ گیا۔ وہ دونوں اب اٹھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

”آپ ابھی ٹھیک ہو جائیں گی۔ اسے سنبھال لینا۔ میں باہر کی چینگ کرتا ہوں۔“..... نائیگر نے کہا۔

”تم کیسے اچانک اس قدر فٹ ہو گئے؟“..... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرے سر پر جیسے ہی پانی پڑا میں یکخت فٹ ہو گیا۔“ نائیگر نے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ ہم اسے سنبھال لیں گی۔“..... جولیا نے کہا اور نائیگر سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ جولیا اور صالحہ دونوں اب تھوڑی سی حرکت کرنے کے قابل ہو گئی تھیں۔ جولیا نے بے اختیار اچھلنا شروع کر دیا اور اسے اچھلتا دیکھ کر صالحہ نے بھی اس کی پیروی شروع کر دی اور اس طرح اچھلنے سے ان کے جسموں میں حرکت بہر حال شروع ہو گئی اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں بھی نائیگر کی طرف فٹ ہو گئیں۔

”ہمیں باہر نائیگر کے ساتھ جانا چاہئے۔ وہ اکیلا کہیں پھنس نہ جائے۔“..... صالحہ نے کہا۔

ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ گیا۔ اس نے اس بار بوقت کا دہانہ صالحہ کے منہ سے لگا دیا اور باقی آدمی بوقت صالحہ پی گئی۔

”تم بھی پیاسی تھی،“..... جیکب نے خالی بوقت کو ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر اس نے جولیا کے ساتھ زمین پر پڑی دوسری بوقت اٹھائی اور اسے لے کر وہ نائیگر کی طرف بڑھ گیا۔

”اب تمہیں پوری بوقت پینا پڑے گی۔“..... جیکب نے کہا اور بوقت کا ڈھکن ہٹا کر اس کا دہانہ نائیگر کے منہ سے لگا دیا۔ نائیگر نے بھی آدمی بوقت پی کر منہ ہٹا لیا کیونکہ بوقت سائز میں خاصی بڑی تھی اور پوری بوقت بیک وقت نہ پی جاسکتی تھی۔

”میں نے کہا تھا کہ پوری بوقت پینا پڑے گی۔ نہیں پیتے تو یہ لو۔“..... جیکب نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بوقت اس کے سر پر پکڑ کر الثادی اور بوقت میں موجود باقی سارا پانی اس کے سر پر انڈیل دیا۔

”ہا۔ ہا۔ اب برقی بھٹی میں تم کچھ دیر بعد جلو گے۔ یہ فائدہ ہو گیا تمہیں۔“..... جیکب نے خالی بوقت ایک طرف پھینک کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ چختا ہوا اچھل کر پشت کے بل سامنے فرش پر جا گرا۔ نائیگر نے اچانک اس کے سینے پر پوری قوت سے ہاتھ مار دیا تھا۔ نیچے گرتے ہی جیکب نے بجلی کی سی تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے ہلق سے ایک بھیانک چیخ نکلی جبکہ نائیگر نے اچھل کر پوری قوت سے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہاتھ اس کے عقب میں کر کے اس نے بیٹ سے انہیں اچھی طرح باندھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے اس کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیے۔

”آؤ صالحہ ہم یہاں سے اسلحہ بھی لے لیں اور یہاں کا راؤنڈ بھی لگا لیں۔ ٹائیگر جانتا ہے کہ اس سے کیا اور کیسے پوچھ چکھ کرنی ہے،..... جولیا نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گئی۔ صالحہ سر ہلاتی ہوئی اس کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔ ٹائیگر مسلسل سیٹھ قاسم کے لمبوتے چہرے پر تھپڑ مارے چلا جا رہا تھا اور پھر چند تھپڑوں کے بعد ہی سیٹھ قاسم نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اسی لمحے ایک زور دار تھپڑ کھا کر اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ سیٹھ قاسم نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ٹائیگر نے ہاتھ سے جھٹکا دے کر اسے واپس کری پر بٹھا دیا۔

”تم۔ تم کون ہو۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم۔..... سیٹھ قاسم نے انتہائی بوکھلانے ہوئے لجھے میں کہا۔

”مجھے تو تم جانتے ہو۔ میرا نام ٹائیگر ہے۔ پہلے میں اپنی ساتھی خواتین کے احترام میں خاموش رہا ہوں لیکن اب وہ یہاں موجود نہیں ہیں اس لئے اب میں تمہارے اس دبلے پتلے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا۔..... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندر ونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا لیکن دوسرے لمحے وہ بھلی کی سی تیزی سے مڑا اور اس کا خنجر اس

”پہلی بات یہ کہ ہمارے پاس اسلحہ نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ ٹائیگر عمران کا شاگرد ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ میرے احترام میں خود آگے بڑھ کر کام نہیں کر رہا ورنہ عمران بھی اس کی کارکردگی پر خود حیران رہ جاتا ہے اس لئے اس کی فلم سٹ کرو۔..... جولیا نے کہا اور پھر واقعی صالحہ اس وقت بے اختیار اچھل پڑی جب دروازہ کھلا اور ٹائیگر دبلے پتلے سیٹھ قاسم کو بے ہوشی کے عالم میں کاندھے پر اٹھائے اندر داخل ہوا۔

”یہ سیٹھ قاسم ہے۔ یہ کہاں سے ہاتھ لگ گیا تمہارے۔“۔ جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

”یہ عمارت اس کی رہائش گاہ ہے۔ یہاں سے ایک راستہ سیٹھ کلب کے نیچے تمہے خانوں میں جاتا ہے۔ یہ اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا اور فون پر کسی سے باتیں کر رہا تھا کہ میں نے اس کے سر پر مشین گن کا دستہ مار کر اسے بے ہوش کر دیا اور پھر اسے اٹھا کر ڈالنے لے آیا۔ وہاں اس کے دو گارڈز تھے جنہیں میں نے گردنیں توڑ کر ہلاک کر دیا ہے۔..... ٹائیگر نے سیٹھ قاسم کو ایک کرسی پر ڈالتے ہوئے تیز تیز لمحے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس کو باندھنے کے لئے ری چاہئے۔ وہ کہاں سے ڈھونڈیں۔“۔ جولیا نے کہا۔

”میں اپنی بیٹ سے اس کے ہاتھ باندھ دیتا ہوں۔..... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے اپنی بیٹ اتاری اور سیٹھ قاسم کے دونوں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”تم کیا پوچھنا چاہتے ہو“..... سینہ قاسم نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”کراوز ایجنٹسی کے ایجنٹوں کو تم نے کہاں رکھا ہوا ہے اور ان کی کیا مدد کر رہے ہو“..... نائیگر نے کہا۔

”اگر میں سب کچھ بتا دوں تو کیا تم مجھے چھوڑ دو گے“..... سینہ قاسم نے کہا۔

”ہاں۔ کیونکہ تم ہمارے لئے ایک چھوٹی مچھلی ہو۔ انڈر ورلڈ بے حد وسیع دنیا ہے اور تمہاری حیثیت انڈر ورلڈ میں ایک مکھی سے بھی کم ہے اور مکھی تو کسی بھی وقت ماری جا سکتی ہے“..... نائیگر نے کہا۔

”میں نے انہیں کافرستان کے دوستوں کے کہنے پر چار باغ کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک میں ٹھہرایا ہوا ہے۔ وہ میری ذاتی کوٹھی ہے۔ باقی وہ کیا کرتے پھر رہے ہیں اور کیا نہیں اس سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی مجھے کوئی دلچسپی ہے کیونکہ میں نے آج تک کبھی ایسے معاملات میں ہاتھ نہیں ڈالا“..... سینہ قاسم نے کہا تو نائیگر کو محسوس ہوا کہ سینہ قاسم درست کہہ رہا ہے کیونکہ واقعی آج تک اس نے ایسے معاملات میں ہاتھ نہیں ڈالا تھا۔ وہ صرف اسمنگ اور دیگر چھوٹے جرائم میں ملوث رہتا تھا۔

”کوئی فون نمبر ہے وہاں کا“..... نائیگر نے پوچھا تو سینہ قاسم نے نمبر بتا دیا۔

کے ہاتھ سے نکل کر بجلی کے کونڈے کی طرح اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے جیکب کی شرگ میں دستے تک اترتا چلا گیا۔ نائیگر، سینہ قاسم کی آنکھوں اور چہرے پر ابھر آنے والے تاثرات اور اس کے مرکز نگاہ کو دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ اس کے عقب میں بے ہوش پڑے ہوئے جیکب کو ہوش آ گیا ہے۔ جیکب نیچے گر کر چند لمحے خرخراتا رہا اور پھر اس کا جسم ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا تو نائیگر نے آگے بڑھ کر اس کے حلق سے خنجر نکالا اور جیکب کے لباس سے دونوں اطراف سے اچھی طرح صاف کیا اور پھر مڑ کر وہ کرسی پر بیٹھے ہوئے سینہ قاسم کی طرف دیکھنے لگا جس کے چہرے پر اب ہوایاں اڑ رہی تھیں۔

”تم۔ تم کیا چاہتے ہو۔ تم کیسے رہا ہو گئے۔ تم تو بے حس و حرکت تھے۔ پھر تم کیسے ٹھیک ہو گئے“..... سینہ قاسم نے رک رک کر کہا۔

”سنو سینہ قاسم۔ یہاں تمہارے آدمی ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور تمہیں میں نے تمہارے خصوصی آفس سے اغوا کیا ہے۔ وہاں دیے بھی تمہارا کوئی آدمی موجود نہ تھا اور نہ ہی کوئی آ سکتا تھا۔ تم نے خود ہی میرے بارے میں بتایا تھا تو سنو۔ میرے پاس وقت نہیں ہے۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو سب کچھ بتا دو ورنہ معلومات تو میں حاصل کر لوں گا لیکن تمہاری لاش تک لوگوں کو نہیں ملے گی“..... نائیگر نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”میں فون لے آتا ہوں یہاں“..... ٹائیگر نے کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس نے قریب ہی ایک کمرے میں فون میں نصب ساکٹ سے علیحدہ کیا اور پھر فون سیٹ اٹھا کر اور تار اکٹھی کر کے وہ مزا اور واپس اس کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں سیٹھ قاسم موجود تھا لیکن پھر جیسے ہی وہ دروازے میں داخل ہوا شامیں کی آواز کے ساتھ ہی کوئی چیز ٹائیگر کے ہاتھ پر پڑی اور ٹائیگر چختا ہوا اچھلا اور فون اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک دھماکے سے دور جا گرا۔ اس کے ہاتھ پر اس قدر زور دار ضرب پڑی تھی جیسے کسی نے کوڑا مار دیا ہو اور وہ اس اچانک ضرب سے بے اختیار چختا ہوا اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا ہی تھا کہ شانمیں کی آواز کے ساتھ ہی ایک بار پھر کوڑے جیسی ضرب اس کی پشت پر پڑی لیکن ٹائیگر اس دوران گھوم کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا اس لئے اس نے سیٹھ قاسم کو دیکھ لیا تھا جس کے ہاتھ میں ٹائیگر کی ہی بیٹ تھی جس سے اس نے اس کے ہاتھ عقب میں کر کے باندھے تھے اور پھر ضرب کھانے کے باوجود ٹائیگر یکخت بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور پھر اس سے پہلے کہ سیٹھ قاسم منجلتا ٹائیگر کا ہاتھ اس کی گردن پر پڑا اور دوسرے لمحے کمرہ سیٹھ قاسم کے حلق سے نکلنے والی انتہائی کربنائک چیخ سے گونج اٹھا اور پھر ایک زور دار دھماکے سے سیٹھ قاسم کا سر پوری قوت سے سائیڈ دیوار سے ٹکرایا اور دوسرے

لمحے وہ نیچے گرا تو اس کی کھوپڑی کئی حصوں میں تقسیم ہو چکی تھی اور اس کا مغز فرش پر بکھر چکا تھا۔ ٹائیگر نے ایک طرف پڑی ہوئی اپنی بیٹ اٹھائی۔ اسی لمحے اسے باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک پڑا لیکن دوسرے لمحے وہ مطمئن ہو گیا کیونکہ قدموں کی مخصوص آوازوں سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ آنے والی جولیا اور صالح ہیں۔

”آ جائیں مس جولیا“..... ٹائیگر نے اوپنی آواز میں کہا کیونکہ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ آوازیں دروازے کے قریب پہنچ کر آہستہ ہو گئی تھیں۔ ظاہر ہے جولیا اور صالحہ دونوں تربیت یافتہ اینجنت تھیں وہ دیسے ہی منہ اٹھائے بے دھڑک اندر کیسے داخل ہو سکتی تھیں۔ پہلے ٹائیگر بھی اسی طرح بے دھڑک اندر داخل ہونے کی وجہ سے سیٹھ قاسم کو ضربیں لگانے کا موقع دے چکا تھا لیکن شاید اس کے خیال میں ہی نہ تھا کہ سیٹھ قاسم اتنے کم وقت میں بیٹ کھول لے گا۔

”کیا ہوا ہے۔ یہ سیٹھ قاسم یہاں۔ کیا ہوا ہے۔ ہم نے دور سے چیخ سنی تھی“..... جولیا نے اندر داخل ہو کر اوھر اوھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے پیچھے صالح بھی اندر آ گئی تھی اور پھر ٹائیگر نے تمام تفصیل بتا دی۔

”ہم نے اس دوران یہاں کی تلاشی لی ہے لیکن یہاں ہمارے مطلب کی کوئی چیز نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب ہمیں یہاں سے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
C  
O  
M

نکل کر اس ایکریمین جوڑے کو کور کرنا چاہئے۔۔۔ جولیا نے کہا تو صالحہ اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر ٹائیگر کی رہنمائی میں ایک خفیہ راستے سے جب باہر آئے تو انہوں نے اپنے آپ کو سیٹھ کلب کی عقبی طرف دیکھا اور پھر تھوڑی دیر بعد دو کاریں تیزی سے دوڑتی ہوئیں دارالحکومت کی طرف واپس چلی جا رہی تھیں۔ ان میں سے ایک کار ٹائیگر کی تھی جس میں وہ اکیلا تھا جبکہ دوسری کار میں جولیا اور صالحہ سوار تھیں۔ چونکہ چار باغ کالونی دارالحکومت کے مضافات میں اس طرف ہی تھی جدھر سے وہ آ رہے تھے اس لئے شہر میں داخل ہونے سے پہلے ہی وہ چار باغ کالونی میں داخل ہو گئے۔ ٹائیگر کی کار آگے تھی اور وہی ان کی رہنمائی کر رہا تھا کیونکہ جولیا اور صالحہ نے آج سے پہلے اس کالونی کا نام تک نہ سنا تھا۔ کالونی جدید تغیر شدہ تھی اور اس میں کوٹھیاں بھی خاصی جدید انداز کی تھیں اور پھر دونوں کاریں کوٹھی نمبر ایک سوا ایک سے کچھ فاصلے پر رک گئیں اور ٹائیگر اپنی کار سے نیچے اترتا اور جولیا کی طرف بڑھ گیا۔

”آپ بیٹھی رہیں۔ میرے پاس بے ہوش کر دینے والی گیس کے کپسول ہیں۔ میں انہیں فائر کر دیتا ہوں۔ پھر اندر جا کر صورت حال معلوم کر آؤں گا۔۔۔ ٹائیگر نے کہا تو جولیا چونک کر اسے ہلا دیا اور ٹائیگر مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا سڑک پار کر کے دوسری طرف بڑھ گیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
C  
O  
M

”عمران خوش قسمت ہے کہ اسے ٹائیگر جیسا شاگرد ملا ہے۔۔۔ صالحہ اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور اختیار نہ پڑی۔

”عمران نہیں۔ ٹائیگر خوش قسمت ہے کہ اسے عمران جیسا استاد ملا ہے۔۔۔ جولیا نے کہا تو صالحہ اس کے جواب پر بے اختیار نہ پڑی۔

”تم یہ کہنا چاہتی تھی کہ وہ عورت خوش قسمت ہو گی جسے عمران جیسا شوہر ملے گا۔۔۔ صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ بلکہ میرے خیال میں وہ عورت دنیا کی سب سے بد قسمت ہو گی جو عمران کی بیوی بنے گی۔۔۔ جولیا نے سنجیدہ لبجھ میں کہا تو صالحہ حیرت بھری نظرؤں سے اسے دیکھنے لگی۔

”کیوں۔ وجہ۔۔۔ صالحہ نے بے اختیار ہو کر پوچھا۔

”اس لئے کہ عمران کو اپنی اماں لی اور اپنی بہن شریا کے علاوہ اور کسی عورت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ عورت اس کے لئے ایسے ہے جیسے پلاسٹک کی بنی ہوئی گڑیا۔ جس میں اس کے خیال کے مطابق نہ تو کوئی جذبات ہوتے ہیں اور نہ ہی اس کی کوئی اہمیت ہوتی ہے اس لئے شادی کے بعد بھی عمران صرف رسم نبھائے گا اور بس۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

”ٹائیگر آ رہا ہے۔۔۔ صالحہ نے کہا تو جولیا چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

”مس جولیا۔ کوٹھی خالی ہے۔ وہاں کوئی کار بھی موجود نہیں

نے تو ہماری ذیوٹی نہیں لگائی جو ہم چیف کو رپورٹ کریں۔ اس جوڑے کا پتہ چل گیا ہے۔ اب عمران خود ہی اسے گھیر لے گا۔ صالحہ نے کہا تو جولیا نے انبات میں سر ہلا دیا اور پھر کار شارٹ کر کے اس نے آگے بڑھائی اور اسے موڑ کر اس سڑک کی طرف بڑھ گئی جو دارالحکومت کی طرف جاتی تھی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

ہے۔ البتہ وہاں ایسا سامان موجود ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں ایک جوزا رہائش پذیر ہے۔..... ٹائیگر نے کہا۔ ”فون چیک کیا ہے۔ شاید کوئی پیغام ٹیپ ہوا ہو۔“..... جولیا نے کہا۔

”میں مس جولیا۔ لیکن فون عام سا ہے۔ اس میں ایسا کوئی سُنم موجود نہیں ہے اور مس جولیا۔ میں نے پاس کو فون کر کے ساری تفصیل بتا دی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں اس کوٹھی کی نگرانی کروں جبکہ آپ اور مس صالحہ واپس چلی جائیں۔“..... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تم نے سب کچھ خود ہی کر لیا۔ کیوں۔“..... جولیا نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس لئے مس جولیا کہ اگر میں آپ سے درخواست کرتا کہ آپ اور مس صالحہ واپس چلی جائیں تو آپ یقیناً انکار کر دیتے۔“ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں عمران کے حکم کی پابند نہیں ہوں۔ مجھے چیف سے بات کرنا ہوگی۔“..... جولیا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں نے باس کا پیغام آپ تک پہنچا دیا ہے۔ اب آپ کی مرضی۔“..... ٹائیگر نے جواب دیا اور ایک طرف موجود اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

”چلو جولیا۔ ہمارا اب یہاں رکنا واقعی بے کار ہے اور چیف

بتابی تھی اس سے جارج بھی سمجھ گیا تھا کہ لیبارٹری میں موجود افراد کو اور پاہر چھاؤنی میں موجود فوجیوں اور ملٹری انسپلی جنس کے افراد کو اس سرنگ کے بارے میں سرے سے علم ہی نہیں ہے۔ البتہ ایک راستہ لیبارٹری کے عقب میں سے نکلتا تھا جو کچھ آگے جا کر کھل جاتا تھا۔ اسے لیبارٹری والوں نے باقاعدہ سیلڈ کر دیا تھا اور اسے سیلڈ کرنے کے لئے گلڈ شون ہی استعمال کیا تھا جو زیادہ بلاکس سے بھی زیادہ مضبوط تھا۔ چنانچہ جارج نے راؤ ہاشم کو اس کی مطلوبہ رقم کا گارینٹی چیک دے دیا اور یہ وعدہ بھی کیا کہ واپسی پر ریٹا جس کا نام اب ڈوگی رکھا گیا تھا ایک رات اس کی مہمان رہے گی۔ راؤ ہاشم نے تو یہ شرط پہلے پوری کرنے کی ضد کی تھی لیکن جارج نے صاف جواب دے دیا تھا اور پھر بھاری رقم کو ہاتھ سے جاتے دیکھ کر راؤ ہاشم نے اس شرط کو تسلیم کر لیا تھا۔ یہ جیپ راؤ ہاشم کی تھی کیونکہ جس علاقے میں وہ جا رہے تھے وہاں جیپ سواری کے لئے زیادہ مناسب تھی۔ جس کار میں جارج اور ریٹا، راؤ ہاشم کے پاس آئے تھے وہ کار سیٹھ قاسم کی طرف سے دی گئی رہائش گاہ کے ساتھ ہی انہیں مہیا کی گئی تھی اور کوئی میں سیٹھ قاسم کا آدمی روگر اسے چلا کر یہاں لے آیا تھا۔ کل بھی وہ روگر کے ساتھ ہی یہاں تفصیلی بات کی تو وہ بالکل مطمئن ہو گیا کہ کاشو ڈانج نہیں دے رہا بلکہ واقعی قدیم دوز کی بنائی گئی ایسی سرنگ موجود ہے جو دو بڑے مندروں کے درمیان خفیہ طور پر بنائی گئی تھی اور جو تفصیل کاشونے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

جیپ خاصی تیز رفتاری سے چتوڑ گڑھ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر دبے پتلے جسم اور درمیانے قد کا مالک کاشو موجود تھا۔ کاشو کا چہرہ دیکھ کر فوراً یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کسی انسان کے جسم پر چوہے کا چہرہ لگا دیا گیا ہو اور اس کا انداز بھی بالکل کسی چوہے جیسا ہی تھا۔ وہ اس انداز میں بار بار اوھر اوھر دیکھتا جیسے کسی بیلی یا فضا میں اڑنے والی چیل کی جھپٹ سے بچنا چاہتا ہو۔ جیپ کی عقبی سیٹ پر جارج اور ریٹا موجود تھے۔ وہ وعدے کے مطابق راؤ ہاشم کی رہائش گاہ پر دوسرے روز پہنچ گئے تھے۔ کاشو وہاں پہلے سے موجود تھا اور پھر جارج نے کاشو سے تفصیلی بات کی تو وہ بالکل مطمئن ہو گیا کہ کاشو ڈانج نہیں دے رہا بلکہ واقعی قدیم دوز کی بنائی گئی ایسی سرنگ موجود ہے جو دو بڑے مندروں کے درمیان خفیہ طور پر بنائی گئی تھی اور جو تفصیل کاشونے

الملحق بھی خرید لیا تھا۔ یہ ایک جدید انداز کی پتی تھی جسے والٹلیس کے ذریعے کنشول کر کے فائر کیا جا سکتا تھا اور یہ اس قدر طاقتور بم تھا کہ لیبارٹری تو کیا اس پوری پہاڑی کو ہی فضا میں اڑا کر راکھ بنا دیتا اس لئے جارج کو یقین تھا کہ یہ بم نہ صرف لیبارٹری بلکہ چھاؤنی کو بھی ساتھ ہی تباہ کر دے گا اور یہ بم اس قدر چھوٹا تھا کہ جارج کے کوٹ کی جیب میں آسانی سے سما گیا تھا۔ البتہ جارج نے خاص طور پر ایسے بم کا انتخاب کیا تھا جس کو خاصے فاصلے سے آپریٹ کیا جاسکے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ بم بلاست ہوتے ہی فوج اور دوسرے لوگ اس پورے علاقے کو گھیر لیں گے۔ البتہ اب اس نے جس وسیع ریخ کے بم کا انتخاب کیا تھا اس کی ریخ اس قدر تھی کہ لیبارٹری سے تقریباً دس کلومیٹر کے فاصلے سے بھی اسے آپریٹ کیا جا سکتا تھا اور یہ خاصاً محفوظ فاصلہ تھا۔

”تم کس وقت چتوڑ گڑھ پہنچو گے“..... جارج نے کاشو سے پوچھا۔

”جناب۔ تین گھنٹے مزید لگیں گے“..... چوہے کی شکل والے کاشو نے موڈبانہ لجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ہم سہ پہر کو چتوڑ گڑھ پہنچ جائیں گے۔“..... جارج نے کہا۔

”لیں سر“..... کاشو نے جواب دیا۔  
”اور لیبارٹری میں کس وقت داخل ہوں گے“..... جارج نے

پوچھا۔

”رات کو جناب“..... کاشو نے جواب دیا۔

”کیوں۔ رات کو کیوں“..... جارج نے چونک کر کہا۔

”جناب۔ سرگ راستے میں دو تین جگہوں سے ٹوٹی ہوئی ہے اس لئے ہمیں سب سے آخری حصے میں جس سے آگے سرگ صحیح سالم ہے داخل ہونا پڑے گا اور جناب اوپر پہاڑی کی بلند چوٹی پر فوجی چیک پوسٹ بنی ہوئی ہے جہاں سے چاروں طرف دور بیرون سے چیکنگ کی جاتی ہے۔ اگر ہم دن کے وقت وہاں پہنچے تو ہم لازماً ان کی نظروں میں آ جائیں گے“..... کاشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو کیا رات کو وہ چیکنگ بند کر دیتے ہیں“..... جارج نے کہا۔

”نہیں جناب۔ لیکن رات کو وہ باقاعدگی سے چیکنگ نہیں کرتے اور رات کو سیاہ لباس پہن کر ہم ان کی نظروں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو جائیں گے“..... کاشو نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم درست کہہ رہے ہو۔ لیکن جب انہیں سرگ کا علم ہی نہیں ہے تو وہ ہمیں وہاں دیکھ کر کیوں چونکیں گے اور ہم دیسے بھی مقامی میک اپ میں ہیں“..... اس بارہیا نے کہا۔

”میڈم۔ اس سارے علاقے میں بہت کم لوگ رہتے ہیں اور بہت کم لوگ آتے جاتے ہیں اور چھاؤنی میں بھی اسی علاقے کے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”کیا مطلب۔ کیا تمہیں کوئی شک ہے؟“..... جارج نے کہا۔  
”شک تو نہیں لیکن مجھے ایسا احساس ہوتا ہے کہ ہم جیسے خود کوئی کام نہیں کر رہے بلکہ دوسروں کے پابند ہو گئے ہوں۔“..... ریٹا نے کہا۔

”تم بے فکر ہو۔ اصل مسئلہ اس لیبارٹری میں داخل ہونے اور پھر صحیح سلامت باہر نکلنے کا ہے۔ ان لوگوں نے لیبارٹری میں ہمارا داخلہ ہر طرف سے بند کر دیا تھا لیکن سینہ قاسم کی وجہ سے راؤ ہاشم انداز میں سر ہلا دیا جیسے جارج کا شکریہ ادا کر رہا ہو۔ پھر تمن گھنٹوں بعد وہ دونوں چتوڑ گڑھ میں راؤ ہاشم کی حوالی میں پہنچ گئے۔ راؤ ہاشم کبھی کبھار یہاں آتا تھا لیکن یہاں ملازموں کی پوری فوج رکھی ہوئی تھی۔ یہاں انہیں ایک قدیم انداز کے آراستہ کمرے میں بٹھا دیا گیا اور پھر ایک ملازم نے ان کے سامنے انتہائی قیمتی پابندی نہیں ہو گی۔“..... جارج نے کہا۔

”پھر ایک بات بتا دوں۔ مجھے یہ راؤ ہاشم واقعی پسند نہیں آیا۔ وہ اس طرح اکڑ کر چلتا ہے اور اکڑ کر بات کرتا ہے جیسے وہ آسمان سے اترنا ہوا ہو اور دوسرے لوگ زمین پر رینگنے والے کیڑے ہوں۔“..... ریٹا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم بے فکر ہو۔ مشن مکمل ہو جائے پھر راؤ ہاشم سے رقم بھی واپس لیں گے اور اس کا خاتمہ بھی کرنا ہو گا تاکہ سیکرٹ سروں یا ملٹری ائمیلی جنس ہمارے پیچھے ایکریمیا نہ آ سکیں۔“..... جارج نے کہا تو ریٹا نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

لوگوں کو رکھا گیا ہے اس لئے جو لوگ پہاڑی کی چوٹی پر بیٹھ کر دور بینوں سے چیکنگ کرتے ہیں وہ فوراً اجنبیوں کو پہچان کر ارٹ ہو جاتے ہیں۔ اگر میں اکیلا جاؤں تو وہ مجھے دیکھ کر کوئی نوش نہیں لیں گے لیکن آپ دونوں اجنبیوں کو دیکھ کر ہی وہ چوکنا ہو جائیں گے اس لئے ہم رات کو حرکت میں آئیں گے۔“..... کاشو نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔“..... جارج نے کہا تو کاشو نے ایسے گھنٹوں بعد وہ دونوں چتوڑ گڑھ میں راؤ ہاشم کی حوالی میں پہنچ گئے۔ راؤ ہاشم کبھی کبھار یہاں آتا تھا لیکن یہاں ملازموں کی پوری فوج رکھی ہوئی تھی۔ یہاں انہیں ایک قدیم انداز کے آراستہ کمرے میں بٹھا دیا گیا اور پھر ایک ملازم نے ان کے سامنے انتہائی قیمتی شراب لا کر رکھ دی۔

”آپ آرام فرمائیں جناب۔ میں رات کو حاضر ہوں گا۔ اس دوران آپ نے حوالی کے باہر نہیں جانا تاکہ آپ کی یہاں موجودگی کی بات کھل نہ جائے۔“..... کاشو نے کمرے میں آ کر کہا۔ ”ٹھیک ہے۔ ہم اس بات کو سمجھتے ہیں۔“..... جارج نے کہا تو کاشو سلام کر کے باہر چلا گیا۔

”کیا ہم اپنے مشن میں کامیاب ہو جائیں گے؟“..... ریٹا نے کہا تو جارج چونک پڑا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

جو لیا اور صالح کے واپس چلے جانے کے بعد نائیگر نے اپنی کار کو بیک کر کے اپنی مطلوبہ کوٹھی سے کچھ دور ایک پلک پارکنگ میں لے جا کر پارک کر دیا۔ وہ سمجھتا تھا کہ اس کوٹھی میں رہنے والے چونکہ تربیت یافتہ ایجنت ہیں اس لئے وہ سڑک سے ہٹ کر ویسے ہی کھڑی ہوئی گاڑی کی وجہ سے مشکلوں ہو سکتے ہیں اور مشکلوں ہونے کے بعد ظاہر ہے ان پر قابو پانا آسان کام نہ رہ جاتا اس لئے اس نے کار پلک پارکنگ میں روکی اور اسے لاک کر کے وہ اس کوٹھی سے کافی فاصلے پر ایک نیچ پر بیٹھ گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ پیدل چلتے تھک گیا ہو اور اب آرام کرنے کے لئے نیچ پر بیٹھ گیا ہو۔ آنے جانے والے لوگ اسے سرسری نظروں سے دیکھ کر آگے بڑھ جاتے تھے۔ نائیگر بیٹھا سوچ رہا تھا کہ نجات نہ ہوگے اس کی وہ کب ان کی واپسی ہو گی لیکن ظاہر ہے اسے

چونکہ عمران نے نگرانی کا حکم دیا تھا اس لئے وہ اس حکم کی معمولی سی خلاف ورزی بھی نہ کر سکتا تھا اس لئے جیسے بھی ہوا سے بہر حال اس وقت تک یہاں رہنا تھا جب تک کہ ایکریمین ایجنت واپس نہ آ جائیں لیکن کچھ دیر بعد ہی وہ بے اختیار چونک پڑا جب اس نے نیلے رنگ کی ایک کار اس مطلوبہ کوٹھی کے گیٹ پر رکتے دیکھی۔ وہ وہاں سے کافی فاصلے پر تھا لیکن وہ نیچ جس پر وہ بیٹھا تھا اس زاویے پر تھا کہ نائیگر کو سب کچھ صاف نظر آ رہا تھا۔ کار رکتے ہی اس میں سے ڈرائیور نیچے اترنا اور پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ نائیگر نے چیک کر لیا تھا کہ کار میں اس ڈرائیور کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

”یہ اس غیر ملکی جوڑے کو کہاں چھوڑ آیا ہو گا“..... نائیگر نے بڑ بڑاتے ہوئے کہا۔ اس دوران وہ ڈرائیور چھوٹا پھاٹک کھول کر اندر جا چکا تھا۔ نائیگر اٹھا اور سڑک کراس کر کے تیزی سے اس کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ابھی نائیگر کچھ فاصلے پر تھا کہ ڈرائیور پھاٹک سے باہر آ گیا تو نائیگر اوٹ میں ہو گیا لیکن ڈرائیور کار میں بیٹھا اور چند لمحوں بعد کار مڑ کر پھاٹک کے اندر چل گئی تو نائیگر دوڑتا ہوا آگے بڑھا۔ جب وہ پھاٹک کے قریب پہنچا تو اس نے پھاٹک کھلا ہوا دیکھا۔ کوٹھی خاصی بڑی تھی اور نائیگر کو کار خاصے فاصلے پر پورچ میں رکتی ہوئی نظر آئی۔ پھاٹک کی سائیڈ میں چھوٹا سا گارڈ روم تھا۔ نائیگر بھلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور گارڈ روم کہاں گئے ہیں اور کب ان کی واپسی ہو گی لیکن ظاہر ہے اسے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

طرح باندھ دیا۔ اس کے بعد اس نے اس کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کر دی اور چند تھپڑ کھانے کے بعد ڈرائیور چختا ہوا ہوش میں آگیا تو ٹائیگر نے پیچھے ہٹ کر ایک کری اٹھائی اور ڈرائیور کی کری کے سامنے رکھ کر اس پر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے کوٹ کی اندر ونی جیب سے تیز دھار خبر نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔

”تم۔ تم کون ہو۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ۔ کیا مطلب“۔ ڈرائیور نے ہوش میں آتے ہی انتہائی بوکھلانے ہوئے لجھے میں کہا۔

”کیا نام ہے تمہارا“..... ٹائیگر نے پوچھا۔

”مم۔ مم۔ میرا نام روگر ہے۔ روگر۔ مگر۔ مگر تم کون ہو۔ مجھے کیوں باندھ رکھا ہے“..... روگر نے جواب دیا لیکن اس بار اس کے لجھے میں بوکھلا ہٹ کا عضور قدرے کم تھا۔ ویسے ٹائیگر اسے دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ روگر کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے۔ وہ اپنے انداز سے ہی نچلے درجے کا جرام پیشہ آدمی نظر آ رہا تھا۔

”یہاں جو غیر ملکی جوڑا رہتا ہے تم اسے کہاں چھوڑ آئے ہو“۔ ٹائیگر نے سرد لجھے میں پوچھا۔

”مگر تم کون ہو۔ کیوں یہ سب اس انداز میں پوچھ رہے ہو“۔ روگر نے اس بار پوری طرح سنبھلے ہوئے لجھے میں کہا۔

”اوکے۔ تم نے ایک سوال کیا ہے اس لئے تمہاری ایک آنکھ نکال دیتا ہوں۔ دوسرے سوال پر دوسری آنکھ اور پھر ناک، کان، انگلیاں باری باری ہر سوال پر کاشتا چلا جاؤں گا“..... ٹائیگر نے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

میں داخل ہو کر وہ دروازے کی سائید میں دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے پھانک بند ہونے کی آواز سنی اور پھر قدموں کی آواز گارڈ روم کی سائید سے اندر کی طرف جاتی گارڈ روم سے باہر آیا۔ ڈرائیور عمارت کے اندر چلا گیا تھا۔ ٹائیگر تیز قدم اٹھاتا اندر ونی عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر اس نے احتیاط سے چینگ شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ڈرائیور کو سٹنگ روم میں بیٹھ کر شراب پیتے ہوئے چیک کر لیا۔ وہ بوتل اور گلاس لے کر سٹنگ روم میں بیٹھا ہوا تھا اور بڑے اطمینان بھرے انداز میں گلاس میں شراب ڈال کر اس کی چلکیاں لے رہا تھا۔ ٹائیگر نے دروازے کے باہر دیوار پر زور سے ہاتھ مارا۔

”یہ۔ یہ کیسی آواز ہے“..... ڈرائیور کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد ٹائیگر کی توقع کے عین مطابق ڈرائیور بھل کی سی تیزی سے باہر آیا ہی تھا کہ پلٹ کر ٹائیگر کے سینے سے جا لگا۔ ٹائیگر کا بازو اس کی گردن کے گرد موجود تھا۔ ڈرائیور نے اپنے آپ کو چھڑانے کی خاصی جدوجہد کی لیکن چند لمحوں بعد اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا تو ٹائیگر اسے گھستا ہوا اندر لے گیا اور اسے ایک کری پر ڈال کر وہ مڑا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سور سے رسی کا ایک کچھا ملاش کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ رسی کا گھپا لے کر وہ واپس سٹنگ روم میں آیا اور اس نے رسی سے ڈرائیور کو کری کے ساتھ اچھی

کہا۔

”میں نے جو سوال کیا تھا اس کا جواب دو۔ کہاں چھوڑ آئے ہو اس غیر ملکی جوڑے کو۔“..... ٹائیگر نے دوبارہ سوال دوہراتے ہوئے کہا۔

”رانا پور میں رانا باشم کی حولی میں۔“..... روگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ وہاں کیوں رہ گئے ہیں۔“..... ٹائیگر نے کہا۔

”روبرز صاحب نے مجھے کہا کہ تم واپس جاؤ۔ ہم نے رانا ہاؤس کے ڈرائیور کے ساتھ کہیں جانا ہے اور میں واپس چلا آیا۔“..... روگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کہاں جانا تھا انہوں نے۔ بلو۔“..... ٹائیگر نے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ میں تو باہر تھا اور وہ اندر تھے اور میں ان سے پوچھ بھی نہیں سکتا تھا۔“..... روگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ان دونوں کے حلیئے تفصیل سے بتاؤ۔“..... ٹائیگر نے کہا تو روگر نے جب حلیئے بتانا شروع کئے تو ٹائیگر چونک پڑا کیونکہ روگر مقامی آدمی کا حلیئہ بتا رہا تھا۔

”تم حلیئہ تو مقامی آدمی کا بتا رہے ہو جبکہ وہ غیر ملکی تھے۔ آخری وارنگ دے رہا ہوں ورنہ دوسری آنکھ بھی نکال دوں گا۔“..... اس کے لمحے میں انتہائی سرد مہری تھی۔

ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

”وہ دونوں یہاں سے مقامی حلیوں میں ہی گئے ہیں۔ ان دونوں کرو۔ اندھا مت کرو۔“..... روگر نے اس بار روتے ہوئے لمحے میں

غراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ روگر کچھ بولتا ناٹیگر کا خخبر والا ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا اور روگر کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ ٹائیگر نے خخبر کی نوک سے اس کی آنکھ کا ڈھیلا باہر نکال دیا تھا۔ روگر تکلیف کی شدت سے مسلسل دائیں باسیں سرمار رہا تھا۔ اس کی پے در پے چینوں سے کمرہ گونج رہا تھا لیکن ٹائیگر اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ روگر جیسے موٹے دماغ کے آدمیوں کی زبان کھلوانے کے لئے ان پر ایسا تشدد کیا جانا ناگزیر ہے ورنہ یہ لوگ زبان نہیں کھولتے۔ تھوڑی دیر بعد روگر کی چینیں آہستہ ہوتے ہوتے کراہوں میں تبدیل ہو گئیں۔

”تم۔ تم ظالم ہو۔ یہ۔ یہ تم نے ظلم کیا ہے۔ ظلم کیا ہے۔“..... روگر نے کراہتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید تکلیف کے تاثرات جیسے ثابت ہو کرہ گئے تھے۔

”اب اگر دوسرا سوال کیا تو دوسری آنکھ بھی نکال دوں گا۔ صرف جواب دو اور وہ بھی درست جواب کیونکہ مجھے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ تمہارا کون سا لفظ جھوٹ ہے اور کون سا سچ۔ اگرچ بلو گے تو ایک آنکھ سے بھی تم زندگی گزار سکتے ہو لیکن اندھے ہو گئے تو پھر تم خود سمجھ سکتے ہو کہ تمہارا کیا حشر ہو گا۔“..... ٹائیگر نے کہا۔

”پپ۔ پپ۔ پوچھو۔ میں سب بتا دوں گا۔ مجھے اندھا مت کرو۔ اندھا مت کرو۔“..... روگر نے اس بار روتے ہوئے لمحے میں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

نے یہاں میک اپ کیا تھا۔..... روگر نے جلدی جلدی جواب دیا۔  
 ”اچھا بتاؤ تفصیل۔۔۔“ ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے  
 کہا تو روگر نے تفصیل بتا دی اور پھر ٹائیگر نے اس سے رانا ہاشم کی  
 حوالی اور وہاں موجود افراد کے بارے میں تفصیل معلوم کی اور جب  
 اسے یقین ہو گیا کہ روگر اب مزید کچھ نہ بتا سکے گا تو اس نے ہاتھ  
 میں پکڑا ہوا خبر اس کے دل میں اتار دیا اور روگر چند لمحے ترکیب  
 کے بعد ہی ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے خبر واپس کھینچا۔ اسے روگر کے  
 لباس سے صاف کیا اور پھر اسے کوٹ کی اندر وہی جیب میں ڈال کر  
 وہ مڑا اور ساتھ والے کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں فون موجود  
 تھا۔ فون عام ساتھا۔ اس میں میموری والا سٹم موجود نہ تھا اس لئے  
 ٹائیگر نے اطمینان سے رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر  
 دیئے۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں،“  
 دوسری طرف سے عمران کی مخصوص شگفتہ آواز سنائی دی۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں بس،“..... ٹائیگر نے موڈبانہ لمحے میں  
 کہا۔

”کوئی خاص بات،“..... عمران نے اس بار سنجیدہ لمحے میں کہا تو  
 ٹائیگر نے روگر کے اکیلے آنے سے لے کر اس سے کی جانے والی  
 گفتگو تفصیل سے بتا دی۔

”رانا ہاشم کی حوالی میں چھاپہ مارنا ضروری ہے،“..... عمران نے

کہا۔

”لیں بس،“..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”تم رانا پور کی طرف مرنے والی سڑک کے موڑ پر پہنچو۔ میں  
 خود وہاں آ رہا ہوں،“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ  
 ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے رسیور رکھا اور مژکر تیز تیز قدم اٹھاتا پیروں  
 پھانک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز  
 رفتاری سے رانا پور والے موڑ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔  
 آدھے گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ رانا پور والے موڑ پر پہنچ  
 گیا۔ اس نے کار ایک سائیڈ پر کر کے روک دی۔ دوسرے لمحے وہ  
 یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ ایک بوڑھا آدمی موڑ سائیکل کو پیدل چلاتا  
 ہوا آ رہا ہے۔ اس کی حالت خراب ہو رہی تھی۔ چہرہ پینے سے تر  
 تھا اور وہ ہانپ بھی رہا تھا۔

”کیا ہوا جناب،“..... ٹائیگر نے جلدی سے کار سے اتر کر اس  
 بزرگ آدمی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”چین اتر گئی ہے بیٹی۔ بڑی دور سے کھینچتا چلا آ رہا ہوں اور  
 رانا پور جانا ہے۔ پتہ نہیں زندہ پہنچ بھی پاؤں گا یا نہیں،“..... بزرگ  
 نے بڑے مایوسانہ لمحے میں کہا تو ٹائیگر نے آگے بڑھ کر موڑ

سائیکل اس بزرگ کے ہاتھ سے لے کر اسے اشینڈ پر کھڑا کیا اور  
 پھر وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کار کی ڈگی میں موجود  
 مکینیکل کٹ باکس اٹھایا اور اسے لا کر موڑ سائیکل کے قریب رکھ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کراکڑوں بیٹھ گیا۔

”بیٹھے۔ تمہارا لباس خراب ہو جائے گا۔“..... بزرگ نے کہا۔

”مجھے کچھ نہیں ہوتا۔ البتہ آپ ذرا چھاؤں میں ہو جائیں۔

آپ کی طبیعت خراب ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ رحمت

کرے گا۔“..... ٹائیگر نے کہا اور باس کھول کر اس نے سکرو

ڈرائیور نکالا اور چین کا کورکھولنا شروع کر دیا۔ اسے موڑ سائیکل کی

چھوٹی موٹی مرمت کرنے کا بھی علم تھا کیونکہ کار لینے سے پہلے اس

کے پاس کافی عرصہ تک موڑ سائیکل رہی تھی اور اس نے باقاعدہ

ایک متری سے اس بارے میں تفصیلی لیکھر لیا تھا اور کسی حد تک

اس کے ساتھ مل کر کچھ روز کام بھی کیا تھا۔ اسی طرح اس نے کار

لینے کے بعد کار کے انجن، اس میں ہونے والی اتفاقی اور عملکرنے

خرابیوں اور ان کی مرمت کے بارے میں بھی باقاعدہ ماہرین سے

تفصیل معلوم کی تھی اور دو ہفتے ان کے ساتھ مل کر کام بھی کیا تھا

تاکہ اگر راستے میں کہیں کوئی خرابی ہو جائے تو اسے ٹھیک کیا جاسکے

اور یہی ٹریننگ اکثر اس کے کام آتی رہتی تھی۔ موڑ سائیکل کا چین

واقعی اترا ہوا تھا۔ اس کا جوڑ ڈھیلا پڑ گیا تھا جسے ٹائیگر نے کچھ دری

کی کوشش کے بعد درست کر لیا۔ پھر چین چڑھا کر اس نے اس کو

چیک کیا۔ وہ درست اور ٹائست تھی اور اس کے دوبارہ اترنے کا

اندیشہ نہ تھا۔ اس نے مطمئن ہو کر کور لگائے اور پھر اٹھ کر اس نے

موڑ سائیکل شارت کر دیا۔

”لیجے محترم۔ اب آپ اس پر سوار ہو کر جائیں۔ انشاء اللہ اب چین نہیں اترے گی۔“..... ٹائیگر نے بزرگ آدمی سے کہا تو ان کا چہرہ اس طرح کھل اٹھا جیسے ٹائیگر نے انہیں دنیا بھر کی دولت دے دی ہو۔

”بہت شکریہ بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ تمہیں خوشیاں عنایت کرے اور تمہیں۔“..... بزرگ نے بڑے خلوص سے دعا میں دینا شروع کر دیں اور پھر موڑ سائیکل پر سوار ہو کر آگے بڑھنے سے پہلے انہوں نے باقاعدہ ٹائیگر سے مصافحہ کیا اور ایک بار پھر دعا میں دیتے ہوئے آگے بڑھنے لگے لیکن پھر اچانک رک گئے۔

”اوہ۔ میں نے اپنی پریشانی میں تم سے پوچھا ہی نہیں کہ تم یہاں کیوں رکے ہوئے ہو۔ کوئی گڑ بڑ ہے۔“..... بزرگ نے کہا تو ٹائیگر مسکرا دیا۔

”آپ رانا پور میں رہتے ہیں۔“..... ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں۔ میری وہاں کریانے کی دکان ہے۔ تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔“..... بزرگ نے کہا۔

”میرے ایک دوست نے آنا ہے۔ پھر ہم دونوں نے رانا پور میں رانا ہاشم کی حویلی میں جانا ہے۔“..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”رانا ہاشم۔ اوہ۔ وہ تو۔ وہ تو۔ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تمہارا شکریہ۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

اب مجھے اجازت،..... بزرگ آدمی نے کہا اور پھر اس طرح تیزی سے آگے بڑھ گئے جیسے اب یہاں مزید ٹھہرنے سے انہیں کسی طرح کا خطرہ لاحق ہو گیا ہو اور ٹائیگر ان کے اس انداز پر بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ رانا ہاشم کی شہرت اس علاقے میں اچھی نہیں ہے اور چونکہ بزرگ آدمی مستقل وہیں رہتا تھا اس لئے اس نے رانا ہاشم پر کوئی ریمارک پاس نہ کیا تھا لیکن ان کے انداز نے بتا دیا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہتا تھا۔ ٹائیگر نے مکریکل کٹ باس واپس ڈگی میں رکھ کر ڈگی بند کر دی اور پھر اسے دور سے عمران کی سپورٹس کار آتی دکھائی دی۔ ٹائیگر نے ہاتھ لہرا کر اسے اشارہ کیا تو سپورٹس کار اس کے قریب آ کر رک گئی۔ عمران کار میں اکیلا تھا۔

”آؤ“..... عمران نے ایک لمحے کے لئے رُک کر کہا اور پھر اپنی کار موڑ کر رانا پور کی طرف بڑھا دی۔ ٹائیگر بھی اپنی کار میں بیٹھا اور دوسرے لمحے وہ بھی رانا پور کی طرف بڑھ گیا۔ دارالحکومت کے نواح میں ہی عمران نے ایک دکان کے باہر کار روکی تو دکان کا نوجوان مالک اٹھ کر کار کے قریب آ گیا۔ ٹائیگر کی کار بھی عقب میں رُک گئی تھی۔ ٹائیگر سمجھ گیا تھا کہ عمران رانا ہاشم کی حوالی کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا ہے۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے کار آگے بڑھا دی اور پھر ایک موڑ کاٹ کر اس نے سڑک کے کنارے موجود ایک باغیچے میں لے جا کر روک دی۔ ٹائیگر نے بھی اس کے

چھپے جا کر کار روک دی اور پھر کار سے اتر آیا۔ عمران نے بھی کار کا دروازہ کھولا اور کار سے باہر آ گیا۔

”حوالی میں خاصے افراد ہوں گے اس لئے ہمیں اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنی ہے“..... عمران نے کہا۔

”آپ یہاں رکیں۔ میں یہ کام کر آتا ہوں۔ میرے پاس گیس پسل موجود ہے“..... ٹائیگر نے کہا۔

”پہلے تمہیں چھوٹا پھاٹک کھلوانا ہو گا ورنہ حوالی کی دیواریں بہت اوپنجی ہیں۔ دیسے گیس پسل میرے پاس بھی ہے“..... عمران نے کہا۔

”آپ فرمت کریں“..... ٹائیگر نے کہا۔

”ٹھیک ہے چلو۔ یہاں رکنے سے بہتر ہے کہ میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں۔ کار میں یہیں چھوڑ دو۔ واپسی پر لے لیں گے“۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر واپس کار کی طرف مڑا۔ اس نے کار کی سائیڈ سیٹ اٹھا کر نیچے پڑے ہوئے باکس میں سے گیس پسل نکالا، اس کا میگزین چیک کیا اور پھر اسے جیب میں ڈال کر اس نے کار لاک کی اور سڑک کی طرف بڑھ گیا۔ عمران بھی کار لاک کر کے اس کے ساتھ تھا۔ تھوڑی دور جانے پر انہیں حوالی کی اوپنجی دیواریں نظر آنے لگیں۔ حوالی کا بڑا پھاٹک سڑک پر ہی تھا۔ ٹائیگر اور عمران پھاٹک کے سامنے پہنچ کر رک گئے۔ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر لٹکتی ہوئی زنجیر کو زور سے کھڑکھڑایا تو چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک نوجوان

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

باہر آ گیا۔ اس نے باقاعدہ یونیفارم پہنی ہوئی تھی اور کاندھے سے مشین گن لکھی ہوئی تھی۔

”یہ رانا ہاشم کی حوصلی ہے۔“.....ٹائیگر نے سخت لمحے میں پوچھا۔  
”رانا صاحب اندر موجود ہیں۔“.....اس نوجوان کے جواب دینے سے پہلے ہی عمران نے جلدی سے پوچھا۔  
”ہا۔ مگر تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟“.....نوجوان نے قدرے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”اندر چلو۔ تمہیں بتاتے ہیں۔“.....ٹائیگر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ نوجوان کچھ کہتا ٹائیگر کا ہاتھ اس کی گردن پر پڑا اور دوسرے لمحے وہ نوجوان جیسے اڑتا ہوا اندر جا گرا۔ ٹائیگر بھلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا۔ نوجوان کی گردن میں چونکہ بل آ گیا تھا اس لئے وہ دیسے ہی بے حس و حرکت زمین پر پڑا ہوا تھا۔ عمران بھی اس کے پیچھے اندر آ گیا۔

”کون ہے بھارو؟“.....گارڈ روم کے اندر سے ایک آواز سنائی دی اور ٹائیگر تیزی سے مڑ کر گارڈ روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران دوڑتا ہوا حوصلی کے برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ٹائیگر کو دروازے میں ہی وہ آدمی مل گیا جو اس نوجوان بھارو پشت کے بل گارڈ روم کے اندر جا گرا۔ نیچے گرتے ہی اس نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ٹائیگر بھلی کی سی تیزی سے اندر

گھسا اور اس نے اٹھتے ہوئے آدمی کے سینے پر لات مار دی اور عین دل پر پڑنے والی زور دار ضرب نے اسے صرف چند لمحوں تک تڑپنے کی مہلت دی اور پھر وہ ساکت ہو گیا۔ کمرے میں اس کے علاوہ اور کوئی آدمی نہ تھا اس لئے ٹائیگر مڑا اور گارڈ روم سے باہر آیا تو عمران دوڑتا ہوا واپس آ رہا تھا۔ ٹائیگر کو عمران نے چکلی سے ناک پکڑ کر سانس روکنے کا اشارہ کیا تو ٹائیگر نے سانس روک لی۔ عمران بھی ٹائیگر کے قریب کھلی فضا میں آ کر کھڑا ہو گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران کے اشارے پر ٹائیگر نے آہستہ سے سانس لیا اور پھر زور زور سے سانس لینے لگا جبکہ عمران تیزی سے مڑ کر چھوٹے پھانک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پھانک کو بند کر کے اندر سے کنڈا چڑھا دیا۔

”یہ تو ختم ہو گیا ہے۔“.....عمران نے مڑ کر اس نوجوان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”دوسرा گارڈ روم میں ہلاک ہو گیا ہے۔“.....ٹائیگر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آؤ۔ اب ہم نے اس رانا ہاشم کو تلاش کرنا ہے۔ تم کسی سور سے رسی لے آؤ۔“.....عمران نے کہا اور ایک بار پھر وہ اندر ونی عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک آدمی کو خواب گاہ میں ایک سفید اور اکٹھی ہوئی موچھوں والے ایک آدمی کو سے پوچھ رہا تھا۔ ٹائیگر کا بازو گھوما اور وہ آدمی چختا ہوا اچھل کر پشت کے بل گارڈ روم کے اندر جا گرا۔ نیچے گرتے ہی اس نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ٹائیگر بھلی کی سی تیزی سے اندر

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

دہاں آگیا۔ اس کے ہاتھ میں رسی کا بندل موجود تھا۔ پھر نائیگر اور عمران نے مل کر رانا ہاشم کو رسی پر رسی کی مدد سے اچھی طرح جکڑ دیا۔

”تم باہر کا خیال رکھو میں اس سے پوچھ گجھ کرتا ہوں“۔ عمران

”لیں باس“۔ نائیگر نے موڈبانہ لجھے میں جواب دیا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران نے جیب سے ایک شیشی نکالی، اس کا ڈھکن ہٹایا اور شیشی کا دہانہ رانا ہاشم کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن لگا کر اس نے اسے واپس جیب میں رکھ لیا اور خود پیچھے ہٹ کر غالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد رانا ہاشم کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے اور پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ پچھے دیر تک اس کی آنکھوں میں دھندسی چھائی رہی۔ پھر وہ چونک کر سیدھا ہوا اور اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمنا کر ہی رہ گیا۔

”یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم کون ہو۔ یہ مجھے کس نے باندھا ہے۔ کیوں باندھا ہے۔ کس میں اتنی جرأت ہے کہ رانا ہاشم کو باندھ سکے“۔ رانا ہاشم جیسے جیسے پوری طرح ہوش میں آتا گیا اس کی آواز بلند ہوتی چلی گئی۔

”تم نے اپنا نام تو بتا دیا۔ اب یہ بھی بتا دو کہ وہ غیر ملکی جوڑا

کہاں ہے جو چار باغ کالونی سے یہاں آیا تھا“۔ عمران نے سرد لجھے میں کہا۔

”تم۔ تم کون ہو“۔ رانا ہاشم نے یکخت غصیلے لجھے میں کہا۔

”تمہارے دونوں گارڈز مارے جا چکے ہیں اور حوالی میں موجود تمام ملازمین بھی بے ہوش ہو چکے ہیں اور اگر میں تمہیں گولی مارنا چاہوں تو یہاں تمہارا حمایتی کوئی نہیں ہے لیکن تم ایک چھوٹی مچھلی ہو اس لئے میں تمہیں زندہ چھوڑ سکتا ہوں بشرطیکہ تم چج بول دو۔ ورنہ“۔ عمران نے کہا۔

”مگر تم ہو کون۔ تم یہاں اندر کیسے آ گئے۔ یہ سب تم کیا کہہ رہے ہو“۔ رانا ہاشم نے اسی طرح اکٹے ہوئے لجھے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مت بتاؤ۔ ہم تمہارے ملازمین سے معلوم کر لیں گے۔ تم چھٹی کرو“۔ عمران نے جیب سے مشین پیش نکالتے ہوئے انتہائی سرد لجھے میں کہا تو پہلی بار رانا ہاشم کا چہرہ مشین پیش دیکھ کر ڈھیلا پڑ گیا۔

”مگر تم مجھے کیوں مارنا چاہتے ہو۔ میرا تم سے کیا تعلق ہے“۔ رانا ہاشم نے کہا۔

”تم نے ملک کے دو دشمن ایجنٹوں کی مدد کی ہے اور ملک کی اہم لیبارٹری تباہ کرنے میں تعاون کیا ہے اس لئے تمہاری سزا موت ہے لیکن اب بھی وقت ہے۔ تم سب کچھ بتا کر اپنی جان بچا سکتے ہو۔ بولو“۔ عمران نے تیز لجھے میں کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”میں نے کسی کی مدد نہیں کی اور نہ ہی کوئی غیر ملکی جو زامیرے پاس آیا ہے۔“..... رانا ہاشم نے اکٹھے ہوئے لجھے میں کہا۔

”اوکے۔ میں نے تو سوچا تھا کہ تم ثوٹ پھوٹ سے بیج جاؤ۔ لیکن،“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسلل کا دہانہ رانا ہاشم کی کپیٹی پر رکھ کر زور سے دبادیا۔

”سنو۔ میں دس تک گنوں گا۔ اگر تم نے بیج نہ بولا تو میں ٹریگر دبا دوں گا اور تم ہمیشہ کے لئے زندگی کی لطافتوں سے محروم ہو جاؤ گے۔“..... عمران نے زہریلے لجھے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رک کر گفتگنا شروع کر دی۔ ابھی گفتگی پانچ تک پہنچی تھی کہ رانا ہاشم کا جسم یکخت کا نپنا شروع ہو گیا۔

” بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ گفتگی آٹھ پر پہنچی تھی کہ رانا ہاشم نے یکخت پھٹ پڑنے والے لجھے میں کہا۔

”بولتے جاؤ۔ جہاں تم رکے یا جھوٹ بولا تو گفتگی دہیں سے شروع ہو جائے گی۔ بولو،“..... عمران نے سخت لجھے میں کہا۔

”سینئھ قاسم نے دو غیر ملکیوں کو بھیجا تھا۔ مرد کا نام روبرز اور عورت کا نام ڈوگی تھا۔ ڈوگی بے حد خوبصورت اور متناسب جسم کی عورت ہے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ وہ راج گڑھ لیبارٹری میں داخل ہو کر وہاں سے کوئی فارمولہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور میں ان کی مدد کروں۔ میں نے ان سے ایک کروڑ ڈالر طلب کئے اور ساتھ ہی شرط لگا دی کہ ڈوگی یہاں حوالی میں ایک دو راتیں رہے

گی۔ میں انہیں لیبارٹری میں داخل کردا دوں گا۔ انہوں نے میری شرطیں مان لیں تو میں نے انہیں بتایا کہ راج گڑھ کے عقب میں میرا علاقہ چتوڑ گڑھ اس سے ملتا ہے۔ چتوڑ گڑھ میں بھی قدیم دور کا ایک مندر تھا جس میں سے ایک خفیہ سرگنگ راج گڑھ والے منذر میں جاتی ہے۔ میرا آدمی کا شواں علاقے کا چوہا ہے۔ وہاں سے آجائے پھر وہ انہیں وہاں لے جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے کا شو سے فون پر بات کرنے کے لئے کہا تو میں نے کا شو کو یہاں طلب کر لیا۔ وہ دونوں دوسرے روز یہاں آگئے۔ اس بار وہ دونوں مقامی میک اپ میں تھے۔ کا شو یہاں آیا ہوا تھا۔ کا شو سے انہوں نے تفصیلی بات چیت کی اور پھر انہوں نے مجھے چیک دیا اور ڈوگی کا وعدہ بعد میں پورا کرنے کا کہا اور کا شو کے ساتھ چتوڑ گڑھ چلے گئے۔“..... رانا ہاشم نے تفصیل سے ساری بات بتا دی تو عمران نے اس سے مزید پوچھ گچھ کی اور پھر چتوڑ گڑھ میں اس کی حوالی اور وہاں کے انچارج کے بارے میں بھی تمام تفصیل معلوم کر لی۔ اس نے وہاں کا فون نمبر بھی معلوم کر لیا تھا۔

”تم نے ملک و قوم سے چند روپوں اور ایک عورت کی خاطر عورت کا نام ڈوگی تھا۔ ڈوگی بے حد خوبصورت اور متناسب جسم کی عورت ہے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ وہ راج گڑھ لیبارٹری میں حقارت بھرے لجھے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا تو رانا ہاشم کے منہ سے چیخ بھی نہ نکل سکی اور اس کی کھوپڑی کئی حصوں میں تقسیم ہو کر فرش پر بکھر گئی اور عمران مڑ کر دروازے کی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
C  
O  
M

طرف بڑھ گیا۔ اس نے مشین پسل جیب میں ڈال لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک اور کمرے میں داخل ہوا تو یہاں فون سیٹ موجود تھا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”حوالی سے راجوگا بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ عمران رانا ہاشم سے معلوم کر چکا تھا کہ چتوڑ گڑھ حوالی کا محافظ اس کا جدی پشتی ملازم راجوگا ہے۔

”مہمان کہاں ہیں راجوگا“..... عمران نے رانا ہاشم کی آواز اور لمحے کے ساتھ ساتھ اس کے مخصوص انداز میں کہا۔

”وہ مہمان خانے میں ہیں سرکار“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کاشو کہاں ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ چھوٹے کمرے میں ہے سرکار“..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”اسے بلاو“..... عمران نے کہا۔

”جی اچھا سرکار“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”جی سرکار۔ میں کاشو بول رہا ہوں سرکار“..... چند لمحوں بعد ایک چیس کرتی ہوئی لیکن تیز آواز سنائی دی۔

”مہماں کے ساتھ کس وقت کا پروگرام بناء ہے“..... عمران نے رانا ہاشم کی آواز میں پوچھا۔

”رات کو سرکار۔ دن کو تو پہاڑی چوکی پر چیلنج ہوتی ہے۔“ کاشو نے جواب دیا۔

”رات کو کس وقت“..... عمران نے پوچھا۔

”دس بجے کے بعد سرکار“..... کاشو نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں نے اس لئے فون کیا تھا کہ معلوم کر سکوں کہ کام ہو رہا ہے یا نہیں“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ اسے معلوم تھا کہ یہاں سے چتوڑ گڑھ کا خاصا طویل فاصلہ ہے۔ کار میں وہ جتنی بھی تیزی سے جائیں آؤ گی رات سے پہلے کسی صورت نہیں پہنچ سکتے تھے۔ اب دورستے تھے ایک تو یہ کہ کسی فوجی چھاؤنی سے ہیلی کا پڑ منگوایا جائے لیکن ایسے ہیلی کا پڑ کی آواز رات کو اس ویران علاقے میں دور سے سنائی دے گی اور کراوز کے ایجنت ہوشیار ہو جائیں گے۔ دوسری صورت یہ تھی کہ وہ فوجی چھاؤنی میں موجود صدر اور نعمانی کو فوجی چھاؤنی کے عقب میں جانے کا کہہ دے لیکن یہ بھی خاصا مشکل کام تھا کیونکہ انہیں فوجی چھاؤنی سے نکل کر خاصا لمبا چکر کاٹ کر وہاں پہنچنا پڑے گا اور پھر عمران یہی سوچتا ہوا باہر آ گیا۔

”کیا بات ہے باس۔ آپ پریشان نظر آ رہے ہیں“..... باہر موجود نائیگر نے تشویش بھرے لمحے میں کہا تو عمران نے اسے الجھن کے بارے میں بتا دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

جارج اور ریٹا کمرے میں بیٹھے اپنے مشن کے بارے میں ہی باتوں میں مصروف تھے کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور کاشو بوکھلائے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوا۔

”کیا ہوا کاشو۔ تم پریشان کیوں ہو؟“..... جارج نے چونک کر پوچھا۔

”جناب۔ وہ سیئٹھ قاسم کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے اور جناب رانا ہاشم کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔“..... کاشونے کا نپتے ہوئے لبھے میں کہا تو جارج اور ریٹا دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

”یہ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے؟“..... جارج نے ایسے لبھے میں کہا جیسے اسے کاشو کی بات پر یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

”بھی تھوڑی دیر پہلے رانا ہاشم صاحب کا فون آیا تھا۔ انہوں نے آپ کے بارے میں پوچھا تھا اور یہ بھی پوچھا تھا کہ آپ کو

”باس۔ سوائے ہیلی کا پڑ کے اور کوئی سپیڈی ذریعہ نہیں ہے۔ ویسے اگر ہو سکے تو آپ لیبارٹری کے اندر موجود سیکورٹی سے رابطہ کر کے انہیں تفصیل بتا دیں اور انہیں الٹ کر دیں۔ میں نے یہاں موجود سب افراد کو ہلاک کر دیا ہے تاکہ یہ ہوش میں آ کر ہمارے پیچھے نہ آ سکیں۔“..... ٹائیگر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آؤ۔“..... عمران نے کہا اور چھانک کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر اس کے پیچھے تھا۔ چھانک سے باہر آ کر انہوں نے چھانک بند کیا اور اس طرف کو بڑھنے لگے جدھران کی کاریں موجود تھیں۔

”تم اب کہاں جاؤ گے؟“..... عمران نے باعیچے میں پہنچ کر جہاں کاریں موجود تھیں ٹائیگر سے پوچھا۔

”جہاں کا آپ حکم دیں۔“..... ٹائیگر نے کہا۔

”تم رانا ہاؤس آ جاؤ۔ میں بھی وہیں جا رہا ہوں۔“..... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”جناب۔ اب ان حالات میں آپ کا کیا پروگرام ہے؟“ کاشو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”رسی سے باندھ کر رانا ہاشم پر تشدد کیا گیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ایجنسیوں کے لوگ وہاں پہنچے ہیں اور لامحالہ انہوں نے یہاں کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہوں گی اس لئے اب انتظار ہے سود ہے۔ رات تک وہ اس سارے علاقے کو گھیر لیں گے۔ ہمیں ابھی جانا ہو گا“..... جارج نے تیز لمحے میں کہا۔

”نہیں جناب۔ دن کے وقت میں پہچانا جاؤں گا اور آپ تو چلے جائیں گے اور فوج اور پولیس نے میری ہڈیاں توڑ دینی ہیں اور چونکہ صاحب زندہ نہیں رہے اس لئے اب میں بھی آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ بہتر ہے کہ آپ واپس دارالحکومت چلے جائیں اور اور میں نے اسے کہا کہ حوالی میں جا کر رانا صاحب کے ملازم سے کہے کہ فون اٹھڈ کرے۔ اہم خبر دینی ہے تو میرے اس دوست نے فون کر کے مجھے بتایا کہ حوالی میں قتل عام کیا گیا ہے۔ گارڈز سمیت تمام ملازمین کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور رانا صاحب کے سر میں گولیاں ماری گئی ہیں اور وہ کمرے میں کری پر رسی سے بندھے ہوئے بیٹھے ہیں تو میں نے اسے پولیس کو اطلاع دینے کا کہہ کر رسیور رکھا اور سیدھا یہاں آ گیا“..... کاشو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ایک لاکھ روپے لوں گا سرکار“..... کاشو نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

”میں تمہیں دس لاکھ روپے دوں گا لیکن میرے پاس گارینگڈ چیک ہے اور رقم ڈالروں میں مل سکتی ہے لیکن یہ چیک تمہیں نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

میں کس وقت لیبارٹری میں لے جاؤں گا۔ میں نے انہیں بتا دیا کہ رات کو دس بجے ہم حوالی سے روانہ ہوں گے تو انہوں نے فون بند کر دیا۔ پھر میں نے سینٹھ کلب فون کیا تاکہ وہاں اپنے ایک دوست پرداز سے بات کر سکوں لیکن وہاں سے مجھے بتایا گیا کہ سینٹھ کلب کو عارضی طور پر بند کر دیا گیا ہے کیونکہ سینٹھ قاسم کو ان کی خفیہ رہائش گاہ میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میں بے حد حیران ہوا اور پھر میں نے رانا ہاشم صاحب کو فون کیا تاکہ انہیں بھی یہ اہم خبر سننا سکوں کیونکہ رانا صاحب اور سینٹھ قاسم کا بہت گہرا تعلق چلا آ رہا تھا لیکن وہاں سے کسی نے فون نہ اٹھایا تو میں بے حد حیران ہوا اور پھر میں نے رانا پور میں اپنے ایک دوست کو فون کیا اور میں نے اسے کہا کہ حوالی میں جا کر رانا صاحب کے ملازم سے کہے کہ فون اٹھڈ کرے۔ اہم خبر دینی ہے تو میرے اس دوست نے فون کر کے مجھے بتایا کہ حوالی میں قتل عام کیا گیا ہے۔ گارڈز سمیت تمام ملازمین کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور رانا صاحب کے سر میں گولیاں ماری گئی ہیں اور وہ کمرے میں کری پر رسی سے بندھے ہوئے بیٹھے ہیں تو میں نے اسے پولیس کو اطلاع دینے کا کہہ کر رسیور رکھا اور سیدھا یہاں آ گیا“..... کاشو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”وری بیڈ نیوز۔ حیرت ہے یہ سب کیسے ہو گیا“..... جارج نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

حیرت انگیز طور پر یہ لوگ ہمارے پیچھے چل رہے ہیں۔..... ریٹا نے کہا۔

”یہ واقعی بے حد تیز لوگ ہیں جو اس انداز میں ہمارا پیچھا کر رہے ہیں لیکن تم فکر مت کرو۔ ہمارا ان سے دن ٹو دن مقابلہ نہیں ہو سکے گا۔ ہم فارمولے کرنکل جائیں گے اور یہ لکیر پیٹتے رہ جائیں گے۔..... جارج نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ہم فارمولے کی کاپی لینے کے چکر میں نہ پڑیں اور صرف لیبارٹری کو تباہ کر کے نکل جائیں۔..... ریٹا نے کہا۔

”کوشش تو کریں گے کہ فارمولال جائے۔..... جارج نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ریٹا کوئی جواب دیتی کرے کا دروازہ کھلا اور کاشوندر داخل ہوا۔

”آئیے جناب۔ جیپ تیار ہے لیکن میں ایک خاص حد سے کاشو بھی غلط آدمی ہے۔ اس سے بھی ہوشیار رہنا ہو گا۔ ایسا نہ ہو آگے نہیں جاسکوں گا۔..... کاشو نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جہاں تک تم جاسکتے ہو وہاں تک تو چلو۔..... جارج نے کہا تو کاشو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی

جیپ ایک پہاڑی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ”تم نے حولی میں رانا ہاشم کی موت کا بتا دیا ہے۔..... جارج نے پوچھا۔

”لیکن یہ کون لوگ ہیں جو اس انداز میں ہمارا پیچھا کر رہے ہیں اور آج تک ان سے دن ٹو دن نکراو نہیں ہوا لیکن پھر بھی پر جانا مشکل ہو جاتا۔ واپس جا کر بتاؤں گا۔..... کاشو نے جواب

لیبارٹری میں ہی ملے گا۔ یہاں نہیں۔..... جارج نے کہا۔

”چیک مجھے میہیں دے دیں تاکہ میں اسے یہاں رکھ کر جاؤں۔..... کاشو نے کہا تو جارج نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جیپ سے چیک بک نکالی۔ اس کے ایک چیک پر ڈالروں میں اتنی رقم لکھی جن کے پاکیشیا میں دس لاکھ روپے بن سکتے تھے اور چیک پر دستخط کر کے اس نے اسے چیک بک سے علیحدہ کیا اور کاشو کی طرف بڑھا دیا۔ کاشو نے غور سے چیک کو دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر سرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”شکریہ جناب۔ میں یہ چیک رکھ آؤں پھر چلتے ہیں۔..... کاشو نے سرت بھرے لبجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

”معاملات انتہائی خطرناک حد تک پہنچ گئے ہیں جارج اور یہ کاشو بھی غلط آدمی ہے۔ اس سے بھی ہوشیار رہنا ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ یہ ہمیں کسی کے ہاتھ فروخت کر دے۔..... ریٹا نے کہا۔

”تم فکر مت کرو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے کہ کاشو نے ہمیں ابھی بتا دیا ہے ورنہ ہم رات کا انتظار کرتے رہتے اور وہ لوگ یہاں ہمارے سروں پر پہنچ جاتے۔..... جارج نے کہا۔

”لیکن یہ کون لوگ ہیں جو اس انداز میں ہمارا پیچھا کر رہے ہیں اور آج تک ان سے دن ٹو دن نکراو نہیں ہوا لیکن پھر بھی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”اچھا۔ یہاں سے واپس جانے کے لئے ہمیں فوری کیا کرنا ہو گا۔ کیا کہیں سے ہیلی کا پٹر سروس مہیا ہو سکتی ہے؟“..... جارج نے کہا۔

”چتوڑ گڑھ میں چھوٹا سا ایر پورٹ ہے۔ شمالی علاقوں میں نے والے سیاح دار الحکومت سے چھوٹے طیارے چارڑ کرا کر یہاں آتے ہیں اور یہاں سے دار الحکومت واپس جاتے ہیں۔ آپ بھی واپسی پر ایر پورٹ پہنچ جائیں تو چھوٹا طیارہ چارڑ کرا کر دار الحکومت جاسکتے ہیں۔“..... کاشونے کہا تو جارج نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تمہارے پاس اس علاقے کا نقشہ ہے۔“..... ریٹا نے پوچھا۔ ”لیں میڈم۔ ڈیش بورڈ میں پڑا ہے۔“..... کاشونے جواب دیا۔ ”ٹھیک ہے۔ دیکھ لیں گے۔“..... ریٹا کی بجائے جارج نے جواب دیا اور ساتھ ہی ریٹا کا ہاتھ دبا دیا۔ ریٹا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی ڈرائیورنگ کے بعد جیپ درختوں کے ایک گھنٹے جھنڈ میں پہنچ کر رک گئی۔

”یہاں سے آگے پیدل جانا ہو گا صاحب۔“..... کاشونے کہا اور خود بھی جیپ سے نیچے اتر آیا تو جارج اور ریٹا بھی نیچے آگئے اور پھر کاشونکی رہنمائی میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں قدیم دور کے مندر کے آثار موجود

تھے۔

”یہ ہے جناب چتوڑ گڑھ کا قدیم مندر اور اس کے اور راج گڑھ کے مندر کے درمیان قدیم دور کے لوگوں نے سرگن بنائی تھی حالانکہ یہ تمام پہاڑی علاقہ ہے۔ اس کے باوجود جناب اس دور کے لوگوں نے سرگن بنائی۔“..... کاشونے کہا۔

”ہاں۔ قدیم دور کے لوگ ہم سے زیادہ محنتی تھے۔ اب آگے چلو۔ وقت ضائع مت کرو۔“..... جارج نے کہا۔

”جناب۔ یہاں سے اگر ہم سرگن کے اندر چلیں تو آگے جا کر سرگن درمیان میں بند ہے اس لئے ہمیں باہر سے آگے بڑھنا ہو گا۔“..... کاشونے کہا تو جارج اور ریٹا نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

تقریباً آدھا گھنٹہ چلنے کے بعد کاشورک گیا۔

”وہ دیکھیں جناب۔ وہ ہے پہاڑی جہاں چیک پوسٹ ہے اور دوربین سے ہر طرف چینگ کی جاتی ہے۔“..... کاشونے سامنے نظر آنے والی اوپنجی پہاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”کیا وہ لیبارٹری اس پہاڑی کے نیچے ہے؟“..... جارج نے پوچھا۔

”نہیں جناب۔ اس کے بعد کی پہاڑی کے نیچے ہے۔ یہاں سے آپ کو سرگن کے ذریعے دوسری طرف پہنچنا ہو گا۔“..... کاشونے کہا۔

”کہاں ہے سرگن کا دہانہ؟“..... جارج نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بارے میں علم ہوتا تو وہ اسے بند نہ کر دیتے۔ یہ کاشو، میں چکر  
دے رہا تھا۔..... جارج نے کہا۔

”لیکن چکر کا اندازہ تو اب ہوا ہے، میں رانا ہاشم کے مرنے  
کے بعد۔ پہلے بھی تو وہ رات کو جانا چاہتا تھا۔..... ریٹا نے کہا۔

”کوئی چکر بہر حال تھا۔ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ اس طرف  
کوئی چیکنگ ہو، ہی نہیں سکتی۔..... جارج نے کہا۔

”ٹھیک ہے آؤ۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ بہر حال مشن تو مکمل  
کرنا ہے۔..... ریٹا نے کہا تو جارج آگے بڑھ گیا۔ ریٹا اس کے  
پیچھے تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس چٹان کے پاس پہنچ گئے جس کے  
بارے میں کاشو نے بتایا تھا۔ اس کے پیچھے ایک اور بڑی چٹان تھی  
اور بظاہر وہاں کسی سرگ کا کوئی دہانہ موجود نہ تھا لیکن جب جارج  
نے غور سے دیکھا تو اسے ایک سوراخ عقبی چٹان کے نیچے جاتا  
دکھائی دیا۔

”آؤ ریٹا۔..... جارج نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ وہاں  
لیٹ کر کر انگ کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ سوراخ خاصاً تنگ  
تھا۔ جارج بہر حال رینگتا ہوا اس سوراخ میں گیا تھا۔ اس کے پیچھے  
ریٹا آسانی سے اندر داخل ہو گئی۔ جارج نے جیب سے ایک پسل  
ٹارچ نکالی اور دوسرے لمحے وہ جگہ تیز روشنی سے دمک اٹھی۔ یہ  
واقعی انسانی ہاتھوں کی بنائی ہوئی سرگ تھی اور یہاں ہوا کی نکاسی  
اور آمد کا بھی کوئی پراسرار انتظام کیا گیا تھا کیونکہ وہاں ان دونوں کا

”وہ سامنے جو اوپنجی سی لیکن نیڑھی چٹان ہے اس کے عقب  
میں دہانہ ہے لیکن آپ کو داخل ہونے کے لئے رینگ کر جانا ہو  
گا۔ میں آگے نہیں جا سکتا کیونکہ چیک کرنے والے مجھے پہچانتے  
ہیں۔..... کاشو نے کہا۔

”پھر تم یہاں رکو گے یا واپس جاؤ گے۔..... جارج نے پوچھا۔

”جیسے آپ کہیں۔ یہاں تک تو میں محفوظ ہوں۔ اس سے آگے  
نہیں جا سکتا۔..... کاشو نے کہا۔

”اوکے۔ پھر تم یہیں رکو لیکن میں نہیں رکوں گا۔..... جارج نے  
کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جیب میں موجود ہاتھ باہر آیا تو  
اس کے ہاتھ میں ایک تیز دھار خخبر موجود تھا۔ پھر جس طرح بجلی  
چمکتی ہے اس طرح بجلی چمکی اور پلک جھکنے میں خبر دستے تک کاشو  
کی گردن میں اترتا چلا گیا اور چیخ مارنے کے لئے کاشو کا منہ کھلا  
لیکن کوئی آواز نہ نکلی اور وہ ایک دھماکے سے پشت کے بل زمین پر  
گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ جارج نے آگے  
بڑھ کر اس کی گردن سے خخبر نکلا اور اسے اس کے لباس سے  
صاف کرنے کے بعد اس نے خبر واپس جیب میں رکھا اور پھر اس  
نے کاشو کی لاش کو گھیٹ کر ایک جھاڑی کے پیچھے ڈال دیا۔

”آؤ ریٹا۔ اب ہم اپنا مشن مکمل کریں۔..... جارج نے کہا۔

”لیکن وہ چیکنگ۔..... ریٹا نے کہا۔

”اس طرف کیا چیکنگ ہونی ہے۔ اگر انہیں اس سرگ کے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”اب کیا کریں۔ یہ تو آخری الحالت میں ناکامی سامنے آگئی۔“ ریٹا نے کہا۔

”ناکامی کا لفظ منہ سے مت نکالو ریٹا۔ ہم نے بہر حال کامیاب ہونا ہے۔“..... جارج نے کہا اور اس بار اس نے چٹان کے نحلے حصے کی طرف دیکھنے کی بجائے اوپر والا حصہ چیک کرنا شروع کر دیا۔ کافی دیر تک وہ دیکھتا رہا پھر اس نے اوپر والے حصے پر زور سے مکے مارنے شروع کر دیئے لیکن کچھ بھی نہ ہوا۔

”یہ چٹان ہے۔ ہاتھ کو خمی کرلو گے۔“..... ریٹا نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے لیکن اس کے قدیم میکنزیم میں کوئی تاریخ تو نسبت نہیں ہوں گی۔ کوئی دباؤ کا سشم ہی ہو گا۔“..... جارج نے کہا اور مسلسل کئے مارتا ہوا وہ اب ہاتھ کو اوپر سے نیچے لا رہا تھا۔ پھر جیسے ہی اس کا ہاتھ درمیان میں پہنچا اچانک چٹان نے اس طرح حرکت کی جیسے کسی نے اسے جھنجھوڑا ہو۔

”یہ اس نے حرکت کی ہے۔“..... ریٹا نے مرت بھرے لبھے میں کہا۔

”ہاں۔“..... جارج نے کہا اور پھر اس نے اسی جگہ پر زور سے مکا مارا تو کڑکڑ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی چٹان اندر کی طرف گھومتی چلی گئی۔ ٹارچ ریٹا کے ہاتھ میں تھی۔ جارج نے اس کے ہاتھ سے ٹارچ لی اور پھر آگے بڑھ کر وہ اندر گیا تو ٹارچ کی روشنی میں وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں انسانی ہاتھ سے بنا ہوا ایک ہو سکی۔

دم نہیں گھٹ رہا تھا۔ تھوڑا سا آگے جانے کے بعد راستہ کھلا ہو گیا تو وہ اٹھ کر سرگ میں چلنے لگے۔ روشنی کی وجہ سے انہیں کوئی تکلیف نہ ہو رہی تھی۔ البتہ وہاں عجیب عجیب سے کیڑے انہیں نظر آئے لیکن وہ نیچے نیچے کر آگے بڑھتے رہے اور پھر تقریباً ایک کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد اچانک سرگ بند ہو گئی۔ اب آگے ٹھوس چٹان تھی۔ اس قدر ٹھوس کہ وہ اسے دیکھ کر حیران رہ گئے لیکن چٹان تھی قدرتی۔

”یہ کیا ہوا۔ یہ چٹان۔“..... ریٹا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”چٹان تو قدرتی ہے۔ اگر اس سرگ کو بند کیا جاتا تو ریڈ بلاکس یا گلڈ شون سے بند کیا جاتا۔“..... جارج نے بھی حیرت بھرے لبھے میں کہا۔

”کاشو نے بھی اس چٹان کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ چٹان ہٹائی جاسکتی ہے۔ قدیم دور میں اس کا کوئی میکنزیم رکھا گیا ہو گا۔“..... ریٹا نے کہا تو جارج بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ اسی لئے لیبارٹری والوں کو اس سرگ کا علم نہیں ہو سکا ورنہ اسے لازماً بند کر دیتے۔“..... جارج نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے چٹان کے سب سے نحلے حصے کو دیکھنا شروع کر دیا لیکن باوجود کوشش کے وہ اس میکنزیم کا پتہ نہ چلا سکا جس سے یہ چٹان ہٹتی تھی۔ ریٹا نے بھی کوشش کر لی لیکن اس کی بھی کوشش کامیاب نہ ہو سکی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

حیرت سے اسے دیکھنے لگا لیکن ریٹا نے دائیں طرف کی دیوار کے درمیان ہاتھ رکھا اور پھر وہ ہاتھ کو ایسے نیچے لے آئی جیسے ہاتھ پھیر کر کوئی چیز چیک کرنا چاہتی ہو لیکن جیسے ہی اس کا ہاتھ تھوڑا سا نیچے ہوا اس نے دوسرا ہاتھ اپنے ہاتھ پر مارا تو کرڑ کرڑ کی آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں غائب ہو گئی۔ دوسری طرف ایک راہداری تھی اور اس کے ساتھ ہی نامانوس لیکن وہ تھیں انسانی ہاتھوں کی بنی ہوئیں۔

”اوہ۔ ہم واقعی لیبارٹری میں داخل ہو گئے ہیں۔ آواپ ہمیں مشن کی تکمیل سے کوئی نہیں روک سکتا۔“..... جارج نے سرت بھرے لبجے میں کہا اور پھر جیب سے مشین پٹھل نکال کر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ ریٹا بھی اس کے پیچھے تھی۔ اس کا چہرہ بھی کامیابی سے کھلا ہوا تھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کمرہ تھا لیکن اس کمرے کی تغیر بڑے بڑے چٹانی پتھروں سے کی گئی تھی لیکن اس کمرے کا کوئی دروازہ نہ تھا۔ البتہ کمرے میں کافی کباڑ پڑا ہوا تھا جیسے یہاں عام استعمال کی فالتو چیزیں رکھ دی گئی ہوں لیکن جب جارج اور ریٹا نے آگے بڑھ کر دیکھا تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ یہ موجودہ دور کا سامان نہ تھا بلکہ قدیم دور کی لکڑی کی بنی ہوئی چند چیزیں تھیں جو عجیب و غریب شکل کی تھیں لیکن وہ تھیں انسانی ہاتھوں کی بنی ہوئیں۔

”اس کمرے کے اوپر لیبارٹری ہے۔ اب اسے کیسے کھولا جائے؟“..... جارج نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”میرا تو خیال ہے کہ تم فارمولے کی کاپی کا خیال چھوڑو اور میگا بم نصب کر کے یہاں سے نکل چلو اور دور جا کر اسے آپریٹ کر دو۔ پوری لیبارٹری مع سائنس دانوں کے ختم ہو جائے گی ورنہ مجھے احساس ہو رہا ہے کہ ہمارے گرد گھیرا ٹنگ ہوتا جا رہا ہے اور ہو سکتا ہے کہ پھر ہمیں نکلنے ہی نہ دیا جائے۔“..... ریٹا نے کہا۔

”پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ لوگ اتنی جلدی یہاں نہیں پہنچ سکتے اور اگر پہنچ بھی جائیں تو وہ اس سرگ نگ میں نہیں آ سکتے اور اگر آ بھی گئے تو انہیں آسانی سے ہلاک کیا جا سکتا ہے۔“..... جارج نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ مجھے اچانک خیال آیا ہے۔ ویری گذ۔ بھی میں لیبارٹری میں جانے والا راستہ کھولتی ہوں۔“..... ریٹا نے کہا تو جارج

نے پوچھا۔

”انچارج۔ کس کا انچارج۔ لیبارٹری کا، سیکورٹی کا یا کسی اور کا“..... سرداور نے کہا۔

”سیکورٹی انچارج کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ وہاں فوجی چھاؤنی موجود ہے جہاں سے راستہ لیبارٹری میں جاتا ہے۔ وہاں ملٹری انسپیشن کرنل شہامند کے تحت کام کر رہا ہے اور چیف نے بھی اپنے دو ایجنٹ وہاں بھیجے ہوئے ہیں لیکن یہ سب لیبارٹری کے باہر فوجی چھاؤنی میں موجود ہیں جبکہ اب چیف کو اطلاع ملی ہے کہ ایکریمین ایجنٹ عقبی طرف سے کسی خفیہ راستے کے ذریعے لیبارٹری میں داخل ہونے والے ہیں۔ اگر یہ ایجنٹ ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو وہ وہاں موجود تمام سائنس دانوں کو بھی ہلاک کر دیں گے اور وہاں سے فارمولہ بھی لے اڑیں گے اور ہو سکتا ہے کہ پوری لیبارٹری کو ہی تباہ کر دیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ سیکرٹ سروس کے ایجنٹوں کو وہاں لیبارٹری کے اندر پہنچا دیا جائے جہاں سے ان ایجنٹوں کے لیبارٹری میں داخلے کی اطلاع ملی ہے۔“..... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”لیبارٹری انچارج ڈاکٹر گلزار ہیں لیکن وہ بزرگ آدمی ہیں۔ پاکیشیا کے چند قابل ترین سائنس دانوں میں سے ایک ہیں۔ میں انہیں فون کر کے تمہارے بارے میں بتا دیتا ہوں۔ تم ان سے براہ راست بات کر لیما۔ امید ہے وہ تمہارے ساتھ پوری طرح تعاون کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

عمران رانا ہاؤس پہنچتے ہی فون والے کمرے میں چلا گیا۔ اس نے ٹائیگر کو باہر رکنے کا کہہ دیا تھا اس لئے ٹائیگر ایک اور کمرے میں چلا گیا تھا جبکہ روٹن کے مطابق جوزف کمرے کے دروازے کے باہر موجود تھا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”داور بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“۔

عمران نے کہا لیکن اس کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

”خیریت۔ تم سنجیدہ ہو“..... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ بتائیں کہ راج گڑھ لیبارٹری کا انچارج کون ہے“۔ عمران

کریں گے۔ سرداور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے ان کا براہ راست فون نمبر بھی بتا دیا۔

”شکریہ۔“ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ کے انتظار کے بعد اس نے رسیور اٹھایا اور سرداور کے بتائے ہوئے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔

”ڈاکٹر گلزار بول رہا ہوں۔“ رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ کی تھرہ راہٹ بتا رہی تھی کہ وہ بزرگ آدمی ہیں۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“ سرداور نے میرے بارے میں آپ کو فون کیا ہو گا۔“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ انہوں نے ابھی فون کیا ہے لیکن انہوں نے تو بتایا ہے کہ آپ کا تعلق سیکرٹ سروس کے چیف سے ہے جبکہ آپ جو اپنی ڈگریاں بتا رہے ہیں ان کے مطابق تو آپ ڈاکٹر آف سائنس ہیں اور وہ بھی آکسفورڈ یونیورسٹی سے۔ کیا سیکرٹ سروس نے سائنس دانوں کو ملازم رکھنا شروع کر دیا ہے۔“ ڈاکٹر گلزار نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

میں تو سائنس کا طالب علم ہوں ڈاکٹر صاحب۔ میں کیسے سائنس دان کہلو سکتا ہوں اور سیکرٹ سروس میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ موجودہ دور میں جبکہ سائنس جرام میں بھی کھل کر

استعمال ہونے لگی ہے۔ اب سائنس دانوں کی بھی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ بہر حال اس بارے میں بات بعد میں ہو گی۔ اہم ترین مسئلہ یہ ہے کہ ایکریمیا کی ایک ایجنٹی کراوز کے دو ایجنٹ جو ایک مرد اور ایک عورت پر مشتمل ہیں اس لیبارٹری میں میزائل اپ ڈائٹ کا فارمولہ حاصل کرنے اور لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے یہاں کام کر رہے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کی اس لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات شاندار ہیں اور لیبارٹری کا راستہ آپ اندر سے ہی کھول اور بند کر سکتے ہیں اور یہ راستہ فوجی چھاؤنی سے کھلتا ہے جہاں ملٹری ائیلی جنس کا ایک سیکشن موجود ہے اور وہاں سیکرٹ سروس کے دو ایجنٹ بھی موجود ہیں اور ایک راستہ جو راج گڑھ جنگل میں کھلتا تھا اسے بھی گلڈ سٹون سے بند کر دیا گیا ہے اور وہاں بھی ملٹری ائیلی جنس کے کمپ موجود ہیں لیکن جو مصدقہ اطلاع ملی ہے کہ ان ایجنٹوں کو ایک ایسی قدیم دور کی سرگنگ کا پتہ چلا ہے جو عقبی طرف ملحقة علاقہ چتوڑ گڑھ سے شروع ہو کر آپ کی لیبارٹری تک پہنچتی ہے اور جس کمرے میں آپ نے کاٹھ کباز جمع کر رکھا ہے، وہاں جان لگتی ہے اور یہ دونوں ایکریمیں ایجنٹ اس وقت چتوڑ گڑھ پہنچ چکے ہیں۔ ہمیں دارالحکومت سے چتوڑ گڑھ پہنچ میں کافی وقت لگ جائے گا اس لئے آپ فوجی چھاؤنی میں موجود سیکرٹ سروس کے دونوں ایجنٹوں کو اس کاٹھ کباز والے کمرے تک پہنچا دیں۔ وہ خود ہی ان ایکریمیں ایجنٹوں کو سنبھال لیں گے۔“ عمران

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

نے کہا۔

”آپ کی اور آپ کے چیف کی اطلاع درست ہو گی لیکن آپ کو اور آپ کے چیف کو یہ معلوم نہیں ہے کہ ہم نے لیبارٹری کے اندر بھی انتہائی جدید حفاظتی انتظامات کئے ہوئے ہیں اور یہ تمام نظام کمپیوٹرائزڈ ہے۔ لیبارٹری کے اندر کوئی غیر متعلقہ آدمی اول تو داخل ہی نہیں ہو سکتا اگر وہ کسی بھی خفیہ راستے سے داخل ہو گا تو اس پر خود بخود ریز فائر ہو جائیں گی اور وہ ہلاک ہو جائے گا اور دوسری بات یہ کہ اس وقت فارمولے پر جس انداز میں کام ہو رہا ہے اور آپ سائنس دان ہیں اور آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس وقت کام انتہائی نازک موڑ پر ہے۔ معمولی سی گڑبڑ سے سب کچھ ختم ہو سکتا ہے اس لئے میں کسی اجنبی کو کسی صورت لیبارٹری کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دے سکتا ورنہ لیبارٹری خود بخود تباہ بھی ہو سکتی ہے اور تیسرا اور آخری بات یہ کہ ہماری لیبارٹری میں ایسا کوئی کمرہ نہیں ہے جہاں ہم نے کاٹھ کباڑ رکھا ہوا ہو۔ یہ ایک اہم لیبارٹری ہے اور یہاں کاٹھ کباڑ کے لئے سورج بھی نہیں بنایا جا سکتا لئے آئیں ایم سوری۔ آپ ان ایجنٹوں کو باہر ہی پکڑیں۔ یہ بات میں پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ یہ ایجنٹ اندر داخل نہ ہو سکیں گے اور اگر ہو بھی گئے تو ہلاک ہو جائیں گے۔ اس نازک وقت میں کسی اجنبی کو کسی بھی صورت لیبارٹری میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ شکریہ۔“..... دوسری طرف سے مسلسل بولتے ہوئے کہا

گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور رسپور رکھ دیا۔ ڈاکٹر گلزار نے یہ کہہ کر کہ ایسا کوئی کمرہ نہیں ہے جس میں کاٹھ کباڑ ہو اسے بے حد حوصلہ دیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ کاشو نے رانا ہاشم سے بھی جھوٹ بولا تھا یا پھر وہ سرگ ک اس لیبارٹری میں نہیں بلکہ کہیں اور جانکھتی تھی۔ دوسری بات یہ کہ لیبارٹری کے اندر مکمل حفاظتی انتظامات کئے گئے تھے اور یہ تمام انتظامات کمپیوٹرائزڈ تھے اور وہ کمپیوٹرائزڈ انتظامات کی پیچیدگیوں کو بھی اچھی طرح سمجھتا تھا کہ کسی اجنبی کو اندر لے جانے سے پہلے اس کا مکمل ڈیٹا، اس کے جسمانی نشانات کی تفصیلات کمپیوٹر میں فیڈ کرنا ہوتی ہیں اس لئے فوری طور پر ایسا ممکن ہی نہ تھا۔ بہر حال ڈاکٹر گلزار سے بات کر کے اسے خاصاً اطمینان ہو گیا تھا کہ کراوز ایجنٹس اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔

”جوزف۔۔۔۔۔ عمران نے دروازے کے باہر موجود جوزف کو آواز دی۔

”لیں بس۔۔۔۔۔ جوزف نے فوراً کمرے میں داخل ہوتے اس لئے آئیں ایم سوری۔ آپ ان ایجنٹوں کو باہر ہی پکڑیں۔ یہ بات

”ٹائیگر کو بلاو۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”لیں بس۔۔۔۔۔ جوزف نے جواب دیا اور تیزی سے مذکور کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر اندر داخل ہوا تو اس نے عمران کو سلام کیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

مہمان دارالحکومت سے یہاں چتوڑ گڑھ حولی میں آئے ہوئے ہیں۔ ایک مرد اور ایک عورت۔ ان سے میری بات کرو۔ عمران نے لمحہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

”وہ تو ابھی کاشو کے ساتھ جیپ میں بینخ کر چلے گئے ہیں۔“  
دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کہاں گئے ہیں۔“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔  
”یہ تو معلوم نہیں جناب۔ بہر حال وہ یہاں موجود نہیں ہیں۔“  
دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کتنی دیر ہوئی ہے انہیں گئے ہوئے۔“..... عمران نے پوچھا۔  
”جی دس پندرہ منٹ ہوئے ہوں گے۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ٹھیک ہے۔“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔  
”تمہاری بات درست ثابت ہوئی ہے۔ وہاں یقیناً کوئی ایسی اطلاع پہنچی ہے کہ انہوں نے رات کا انتظار چھوڑ کر فوری کارروائی شروع کر دی ہے۔ گوئی یقین ہے کہ وہ لیبارٹری میں داخل نہ ہو سکیں گے اور اگر ہو بھی گئے تو ہلاک ہو جائیں گے لیکن ہمارا وہاں فوری طور پر پہنچنا ضروری ہے۔ ہمیں یہی کا پڑھاصل کرنا ہو گا۔“  
عمران نے کہا۔

”باس۔ یہی کا پڑھ کی آواز چتوڑ گڑھ میں سن کر وہ لوگ ہوشیار ہو جائیں گے۔ یہاں سے چتوڑ گڑھ کے لئے چھوٹے طیارے میں دارالحکومت سے رانا اکمل بول رہا ہوں۔ رانا ہاشم کے

”بیٹھو ٹائیگر۔“..... عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر ٹائیگر کے بیٹھنے پر اس نے سرداور کے ذریعے ڈاکٹر گلزار سے ہونے والی تمام بات چیت دوہرا دی۔

”لیں باس۔ ڈاکٹر گلزار درست کہہ رہے ہوں گے کہ وہاں فوری طور پر کسی اجنبی کا داخل ہونا تقریباً ناممکن ہے لیکن ان ایجنٹوں کو کور کرنے کے لئے تو ہمیں وہاں جانا ہی ہو گا۔“..... ٹائیگر نے کہا۔  
”ہاں۔ لیبارٹری کی طرف سے تو مجھے اطمینان ہو گیا ہے لیکن ہمیں بہر حال وہاں پہنچنا ہے۔ یہ لوگ رات کو لیبارٹری میں جانے کی کوشش کریں گے۔ تب تک یہ چتوڑ گڑھ میں رانا ہاشم کی حولی میں رہیں گے اور ہم وہاں جا کر آسانی سے انہیں کور کر سکتے ہیں۔“  
عمران نے کہا۔

”باس۔ رانا ہاشم کی ہلاکت کی خبر چتوڑ گڑھ پہنچ گئی تو ہو سکتا ہے کہ یہ ایجنت رات کا انتظار نہ کریں۔“..... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار چوک پڑا۔  
”اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ہمیں فوری وہاں پہنچنا چاہئے۔  
اوہ۔ میں معلوم کر رہا ہوں۔“..... عمران نے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”حوالی رانا ہاشم چتوڑ گڑھ۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔  
”میں دارالحکومت سے رانا اکمل بول رہا ہوں۔ رانا ہاشم کے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

چارڑڈ کرائے جا سکتے ہیں۔ وہاں ایک چھوٹا سا ائیر پورٹ ہے اور سیاح وہاں ان چارڑڈ طیاروں سے آتے جاتے ہیں۔..... نائیگر نے کہا۔

”یہاں ائیر پورٹ سے طیارے چارڑڈ کرائے جاتے ہیں یا کسی اور جگہ سے۔..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”اییر پورٹ سے بس۔ آپ ابھی چلیں۔ وہاں سے آسانی سے طیارہ مل جائے گا اور ہم دو گھنٹوں میں چتوڑ گڑھ پہنچ جائیں گے۔..... نائیگر نے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ آؤ چلیں۔..... عمران نے کہا اور انھوں کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی نائیگر بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ دونوں بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

جارج اور ریٹا تیزی سے راہداری میں آگے بڑھے چلے جا رہے تھے کہ اچانک وہ دونوں رک گئے کیونکہ سامنے ایک فولادی بند دروازہ تھا جس پر سرخ رنگ کی آڑھی ترجیحی لہریں اس طرح دوڑ رہی تھیں کہ پورا دروازہ ان لہروں کی زد میں تھا۔

”اوہ۔ ٹارک ریز۔ اس قدر جدید ریز۔..... جارج نے بڑھاتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اس لیبارٹری میں انتہائی جدید حفاظتی انتظامات موجود ہیں۔..... ریٹا نے کہا۔

”ہاں۔ اور ٹارک ریز کمپیوٹر کے ذریعے کام کرتی ہیں اور ٹارک ریز کی یہاں موجودگی بتا رہی ہے کہ اس پوری لیبارٹری کو کمپیوٹر کنٹرول میں دیا گیا ہے۔..... جارج نے کہا۔

”تو پھر اس کا کیا حل ہے۔..... ریٹا نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”اس کا حل الیون ہندڑڈ زیرو ایٹ ہے اور وہ میرے پاس موجود ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں مشن پر جانے سے پہلے ہر قسم کی صورت حال کو نظر میں رکھ کر کام کرتا ہوں“..... جارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ دیری گذ۔ تمہاری کامیابی کا گراف اسی لئے تو آسمان پر ہے“..... ریٹا نے مرت بھرے لبھے میں کہا اور جارج نے اپنے کوٹ کی اندر ونی جیب سے ایک لفافہ نکالا۔ اس لفافے کو کھول کر اس نے اس کے اندر موجود کالے رنگ کا ایک چھوٹا سا آلہ نکالا اور اس کا ایک بٹن پر لیں کیا تو اس آلے پر سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا بلب جل اٹھا۔ جارج نے آگے بڑھ کر یہ آله ان ٹارک ریز کے قریب کر کے اس نے ایک اور بٹن پر لیں کر دیا تو سرخ رنگ کا بلب سبز رنگ میں تبدیل ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی دروازے پر دوڑنے والی سرخ رنگ کی لہریں یکخت غائب ہو گئیں۔

”کیا ہمیں ہر قدم پر یہ کام کرنا ہو گا“..... ریٹا نے کہا۔

”نہیں۔ الیون ہندڑڈ زیرو ریز نے میں کمپیوٹر کا یہ شعبہ آف کر دیا ہے۔ اب پوری لیبارٹری میں جو بھی سائنسی حفاظتی انتظامات ہوں گے وہ سب آف ہو گئے ہیں اور اب انہیں دوبارہ کسی صورت آن نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ الیون ہندڑڈ ریز سے زیادہ پاور فل کمپیوٹر یہاں نصب نہ کریں اس لئے اب یہ لیبارٹری ہم پر مکمل طور پر اوپن ہو چکی ہے۔ البتہ ایک بات ہے اور اس کا تم نے بھی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

خیال رکھنا ہے“..... جارج نے کہا تو ریٹا بے اختیار چونک پڑی۔ ”وہ کیا“..... ریٹا نے چونک کر کہا۔

”الیون ہندڑڈ زیرو ریز لیبارٹری میں پہلی ہوئی ہوں گی اس لئے اب لیبارٹری کے اندر کوئی بارودی یا شعاعی اسلحہ کام نہیں کرے گا اس لئے ہمیں کسی بھی رکاوٹ میں خخبر یا ہاتھ استعمال کرنے ہوں گے۔ ویسے یہ سائنس دان ہی ہوں گے۔ فیلڈ کے لوگ نہیں ہوں گے اس لئے آسانی سے ان کی گرد نہیں توڑی جا سکتی ہیں“۔ جارج نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گئی ہوں لیکن نجانے یہاں ان کی تعداد کتنی ہو گی“..... ریٹا نے کہا۔

”ہماری اولین کوشش یہی ہو گی کہ ہم کم سے کم افراد کا خاتمه کریں کیونکہ میگا بم جب فائر ہو گا تو نہ یہ لیبارٹری رہے گی اور نہ ہی اس میں موجود سائنس دان۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ فوجی چھاؤنی بھی ساتھ ہی اڑ جائے اس لئے اب اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ہمارے ہاتھوں کتنے مرتبے ہیں اور کتنے نہیں“..... جارج نے کہا۔

”لیکن ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ اندر بارودی یا شعاعی ہتھیار کام نہیں کریں گے۔ پھر“..... ریٹا نے قدرے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”ہم واپسی پر میگا بم پتی یہیں رکھ دیں گے۔ یہاں جب یہ

چلی دراز کو کھولتے ہی اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی کیونکہ جارج نے کہا تو ریٹا نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

”اب بہت محتاط رہنا“..... جارج نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے فولادی دروازے پر لگے ہوئے فولادی چکر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اینٹی کلائ گھمایا تو ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی دروازہ کھلتا چلا گیا۔ دروازے کی دوسری طرف ایک راہداری تھی۔ جارج نے دروازہ اندر سے بند کیا اور پھر وہ راہداری میں محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ راہداری میں کمروں کے دروازے تھے لیکن یہ سب دروازے بند تھے۔ اچانک ایک دروازے کے سامنے وہ رک گیا۔ اس دروازے کی سائیڈ میں ایک پلیٹ پر ڈاکٹر گلزار کا نام اور ڈگریاں درج تھیں۔ جارج نے آہستہ سے دروازے کو دبایا تو دروازہ لاکٹ نہ تھا اور وہ کھلتا چلا گیا۔ کمرہ خاصا بڑا تھا اور آفس کے انداز میں سجا یا گیا تھا۔

”میں چیک کرتا ہوں۔ یہ لیبارٹری کے انچارج کا آفس ہے۔ شاید فارمولہ یہاں موجود ہو“..... جارج نے باہر نکل کر آہستہ سے کہا میں سر ہلا دیا۔ جارج آفس میں داخل ہو گیا جبکہ ریٹا وہیں کھڑی رہی تاکہ اگر اس دوران کوئی آجائے تو اسے روکا جاسکے۔ جارج نے ایک الماری کھول کر چیک کرنا شروع کر دیا لیکن الماری میں اسے میزائل اپ ڈیٹ کے فارمولے کی فائل نہ ملی اور اس نے آفس ٹیبل کی درازیں چیک کرنا شروع کر دیں اور پھر سب سے

پتی فائر ہو گی تو پوری لیبارٹری کو پوری پہاڑی سمیت اڑا دے گی۔“

”اب بہت محتاط رہنا“..... جارج نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے فولادی دروازے پر لگے ہوئے فولادی چکر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اینٹی کلائ گھما یا تو ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی دروازہ کھلتا چلا گیا۔ دروازے کی دوسری طرف ایک راہداری تھی۔ جارج نے دروازہ اندر سے بند کیا اور پھر وہ راہداری میں محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ راہداری میں کمروں کے دروازے تھے لیکن یہ سب دروازے بند تھے۔ اچانک ایک دروازے کے سامنے وہ رک گیا۔ اس دروازے کی سائیڈ میں ایک پلیٹ پر ڈاکٹر گلزار کا نام اور ڈگریاں درج تھیں۔ جارج نے آہستہ سے دروازے کو دبایا تو دروازہ لاکٹ نہ تھا اور وہ کھلتا چلا گیا۔ کمرہ خاصا بڑا تھا اور آفس کے انداز میں سجا یا گیا تھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

سما پیکٹ نکالا۔ اس میں سے سرخ رنگ کی پتی نکالی جو میگا بم تھا۔  
جارج نے اس کے اوپر موجود ایک چھوٹے سے بٹن کو پر لیں کر دیا  
تو وہ جگہ جہاں اس نے دباؤ ڈالا تھا چمکدار ہو گئی۔ جارج نے  
بڑے محتاط انداز میں یہ پتی ایک پھر کی اوٹ میں اس طرح رکھ دی  
کہ سرسری انداز میں نظر نہ آ سکے۔  
”یہاں واٹر لیس ریز پہنچ جائیں گی کیونکہ یہ جگہ بند ہے۔“ - ریٹا  
نے کہا۔

”واٹر لیس ریز پاتال میں بھی پہنچ جاتی ہیں،“..... جارج نے  
اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے واپس مڑ گئے۔ پھر اس  
کرے میں جہاں پرانی لکڑی کی چیزیں پڑی تھیں پہنچ کر جارج  
نے وہ چٹان دوبارہ برابر کر دی اور اس کے بعد وہ باہر جانے والی  
سرنگ میں داخل ہو گئے اور ایک بار پھر وہاں کی چٹان کو بھی بند کر  
دیا۔ اس کے بعد جارج نے جیپ سے ٹارچ نکالی اور پھر وہ واپسی  
کا سفر طے کرنے لگے۔

”مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا جارج کہ ہم مشن مکمل کر کے واپس  
جارہ ہے ہیں۔ کوئی مقابل ہی نہیں آیا،“..... ریٹا نے حیرت بھرے  
لہجے میں کہا۔

”یہ واقعی ہماری خوش قسمتی ہے ورنہ یہ لوگ تو ہمارے نقش قدم  
پر چلتے ہوئے آ رہے تھے،“..... جارج نے کہا۔ تو ریٹا نے اثبات  
میں سر ہلا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں انہیں

رینگ کر باہر جانا تھا اور تھوڑی سی کوشش کے بعد جارج رینگتا ہوا  
چٹانوں کے درمیان موجود سوراخ میں سے باہر آ گیا۔ اس کے  
پیچھے ریٹا بھی باہر آ گئی اور زور زور سے سانس لینے لگی۔  
”آؤ،“..... جارج نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا اور پھر  
وہ دونوں اس جھاڑی کے قریب سے گزرے جہاں کاشو کی لاش  
پڑی ہوئی تھی۔ جارج اور ریٹا دونوں اسے حفارت بھری نظروں سے  
دیکھتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے اور پھر وہ اس جگہ پہنچ گئے  
جہاں جیپ موجود تھی۔ جارج ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ ریٹا  
سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گئی۔

”نقشہ نکالو تاکہ ایئر پورٹ کا راستہ سمجھ لیں،“..... جارج نے کہا  
تو ریٹا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ڈیش بورڈ کھولا اور اس میں  
رکھا ہوا تھہ شدہ نقشہ نکال کر ڈیش بورڈ بند کر دیا اور نقشے کو کھول کر  
ریٹا اپنے اور جارج کے درمیان رکھ کر اس پر جھک گئی۔ جارج نے  
بھی جھک کر اسے دیکھا اور پھر انہوں نے اس جگہ کو نقشے میں  
مارک کر لیا جہاں وہ اس وقت موجود تھے اور پھر انہوں نے مل کر  
نقشے میں ایئر پورٹ کو تلاش کیا اور پھر وہاں تک پہنچنے والی سڑکیں  
چیک کرنا شروع کر دیں۔ کافی دیر تک چیکنگ کرنے کے بعد جب  
جارج کو یقین ہو گیا کہ اسے ایئر پورٹ کا راستہ اچھی طرح یاد ہو  
گیا ہے تو وہ سیدھا ہوا اور پھر اس نے جیپ کو آگے بڑھا دیا جبکہ  
ریٹا نے نقشہ بند کر کے اسے واپس ڈیش بورڈ میں رکھ دیا۔ پھر

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
C  
O  
M

”آپ ڈالروں میں بتائیں“..... جارج نے کہا تو بکنگ آفیسر نے ڈالروں میں رقم بتا دی اور جارج نے جیب سے چیک بک نکال کر ایک چیک پر رقم لکھی اور پھر دستخط کر کے اس نے چیک کو چیک بک سے علیحدہ کیا اور پھر اسے بکنگ آفیسر کی طرف بڑھا دیا۔ بکنگ آفیسر نے چیک کو غور سے دیکھا اور پھر اسے دراز میں رکھ کر اس نے سامنے موجود رجسٹر میں اندر اجات کرنے شروع کر دیئے۔

”آپ کے نام کیا ہیں“..... بکنگ آفیسر نے کہا۔

”میرا نام رو بزر ہے اور یہ میری ساٹھی ہے مس ڈوگی“..... جارج نے کہا تو بکنگ آفیسر نے ایک بار پھر انہیں حیرت بھری نظروں سے دیکھا کیونکہ وہ مقامی میک اپ میں تھے لیکن پھر اس نے نظریں جھکا لیں اور رجسٹر پر اندر اجات کر کے اس نے رقم کی رسید کاٹی اور رسید ان کی طرف بڑھا دی۔

”ایک گھنٹے بعد آپ کو فلاٹ تیار ملے گی“..... بکنگ آفیسر نے کہا۔

”تحمینک یو۔ اب بتا دیں کہ ریسٹوران کدھر ہے“..... جارج نے کہا تو بکنگ آفیسر نے اشارے سے انہیں بتا دیا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں ایئر پورٹ کی نسبت سے چھوٹے سے ریسٹوران میں لیتے ہیں۔ کتنی رقم دینا ہو گی لیکن میرے پاس تو گاریفڈ چیک ہے“..... جارج نے کہا تو بکنگ آفیسر نے چیک لینے کا اقرار کر لیا اور رقم بتا دی۔

”وہ میگا بم کب فائر کرو گے“..... ریٹھا نے کہا۔

تقریباً ایک ڈیڑھ گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد اور کئی جگہوں سے لوگوں سے پوچھنے کے بعد بہر حال وہ ایئر پورٹ پہنچ گئے۔ یہ چھوٹا سا ایئر پورٹ تھا جہاں صرف چھوٹے طیارے ہی اتر سکتے تھے۔ ایسے چھوٹے طیارے جن میں زیادہ سے زیادہ چھے افراد بیٹھ سکتے تھے۔ جارج نے جیپ کو پارکنگ میں روکا اور پھر جیپ سے نیچے تیز تیز قدم اٹھاتے ایئر پورٹ کے آفس کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ایک ونڈو پر چارڑہ طیاروں کی بکنگ کا بورڈ موجود تھا اور ایک باوردی آدمی وہاں موجود تھا۔

”ہمیں دارالحکومت کے لئے طیارہ چارڑہ کرانا ہے“..... جارج نے کہا۔

”لیں سر۔ ابھی ایک طیارہ دارالحکومت سے یہاں پہنچا ہے۔ وہ آپ بک کر سکتے ہیں لیکن آپ کو ایک گھنٹہ انتظار کرنا پڑے گا تاکہ اس کا فیول فل کیا جاسکے اور اس کی صفائی اور چینگ وغیرہ کی جاسکے“..... بکنگ ونڈو پر موجود آدمی نے موڈبانہ لجھے میں جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ یہاں ریسٹوران تو ہو گا۔ ہم وہاں ایک گھنٹہ گزار لیتے ہیں۔ کتنی رقم دینا ہو گی لیکن میرے پاس تو گاریفڈ چیک ہے“..... جارج نے کہا تو بکنگ آفیسر نے چیک لینے کا اقرار کر لیا اور رقم بتا دی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”ابھی کرتے ہیں“..... جارج نے مسکراتے ہوئے کہا اور کوٹ کی اندر ونی جیب سے واپس ڈی چارجر نکال لیا۔  
”کاش۔ یہاں ہم اس پہاڑی کے پہنچنے کا نظارہ بھی کر سکتے۔“  
ریٹا نے کہا۔

”ہاں۔ اگر ایسا ہو جاتا تو زیادہ لطف آتا“..... جارج نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔  
”وس کلومیٹر کی رینچ سے باہر تو نہیں پہنچ گئے“..... ریٹا نے ایک خیال کے آتے ہی پوچھا۔

”رینچ میں ہیں۔ دیکھو یہ سرخ بلب جل اٹھا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ رینچ درست ہے“..... جارج نے ریٹا کو ڈی چارجر دکھاتے ہوئے کہا اور پھر جارج نے جیسے ہی ہاتھ واپس کیا تاکہ دوسرا بٹن پر لیں کرے اچانک کسی نے اس کے ہاتھ پر جھپٹنا مارا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ سے ڈی چارجر غائب ہو چکا تھا اور وہ بے اختیار بوکھلانے ہوئے انداز میں ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا لیکن دوسرے لمحے اس کا ذہن اس قدر تیزی سے تاریک پڑ گیا جیسے کیمرے کا شتر بند ہوتا ہے اور اس کے تمام احساسات اس تاریکی میں جیسے ڈوبتے چلے گئے۔

چھوٹے طیارے نے جیسے ہی چتوڑ گڑھ کے چھوٹے ایئر پورٹ پر لینڈ کیا وہ ٹیکسی کرتا ہوا ایئر پورٹ کی عمارت کے قریب آ کر ک گیا۔ طیارے میں صرف عمران اور نائیگر ہی تھے اور وہ دار الحکومت سے طیارہ چارڑ کرا کر یہاں آئے تھے۔ طیارے سے نیچے اتر کر وہ دونوں پیدل چلتے ہوئے عمارت میں داخل ہوئے اور پھر پلک لاونچ کی طرف بڑھنے لگے۔ ایئر پورٹ پر زیادہ افراد نہیں تھے۔ عمران ایک ونڈو کے سامنے سے گزر ا تو اس کی نظریں ونڈو کے سامنے کھڑے مرد اور اس کے قریب کھڑی عورت پر پڑیں تو اس کے قدم آہستہ ہو گئے اور اس نے نائیگر کو مخصوص اشارہ کیا تو نائیگر بھی آہستہ ہو گیا۔ عمران دو قدم ساتھا کر کر گیا تھا۔ نائیگر بھی اس کے ساتھ رک گیا تھا۔

”میرے ساتھ اس طرح بتیں کرو جیسے تم کسی اہم موضوع پر

”لیں سر۔ حکم سر۔ ہم تو خادم ہیں سر۔“..... مینجر نے قدرے میں کہا تو ٹائیگر نے واقعی اس طرح بولنا شروع کر دیا جیسے وہ عمران کو کوئی خاص پوابند سمجھانے کی کوشش کر رہا ہو لیکن عمران کے کان اپنے عقب میں کھڑے مرد اور عورت کی باتوں پر لگے ہوئے تھے۔ مارڈ ہی بول رہا تھا جبکہ عورت خاموش کھڑی تھی۔ وہ طیارہ چارٹرڈ کرار ہے تھے۔ پھر عمران نے مرد کو ڈالروں میں کرایہ بتانے اور گارینٹی چیک دیئے جانے کی بات بھی سن لی۔ آخر میں مرد نے اپنا نام روبرز اور عورت کا نام مس ڈوگی بتایا اور پھر اس مرد نے ریستوران کے بارے میں پوچھا۔

”گھبرا نے کی ضرورت نہیں ہے لیکن تمہیں ہمارے ساتھ تعاون کرنا پڑے گا ورنہ تمہیں بھی ہیڈ کوارٹر لے جا کر تھرڈ ڈگری کے عمل سے گزارا جاسکتا ہے۔“..... عمران نے سرد لبجھے میں کہا۔

”جناب۔ ہم حکومت کے خادم ہیں۔ آپ حکم فرمائیں۔“ - مینجر نے کانپتے ہوئے لبجھے میں کہا۔ ظاہر ہے تھرڈ ڈگری کے بارے میں وہ کافی کچھ جانتا تھا۔

”تمہارے ریستوران میں ایک جوڑا آ رہا ہے۔ یہ جوڑا دشمن ایجنت ہیں اور ہم نے انہیں فوری بے ہوش کرنا ہے اور بے ہوش کر کے ہم انہیں تمہارے کمرے میں لے آئیں گے۔ تم اپنے دونوں دیہیز کو بلا کر سمجھا دو۔ اگر تعاون کرو گے تو سیف رہو گے ورنہ۔“..... عمران نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا تھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

مجھے سمجھانے کی کوشش کر رہے ہو۔..... عمران نے سرگوشیاں انداز میں کہا تو ٹائیگر نے واقعی اس طرح بولنا شروع کر دیا جیسے وہ عمران کو کوئی خاص پوابند سمجھانے کی کوشش کر رہا ہو لیکن عمران کے کان اپنے عقب میں کھڑے مرد اور عورت کی باتوں پر لگے ہوئے تھے۔ مارڈ ہی بول رہا تھا جبکہ عورت خاموش کھڑی تھی۔ وہ طیارہ چارٹرڈ کرار ہے تھے۔ پھر عمران نے مرد کو ڈالروں میں کرایہ بتانے اور گارینٹی چیک دیئے جانے کی بات بھی سن لی۔ آخر میں مرد نے اپنا نام روبرز اور عورت کا نام مس ڈوگی بتایا اور پھر اس مرد نے ریستوران کے بارے میں پوچھا۔

”آؤ۔ ریستوران میں چلتے ہیں۔“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ڈرائیور کو نے میں موجود ریستوران کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر اس کے پیچھے تھا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں ریستوران میں داخل ہو گئے۔ عمران نے ٹائیگر کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود وہ مینجر کے آفس کی طرف بڑھ گیا جو سامنے تھا۔ عمران نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ میز کے پیچھے بیٹھا ہوا آدمی اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

”جی صاحب۔ حکم۔“..... مینجر نے موڈبانہ لبجھے میں کہا تو عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک کارڈ نکال کر مینجر کے سامنے رکھ دیا۔ مینجر نے ایک نظر کارڈ پر ڈالی تو اس کا چہرہ یکخت زرد پڑ گیا اور اس کا ہاتھ جس میں اس نے کارڈ پکڑا ہوا تھا کاپنے لگ گیا۔

”لیں سر۔ ہم آپ سے مکمل تعاون کریں گے۔“..... مینجر نے کہا تو عمران نے جیب سے گیس پسل نکالا اور اس کا میگزین کھول کر اس نے اس میں سے دو کپسول نکالے اور پھر مینجر سے کاغذ لے کر اس نے ان دونوں کپسولوں کو کھول کر ان میں بھرا ہوا سفید رنگ کا پاؤڈر نکال کر کاغذ پر ڈالا اور پھر اس نے کاغذ کی پڑیا سی بنالی۔ اس دوران اس نے سانس روک رکھا تھا جبکہ مینجر باہر اپنے دیڑز کو معاملات سمجھانے چلا گیا تھا۔ دونوں پڑیاں جیب میں ڈال کر عمران آفس سے باہر آیا تو وہ جوڑا ایک ٹیبل کے گرد بیٹھے چکا تھا جبکہ ٹائیگر ان کے پیچھے والی میز پر بیٹھا ہوا تھا۔ ایک دیڑان سے آرڈر لے کر واپس آ رہا تھا۔

”اوکے۔“..... عمران نے باہر موجود مینجر کے قریب سے گزرتے ہوئے کہا۔

”لیں سر۔ آپ بے فکر ہو کر کارروائی کریں۔ آل از اوکے۔“..... مینجر نے آہستہ سے کہا تو عمران نے جیب میں موجود دونوں کاغذ کی بنی ہوئی پڑیاں دبائیں اور پھر ہاتھ باہر نکال لیا۔ وہ اب ٹیبل کے قریب سے گزر رہا تھا جس پر روبرز اور ڈوگی بیٹھے ہوئے تھے اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے روبرز کے ہاتھ میں ایک میگا بم ڈی چارجر دیکھا۔ اس کا سرخ بلب جل رہا تھا اور وہ ڈوگی کو دکھا رہا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ دوسرا بیٹھن دباتا عمران کا ہاتھ بھلی کی سی تیزی سے بڑھا اور دوسرے لمحے اس نے روبرز سے ڈی

چارجر چھین لیا۔ روبرز ایک جھٹکے سے اٹھا ہی تھا کہ عمران نے دوسرے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کاغذ کی پڑیوں کو زور سے کھینچا اور گھما کر روبرز کی ناک پر مار دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ بھلی کی سی تیزی سے گھوما اور اٹھ کر کھڑی ہوتی ہوئی ڈوگی کی ناک پر بھی اس کا ہاتھ پڑا جس میں وہ سفید رنگ کا پاؤڈر موجود تھا اور روبرز اور ڈوگی دونوں لہراتے ہوئے فرش پر گر گئے تو عمران نے ڈی چارجر کا ایک بیٹھن پر لیں کر کے وہ سرخ رنگ کا بلب آف کیا اور اسے جیب میں رکھ لیا جبکہ بیرونی کاؤنٹر پر کھڑے مینجر نے دیڑز کو اشارہ کیا تو دیڑز نے تیزی سے آگے بڑھ کر روبرز اور ڈوگی کو اٹھایا اور انہیں فوراً ریسٹوران سے آفس کے عقب میں موجود ایک کمرے میں فرش پر لٹا دیا۔ ٹائیگر کا چہرہ حیرت کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا۔ اسے اس سارے ڈرامے کی کوئی سمجھ ہی نہ آ رہی تھی۔ یہ تو اچھا ہوا کہ ان کے علاوہ اس وقت ریسٹوران میں اور کوئی آدمی موجود نہ تھا ورنہ اچھا خاصا ہنگامہ ہو جاتا۔

”ٹائیگر۔ جاؤ اور پارکنگ سے کوئی گاڑی لے آؤ۔ ہم نے ان دونوں کو لے جانا ہے۔ جلدی کرو۔ اس مینجر کے آفس کے عقبی دروازے کے باہر اسے روک دینا۔ یہی ہمارے مطلوبہ ایجنت ہیں،“..... عمران نے کہا تو ٹائیگر اس طرح اچھلا جیسے اس کے جسم میں لاکھوں دلخیچ کا الیکٹرک کرنٹ دوڑ گیا ہو اور پھر تھوڑی دیر بعد ٹائیگر نے ایک جیپ لا کر دروازے کے پاس روک دی تو عمران کے کہنے پر

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

میخ اور دیڑز نے دونوں بے ہوش افراد کو اٹھایا اور جیپ میں ڈال دیا۔

”صاحب۔ یہ دونوں آئے بھی اس جیپ میں تھے۔ میں نے دیکھا تھا۔“..... ایک دیڑ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اوے کے۔“..... عمران نے جیپ سے ایک بڑا نوت نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا تو دیڑ نے سلام کیا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران اور سائیڈ سیٹ پر ٹائیگر بیٹھا ہوا تھا۔ پھر وہ راستے میں حولی رانا ہاشم کا پوچھ پوچھ کر آگے بڑھتے رہے۔

”باس۔ اس حولی میں کافی لوگ ہوں گے۔ آپ ان سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہیں۔“..... ٹائیگر نے کہا۔

”ہا۔ میں اس سرنگ کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔“..... عمران نے کہا۔

”تو بس ہمیں کوئی ویران حولی تلاش کرنا ہوگی۔ یہ تربیت یافتہ ایجنت ہیں۔ آسانی سے زبان نہیں کھولیں گے۔“..... ٹائیگر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ چلو ایسے ہی سہی۔“..... عمران نے کہا اور تھوڑا سا آگے جاتے ہی اس نے جیپ کو ایک سائیڈ پر موجود ایک گھنڈر سی عمارت کے اندر مowitz گیا۔

”اس عورت کو یہیں پڑا رہنے دو اور اس مرد کو اٹھا کر اندر لے آؤ۔“..... عمران نے جیپ سے نیچے اترتے ہوئے کہا تو ٹائیگر

سر ہلاتا ہوا نیچے اترा اور اس نے عقب میں پڑے ہوئے روبرز کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور ایک قدرے درست کرے میں جا کر اس نے عمران کی ہدایت پر اسے دیوار کے ساتھ پشت لگا کر بٹھا دیا۔

”اے پکڑے رہو۔“..... عمران نے کہا اور خود اس نے جیپ سے خنجر نکالا اور خنجر کی نوک سے اس نے روبرز کی گردن کی عقبی طرف کٹ لگا دیا۔ جیسے ہی خون رنسے لگا روبرز کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے اور عمران اس کے سامنے زمین پر اکٹوں بیٹھ گیا۔

”اے پکڑے رکھنا۔ میں نے اس کے ذہن سے سب کچھ معلوم کرنا ہے ورنہ اس کے مکڑے بھی اڑا دیئے جائیں تو یہ کچھ نہیں بتائے گا۔“..... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد روبرز نے آنکھیں کھول دیں اور پھر اس نے جیسے ہی سامنے موجود عمران کو دیکھا تو اس کی نظریں عمران پر جم گئیں۔ اب اس کی پلکیں تک نہ جھپک رہی تھیں۔ اوہر عمران کی پلکیں بھی نہ جھپک رہی تھیں۔ عمران کا چہرہ تیزی سے سرخ ہوتا جا رہا تھا۔ پھر کچھ دیر بعد عمران نے ایک جھٹکے سے نظریں روبرز کے چہرے سے ہٹائیں اور آنکھیں بند کر کے ان پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ لئے جبکہ روبرز کی آنکھیں دوبارہ بند ہو گئی تھیں اور اس کا تنہ ہوا جسم بھی ایک بار پھر ڈھیلا پڑ گیا تھا۔ چند لمحوں بعد عمران نے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کر جیپ کی عقبی سیٹ پر ڈال دیا۔  
”باس۔ یہ دوبارہ خود خود کیسے بے ہوش ہو گیا؟“..... ٹائیگر نے پوچھا۔

”میں نے اسے حکم دیا تھا کہ یہ بے ہوش ہو جائے اور جب تک میں اسے حکم نہ دوں یہ ہوش میں نہ آئے“..... عمران نے جواب دیا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

چہرہ گھما�ا تو اب اس کے چہرے کا رنگ جو قندھاری انار سے بھی زیادہ سرخ ہو گیا تھا خاصی حد تک نارمل ہو گیا تھا لیکن اس کی آنکھوں میں سرخی ابھی تک موجود تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ آشوب چشم کا مریض ہو۔

”باس۔ آپ کی آنکھیں تیز سرخ ہو رہی ہیں“..... ٹائیگر نے تشویش بھرے لمحے میں کہا۔

”ہا۔ کچھ دیر تک یہ ایسے ہی رہیں گی۔ آئی ٹی ای کا یہی مسئلہ ہے کہ اس میں آنکھوں اور ذہن دونوں پر ناقابل برداشت دباو پڑتا ہے“..... عمران نے جوب دیا۔

”آئی ٹی ای۔ یہ کیا ہوتا ہے باس“..... ٹائیگر نے حرمت بھرے لمحے میں پوچھا۔

”آنیدیا ز ٹرانسفرڈ بائی آئیز“..... مطلب ہے آنکھوں کے ذریعے خیالات کی منتقلی۔ اب میں نے رو بڑ کے ذہن سے وہ سب کچھ معلوم کر لیا ہے جو یہ زندگی بھرنہ بتاتا اور اسے معلوم ہی نہیں ہو سکا“..... عمران نے سکراتے ہوئے کہا۔

”اب ان کا کیا کرنا ہے“..... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”انہیں دارالحکومت میں رانا ہاؤس لے جانا ہے۔ چلو اسے دوبارہ جیپ میں لے جا کر ڈال دو“..... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے جھک کر دوبارہ بے ہوش رو بڑ کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور باہر آ

پچھے لے جانے کی کوشش کی تاکہ کرسی کے عقب میں موجود بٹن کو پرلیں کر کے راڑز سے نجات حاصل کر سکے لیکن تھوڑی سی کوشش کے بعد اسے معلوم ہو گیا کہ کرسی کے عقب میں ایسا کوئی بٹن نہیں ہے تو اس نے سامنے دیوار پر نصب سوچ بورڈ کو نظر وہی نظروں میں چیک کرنا شروع کر دیا۔ لیکن وہاں بھی ایسے بٹن موجود نہیں تھے جن سے وہ یہ سمجھتا کہ ان راڑز کو ان بٹنوں کی مدد سے آپریٹ کیا جاتا ہے۔

اسی لمحے ریٹا کے کراہنے کی آواز سنائی دی تو اس نے گردن اس کی طرف موڑ دی اور پھر پہلی بار وہ یہ محسوس کر کے چونک پڑا کہ اس کرسی جس پر وہ بیٹھا تھا اور وہ کرسی جس پر ریٹا بیٹھی ہوئی تھی کے گرد موجود راڑز میں فرق تھا۔ ریٹا کی کرسی کے گرد موجود راڑز خاصے ٹائٹ تھے تاکہ ریٹا عورت ہونے کی وجہ سے گیپ کا فائدہ اٹھا کر راڑز کی گرفت سے نکل نہ جائے جبکہ اس کی کرسی کے راڑز اس کے جسم کی مناسبت سے ریٹا کی کرسی کے راڑز سے قدرے کھلے تھے اور یہ فرق سامنے آتے ہی اس نے بے اختیار اٹار چنگ روم میں موجود تھا اور وہ کرسی پر راڑز میں جکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ اسی لمحے اسے ریٹا کی کراہ بائیں طرف سے سنائی دی تو اس نے تیزی سے گردن موڑی تو یہ دیکھ کر ایک بار پھر چونک پڑا کہ ساتھ والی کرسی پر ریٹا بھی بیٹھی ہوئی تھی اور وہ بھی راڑز میں جکڑی ہوئی تھی اور وہ ہوش میں آنے کی کیفیت سے گزر رہی تھی۔ جارج نے ہونٹ بھینچے اور پھر اس نے اپنی دائیں ٹانگ کو حرکت دے کر

”یہ کیا مطلب۔ ہم کہاں ہیں۔ اوہ۔ اوہ۔ جارج یہ۔ یہ کیا ہے۔۔۔۔۔ یکخت ریٹا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”اوہ۔ اس قدر جدید چیز“..... ریٹا نے حیرت بھرے لجھے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جارج کوئی بات کرتا کرے کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے سوت پہنا ہوا تھا جبکہ اس کے پیچھے ایک نوجوان تھا جس کے بعد دیوقامت دو جبشی تھے جن میں سے ایک افریقی تھا جبکہ دوسرا ایکری بی۔ جارج اور ریٹا حیرت سے ان سب کو دیکھ رہے تھے۔ سوت والے آدمی کا چہرہ دیکھ کر فوراً یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کسی معصوم بچے کا چہرہ ہو جس پر اب تک زمانے کے خواست کا کوئی اثر نہ ہوا ہو۔ اس کے چہرے پر معصوم سی مسکراہٹ تھی۔ البتہ اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ ان کی کرسیوں سے کچھ فاصلے پر دو کریاں موجود تھیں۔ دونوں سوت والے ان کرسیوں پر بیٹھ گئے جبکہ دونوں دیوان کی کرسیوں کے عقب میں کھڑے ہو گئے۔

”تم دونوں کراوز کے شہرہ آفاق ایجنت ہو اور تمہاری فائلیں کارناموں سے بھری پڑی ہیں۔ تمہارے نام جارج اور ریٹا ہیں۔“ اس معصوم چہرے والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ان کے کارناموں سے خاصا مرعوب ہو گیا ہو۔

”تم کون ہو۔ ہمیں کیوں اس انداز میں جکڑا گیا ہے اور یہ کون چھٹکارا پانا ہے؟“..... اس بار ریٹا نے قدرے سنبھلے ہوئے لجھے میں کہا۔

”ایک سوال میں تین سوالات۔ بہر حال پھر بھی تعداد کم ہے۔ اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو ایک سوال میں کم از کم پندرہ سوال تو

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”ہم کسی ایجنسی کی گرفت میں ہیں،“..... جارج نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ ”لیکن کیوں۔ انہیں کس طرح یہ سب معلوم ہوا۔ ہمارا تو ان سے اب تک سرے سے دن ٹو دن ٹکراوہ ہی نہیں ہوا۔ پھر کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے؟“..... ریٹا نے انتہائی حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”کچھ نہ کچھ تو ہوا ہے،“..... جارج نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”جب ٹکراوہ ہی نہیں ہوا۔ پھر کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے؟“..... ریٹا نے انتہائی حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”میری جیب میں وہ بال پوائنٹ بھی موجود نہیں ہے جس میں فارمولہ موجود تھا اور وہ ڈی چار جر بھی اچانک چھین لیا گیا۔ نجانے یہ کس قسم کے لوگ ہیں۔ میری تو سمجھ میں نہیں آ رہا،“..... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ تو واقعی مارچنگ روم ہے اور خاصا جدید ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہم ملٹری ائمیلی جنپ کی گرفت میں ہیں۔ ہمیں ان راذز سے چھٹکارا پانا ہے،“..... اس بار ریٹا نے قدرے سنبھلے ہوئے لجھے میں کہا۔

”میں کوشش کر چکا ہوں۔ یہ ریموت کنٹرولڈ راذز ہیں،“..... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور یہ میرا اکلوتا شاگرد ٹائیگر ہے۔ ویسے اس کا نام ٹائیگر ہے ورنہ یہ اچھا ہمدرد دل رکھنے والا ہونٹ بھینچ لئے۔ اسے اس آدمی کے انداز اور گفتگو پر خاصی حیرت اور الجھن سی ہو رہی تھی۔ وہ اس انداز میں بات کر رہا تھا جیسے وہ سب پنک پر آئے ہوئے ہوں۔

”تم اپنا تعارف تو کرو“..... ریٹانے کہا۔

”تم۔ تم عمران ہو۔ کیا۔ کیا واقعی تم عمران ہو۔ وہی عمران جو سیکرٹ سروں کے لئے کام کرتا ہے۔“..... جارج کے منہ سے بے اختیار الفاظ اس طرح نکلے جیسے اس کی زبان اس کے قابو سے باہر ہو گئی ہو۔

”مجھے خوشی ہے کہ تم جیسے بڑے ایجنت بھی مجھے جیسے چھوٹے لیوں پر کام کرنے والوں کو جانتے ہیں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ مگر تم سے تو ہماری اب تک دونوں کبھی ملاقات یا تکڑاؤ ہی نہیں ہوا۔ پھر تم نے ہم پر ہاتھ کیسے ڈالا اور کیوں۔ ہم نے کیا جرم کیا ہے۔“..... ریٹانے کہا تو عمران بے اختیار نہیں پڑا۔

”جارج کی جیب میں موجود بال پوائنٹ اب میرے قبضے میں

ضرور کرتا۔ مثلاً میں کون ہوں۔ میں کیا ہوں۔ میں کیوں ہوں۔

”غیرہ وغیرہ۔“..... اس آدمی نے جواب دیا تو جارج نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اسے اس آدمی کے انداز اور گفتگو پر خاصی حیرت اور الجھن سی ہو رہی تھی۔ وہ اس انداز میں بات کر رہا تھا جیسے وہ سب پنک پر آئے ہوئے ہوں۔

”خواتین کو اپنا تعارف کرتے ہوئے بہت محاط ہونا پڑتا ہے کیونکہ خواتین جن خصوصیات کو پسند کرتی ہیں وہ میرے اندر موجود نہیں ہیں۔ مثلاً اگر میں اپنے نام سے پہلے لارڈ لگا دوں تو خواتین فوراً مرعوب ہو جاتی ہیں اور اس مرعوبیت کے عالم میں ان کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ لارڈ کے ارد گرد ہی رہیں۔ چاہے لارڈ کہلانے والا شکل و صورت میں گارڈ ہی کیوں نہ لگتا ہو۔ سیکورٹی گارڈ نہیں بلکہ ریلوے گارڈ۔“..... اس آدمی نے اسی طرح ملکے ہپکلنے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم یہ کس قسم کی باتیں کر رہے ہو۔ تم نے ہمیں کیوں جکڑ رکھا ہے۔“..... جارج نے جھلائے ہوئے لبھے میں کہا۔

”چلو تمہارے پاس وقت کی کمی ہے تو میں تعارف کر ا دیتا ہوں ورنہ میرے پاس تو وقت اس قدر وافر موجود ہے کہ میں نے وقت کی گھٹڑیاں باندھ کر سور روم میں ڈالی ہوئی ہیں اور مسلسل یہ گھٹڑیاں وجود میں آتی جا رہی ہیں۔ بہر حال میرا نام علی عمران ایم

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کہا تو سامنے بیٹھا ہوا عمران بے اختیار ہس پڑا۔

”تم نے واقعی بہترین صلاحیتوں کا استعمال کیا ہے جارج۔ تم الیون ہندڑڈ زیریز ساتھ لے گئے تھے۔ اس طرح تم نے وہاں موجود کمپیوٹر کو ناکارہ بنا دیا۔ جس وقت تم وہاں داخل ہو گئے تھے اس وقت لیبارٹری کے تمام سائنس دان ایک اہم تجربے میں وہاں سے کافی فاصلے پر موجود تجربہ گاہ میں مصروف تھے۔ تم نے کاشو سے اس سرگ کا پتہ بھی چلایا اور پھر اسے ہلاک کر کے تم اس سرگ کے ذریعے وہاں پہنچے اور تم نے اپنی ذہانت سے قدیم میکنزیم کو استعمال کرتے ہوئے راستے کھول لئے۔ پھر تمہاری خوش بختی کہ تمہیں ڈاکٹر گلزار کا آفس فوری نظر آ گیا اور تم نے آفس میں موجود فائل کی بھی کاپی کر لی اور پھر اسی راستے سے واپس آ گئے۔ البتہ تم لیبارٹری کی تباہی کے لئے ڈیوائس وہاں چھوڑ آئے اور پھر ریستوران میں بیٹھ کر تم نے اسے ڈی چارج کرنے کی کوشش کی لیکن تمہیں بروقت روک لیا گیا ورنہ واقعی لیبارٹری مکمل طور پر تباہ ہو جاتی۔“..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”یہ سب تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ تم نہ تو ہمارے ساتھ تھے اور نہ ہی ہمیں وہاں کیمرے لگے نظر آئے۔“..... جارج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہاری ساتھی عورت ریٹا بار بار ون ٹو ون ملکراوے کی بات کر رہی ہے اور اسی میں تمہارے سوال کا جواب ہے کہ میں نے جب

ہے جس میں میزائل اپ ڈیٹ فائل کی کاپی موجود تھی اور لیبارٹری کے فولادی دروازے کے باہر رکھی ہوئی میگا بم پتی بھی آف کر دی گئی ہے۔ جہاں تک ون ٹو ون ملکراوے نہ ہونے کے باوجود تم پر ہاتھ ڈالنے کی بات ہے تو تم سے بس ایک چھوٹی سی غلطی ہو گئی جس کی وجہ سے تم یہاں اس حالت میں موجود ہو ورنہ تم نے واقعی اس بار ہمیں مکمل شکست دے دی تھی،“..... عمران نے کہا۔

”غلطی۔ کون سی غلطی؟“..... جارج نے بے اختیار ہو کر پوچھا۔

”تم دونوں اسی میک اپ میں ہو جس میک اپ میں تم زانا ہاشم کی جویلی میں اس کے ملازم کاشو کے ساتھ چتوڑ گڑھ جانے کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ ہم نے رانا ہاشم سے تمہارے ہلیوں کی تفصیلات حاصل کر لی تھیں اور جب مجھے تم دونوں چتوڑ گڑھ کے ایئر پورٹ پر چارڑڈ وندو کے سامنے انہی ہلیوں میں کھڑے نظر آئے تو میں چونک پڑا۔ تمہاری بات چیت سننے پر معلوم ہوا کہ تم ایک گھنٹہ ریستوران میں بیٹھو گے۔ پھر فلاںٹ کے تیار ہونے پر دارالحکومت چلے جاؤ گے اور پھر تم نے ریستوران میں بیٹھ کر ڈی چارجر نکال کر لیبارٹری کو اڑانے کی کوشش کی تو تم پر فوری ہاتھ ڈال دیا گیا اور تمہیں بے ہوش کر کے وہاں سے دارالحکومت لاایا گیا ہے۔“..... اس بار عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہ سب غلط ہے۔ ہمارا کسی لیبارٹری سے کیا تعلق اور تم یہ الزام ہم پر کسی بھی عدالت میں ثابت نہ کر سکو گے؟“..... جارج نے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

فوراً خیال آیا کہ عمران کے دل میں یہ زم گوشہ ریٹا کی وجہ سے پیدا ہوا ہے کیونکہ ریٹا کو دیکھتے ہی مردوں کے ذہن گھوم جاتے تھے۔

”ٹھیک ہے۔ اگر تم ہم دونوں کو چھوڑ دو تو ہمارا وعدہ ہے کہ ہم دوبارہ پاکیشیا کا رخ نہیں کریں گے اور ساتھ یہ بھی کہ ریٹا تمہارے ساتھ ایک ہفتہ رہنے کے لئے بھی تیار ہے۔ کیوں ریٹا؟“..... جارج نے کہا۔

”ہا۔ عمران کی شخصیت مجھے بھی بے حد پسند آئی ہے۔“ - ریٹا نے جارج کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر۔ جو کچھ یہ جارج اور ریٹا کہہ رہے ہیں تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے؟“..... عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”باس۔ یہ بدکردار لوگ دوسروں کو بھی اپنی طرح بدکردار سمجھتے ہیں۔ آپ انہیں معاف کر کے سب کے ساتھ ظلم کریں گے۔“ - ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم دونوں نے سن لیا ٹائیگر کا جواب۔ اب مجبوری ہے۔ میں تمہیں واقعی زندہ واپس بھجوانے کا سوچ رہا تھا کیونکہ تم نے کوشش ضرور کی تھی جو ایجنسٹ کے طور پر تمہارا حق تھا۔ بہر حال میرے ملک کو کوئی نقصان پہنچانے میں کامیاب نہ ہو سکے لیکن تمہاری اس ریٹا والی بات نے مجھے اپنا فیصلہ تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اوکے۔ اب تمہاری جوزف اور جوانا سے دن ٹو دن ملاقات ہونی ہوا کہ عمران کے دل میں ان کے لئے زم گوشہ موجود ہے اور اسے

تمہارے ساتھ دن ٹو دن ملاقات کی تو جو کچھ تمہارے ذہن میں تھا وہ اس دن ٹو دن ملاقات کی وجہ سے میرے ذہن میں ٹرانسفر ہو گیا۔“..... عمران نے کہا۔

”یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟“..... جارج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ انتہائی جدید ترین علم ہے۔ ایکریمیا میں تو اس پر کافی عرصے سے کام ہو رہا ہے اور اسے آئیڈیا ز ٹرانسفرڈ بائی آئیز یعنی خیالات کا آنکھوں کے ذریعے منتقل کیا جانا کہا جاتا ہے۔ تم اسے دن ٹو دن ملاقات کہہ سکتے ہو۔ بہر حال اب باقی بہت ہو گئیں۔ اب بتاؤ کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟“..... عمران نے کہا تو جارج چونک پڑا۔

”کیا مطلب۔ تم ہمیں قانون کے حوالے کر دو۔ ہم اپنے پر لگائے جانے والے اذامات کا دفاع کریں گے۔ پھر عدالت جو فیصلہ کرے؟“..... جارج نے کہا۔

”تم کراوز کے ایجنسٹ ہو۔ کیا تم نے کبھی اپنے مخالفوں کو قانون کے حوالے کیا ہے اور یہاں کا قانون میری پشت پر کھڑے یہ دو دیو ہیں۔ یہ چشم زدن میں تم پر قانون نافذ کر سکتے ہیں۔ ویسے ایک بات ہے۔ تم نے ابھی تک پاکیشیا کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے لیکن تم نے کوشش پوری کی تھی۔“..... عمران نے کہا تو جارج کو محسوس ہوا کہ عمران کے دل میں ان کے لئے زم گوشہ موجود ہے اور اسے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

چاہئے۔..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی نائگر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

”جوزف، جوانا۔ انہیں آف کر کے برقی بھی میں ڈال دو۔“

عمران نے سفا کا نہ لجھے میں کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”سنو۔ سنو۔ پلیز سنو۔.....“ جارج اور ریٹا دونوں نے بیک وقت چیختے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے دونوں جیشیوں کے ہاتھوں میں مشین پسل نظر آئے اور اس کے ساتھ ہی جارج اور ریٹا کو یوں محسوس ہوا جیسے لو ہے کی کئی گرم سلاخیں ان کے جسموں میں اترتی چلی گئی ہوں۔ ان کے جسموں نے جھٹکے کھائے اور ان کے سانس یکخت رکنے لگے۔ دونوں نے سانس لینے کی کوشش کی لیکن جیسے سانس گئے میں پھر بن کر پھنس گئے اور پھر ان کے ذہنوں پر تاریک چادری پھیلتی چلی گئی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ختم شد